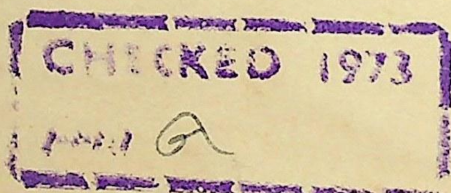
بہار ادب

ایجوکیشنل پبلشرز

۱۹۳۳ء

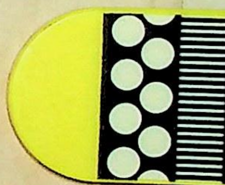




بہار ادب

حصّۂ سوم

برائے جماعت ہفتم





بہارِ ادب حصہ سوم

فہرست مضامین

خدا کی تعریف

اجازت دو خیالِ قاصدِ دل
کہ آ پہنچا دمِ تکلیفِ مشکل
طبیعت پھر مری کچھ نازہ پہ ہے
کوئی مطلب مگر آغاز پہ ہے
مضامیں لپٹے ہیں فکرِ رسا سے
زباں جنبش میں ہے حمدِ خدا سے
بنایا جس نے کُن سے دو جہاں کو
کیا پیدا زمین و آسمان کو
مہ و خورشید و سایہ کو فلک وار
سکھایا بے قدم اندازِ رفتار
بلند و پست سب اُس نے بنایا
عدم سے عالمِ ہستی میں لایا
طلسمی کارخانہ اِک بنا کے
نظر سے چھپ رہا صورت دکھا کے
جہاں میں اہلِ بینش کے عجب کو
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو
کیا پیدا نشاں ہر بے نشاں کا

دکھایا رنگ نیرنگِ جہاں کا
دیا سامانِ شاہانہ کسی کو
بنایا خاکِ ویرانہ کسی کو
کسی کو عشق کی لذّت عطا کی
مزا دیتی رہی اندوہ ہنا کی
دکھائے جلوہ ہائے حسنِ خوباں
بنایا صورت آئینہ حیراں
چھپائے سینکڑوں جلوے دکھا کے
مٹائیں صورتیں کیا کیا بنا کے
نہ غافل ہے نہ ہے فرزانہ باقی
فقط عالم میں ہے افسانہ باقی
تماشا دوست یارِ خود نما ہے
تصوّر بن کے پھرتا جا بجا ہے
کہیں شوکت ہے شانِ انبیا کی
کہیں عظمت ہے ذکرِ اولیا کی
کہیں ہے ہمّتِ اخوانِ یوسف
کہیں ہے عصمتِ دامانِ یوسف
شرارِ شعلہ افزا ہے کہیں وہ
ادیبِ ہوش مرسلے ہے کہیں وہ
کہیں ہے التماسِ شوقِ دیدار
کہیں ہے محرمِ اسرارِ افکار

کہیں طالب کہیں مطلوب ہے وُہ
غرض ہر رنگ میں کچھ خوب ہے وُہ
سنبھل اے سرخوشِ پیمانۂ شوق
خراب بادۂ خمخانۂ شوق
زیادہ تر نہ دے رُخصت قلم کو
مئے وحدت کے بدلے کھینچ دَم کو
کہاں تک ایک سی آہنگ فریاد؟
بدل اب اَور کوئی رنگ فریاد
منشی امیراللہ تسلیم

سوالات

۱- جو اشعار خدا کی تعریف میں کہے جائیں- ان کے لئے اردو زبان میں کیا خاص لفظ مقرر ہے +

۲- اس شعر کا کیا مطلب ہے؟ ے

بنایا جس نے کن سے دو جہاں کو
کیا پیدا زمین و آسماں کو

۳- عدم اور عالم ہستی کی تشریح کرو +

۴- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

سرخوش - خراب بادہ - خمخانہ - آہنگ -

محرمِ اسرار - مئے وحدت - دم +
۵- عصمتِ دامانِ یوسف اور ادیبِ ہوش مُوسے
کا مطلب بیان کرو +

گنگا جی

۱- گنگا دُنیا کے دریاؤں میں سب سے زیادہ مشہور ہے - شمالی ہند میں اس کے نام کے گیت گائے جاتے ہیں - جن میں سونے کی کھلیا اور گنگا جل کا ذکر ہے +

۲- گنگا کا پانی صاف سُتھرا - ٹھنڈا میٹھا اور مفید صحت ہے - شیریں ایسا کہ شاید ہی کسی چشمہ کا پانی ایسا ہوگا - خُنک ایسا کہ اس کے آگے برف کی ضرورت نہیں شفاف ایسا کہ دو دو گز کی گہرائی تک ایک ایک کنکری تہ میں پڑی ہُوئی صاف نظر آئے ہاضم ایسا کہ سوڈا واٹر کو مات کرے - ہلکا ایسا کہ چاہے جتنا پی لو پیٹ میں بوجھ نہ معلوم ہو - اگر احتیاط سے رکھا جائے - تو برسوں خراب نہیں

ہونا۔ غالباً اسی وجہ سے ہندو اس کو مقدّس
مانتے ہیں اور اُس کی تعظیم کرتے ہیں ٭

۳۔ اہل ہنود نے اس کے سواحل کے
مختلف مقامات پر میلے قائم کئے ہیں۔ جو مختلف
اوقات میں ہوتے رہتے ہیں۔ ان میں شامل
ہونا موجب ثواب ٹھیرایا ہے۔ تا کہ جو لوگ
دُور دراز مقامات کے رہنے والے ہیں۔
سال میں کم سے کم ایک مرتبہ تو ضرور
اس دریا کا سندر اور نرمل جل پی کر اور
اُس میں اشنان کرکے اُس کے خواص مفیدہ
سے مستفید ہوں۔ اور تبدیل آب و ہوا۔
تبادلہ خیالات۔ تجربات۔ مشاہدات۔ وسعت
معلومات اور فوائد سفر سے بہرہ ور۔ ان میلوں
کو داناؤں نے مذہب کا رنگ دے کر
مقبول عام کر دیا ہے۔ چنانچہ لاکھوں آدمی
بلا تعیّن اوقات تیرتھ یاترہ کی وجہ سے گنگا
جی کا درشن کرتے۔ اور سینکڑوں کوس سے
مُردوں کے پھول اُس میں ڈالتے ہیں ٭

۴۔ گنگا جی کیلاش کے پہاڑوں سے نکلی
ہے۔ جو مُلک تبت میں جھیل مانسرور کے
قریب ہیں۔ اور ہردوار کے قریب دیس سے

نکل کر پردیس میں قدم رکھا ہے۔ یعنی پہاڑوں
کو چھوڑ کر میدان کا راستہ اختیار کیا ہے۔
منبع کی طرف پانی بہت صاف اور سرد ہے
مگر دہانہ کی طرف ان دونو صفتوں میں کچھ
کمی ہو جاتی ہے *

۵ - مذہبی روایات کے بموجب اس دریا
کی خلقت اور اجرا کے متعلّق عجیب و غریب
قصّے مشہور ہیں۔ کہتے ہیں کہ پہلے زمانہ میں
ایک راجہ تھا۔ جس کا نام راجہ نل تھا۔ ایک
دفعہ اُس نے بڑا بھاری یگ کیا۔ دُور دُور
سے لوگ آکر اس میں شامل ہوئے۔ ایک
غریب برہمن بھی آیا اور اشیر باد دے کر
یوں ارداس کی۔ کہ ایشور پرماتما مہاراج ادھیراج
کو سکھی رکھے۔ لاکھوں کروڑوں کا دان پن
ہو رہا ہے۔ مجھ پر بھی دیا ہو جائے۔ راجہ
نے کہا پنڈت جی جو تمہارے من میں آئے
لیلو۔ برہمن نے کہا۔ مہاراج میں کچھ اور
نہیں چاہتا۔ ایک ساڑھے تین قدم دھرتی اپنے
راج سے دیدو۔ بڑی کرپا ہوگی۔ اُس وقت
راجہ کا گرُو بھی موجود تھا۔ اُس نے کہا۔ کہ
یہ برہمن نہیں ہے۔ کوئی چھلیا ہے۔ تجھے

چھلتا ہے - راجہ اس کے چھل میں نہ آئیو
ایک چپّہ بھر زمین نہ دیجیو - راجہ نے گرو
کا کہنا نہ مانا اور شنکلپ کرکے برہمن سے
کہا - پنڈت جی تم شوق سے تین قدم زمین
لیلو - برہمن نے پہلا ہی جو قدم رکھا - وہ
زمین سے آسمان پر پُہنچا - وہاں برہما نے
فوراً اس کو دھو کر اس کا پانی اپنے کشکول
میں رکھ لیا - کیونکہ اس قدم میں پدم تھا -
اور پدم سوائے خدا کے اور کسی کے قدم
میں نہیں ہوتا - وہی پانی گنگا جی کی اصل
ہے - یعنے وہ خدا کے پاؤں کا دھوون ہے ✦
۲- ایک اور روایت ہے - کہ اگلے وقتوں
میں ایک راجہ تھا - جس کا نام راجہ سگر تھا
وہ بڑا مہاتما شام سویرے - اجالے اندھیرے
پُوجا میں مگن رہتا تھا - اس کو ایشور
پرماتما نے یہ شکتی عطا فرمائی - کہ جس کو
آنکھ اُٹھا کر دیکھ لے وُہ فوراً بھسم ہو
جائے - کئی ہزار برس کے بعد اُس کے
خاندان میں ایک راجہ - راجہ تپھو کے نام
سے پیدا ہوا - وہ بھی نہایت خدا رسیدہ
تھا - اُس نے سو یگ کئے - اور آخر میں ایک

اشو میدھ یگ کیا *

راجہ اندر کو یہ فکر ہوا - کہ کہیں اس سے اندراس نہ چھین لے - سوچتے سوچتے اُسے ایک تدبیر سُوجھی - اُس نے گھوڑے کو پکڑ کر راجہ سگر کے پاس ایک درخت سے باندھ دیا - جو فوج گھوڑے کی حفاظت کے لئے مامور تھی - اُس نے راجہ کو خبر کی کہ گھوڑا یکایک غائب ہو گیا - بہت تلاش کیا نہیں ملا - ساٹھ ہزار آدمی گھوڑے کی تلاش میں نکلے - مگر کچھ سراغ نہ چلا - جب چو تھے کھونٹ میں گئے - تو دیکھا کہ ایک بُڈھا آدمی آنکھیں بند کئے بیٹھا ہے - اور مالا جپ رہا ہے - راجہ تیھو کے آدمیوں نے اُسے بُرا بھلا کہا اور ڈانٹا - کہ او مکار یہ کیا جال پھیلایا ہے - گھوڑا تو چرا کر باندھ لیا ہے - اب ہم کو دیکھ کر آنکھیں بند کر کے رام رام کر رہا ہے - یہ بڈھا راجہ سگر تھا - جو کئی ہزار سال سے راج پاٹ کو تیاگ کر اور راج دھانی سے نکل کر سمندر کے کنارے جپ تپ میں مشغول تھا - راجہ سگر نے جو آدمیوں کی آواز سُنی

تو آنکھ اُٹھا کر دیکھا - نظر پڑتے ہی سب
جل کر راکھ ہو گئے - راجہ تپھو کو جب یہ
خبر پہنچی - تو بہت پریشان ہوا - سلطنت چھوڑ
دی - پہاڑوں میں جا کر گنگا جل ڈھونڈنے
لگا - تا کہ جو لوگ بھسم ہو گئے تھے اُن کی
آتما کو ٹھنڈا کرے - دس ہزار برس عبادت
کی مگر ناکامیاب رہا - اور وہیں پہاڑوں میں
گُپت ہو گیا - راجہ تپھو کے بعد اُس کے
خاندان میں راجہ بھاگیرت جی ہوئے - اُنہوں
نے سری برہما جی کی تپسیا کی - جن کے کمنڈل
میں گنگا جی تھیں - بڑی مُدّت کے بعد برہما
جی نے بھاگیرت کی تپسیا پر یہ وان دیا کہ
گنگا تم کو ملے گی - لیکن زمین میں اتنی شکتی
نہیں - کہ اُس کو سہار سکے - تم شو جی سے
پرارتھنا کرو - بھاگیرت نے عرصہ دراز تک
شو جی کی عبادت کی - اُنہوں نے خوش ہو کر
کہا - کہ ہم تیری خاطر گنگا سہار لیں گے -
چنانچہ گنگا بیکُنٹھ سے اُتر کر اُن کی جٹا میں
مُدّت تک رہی - بھاگیرت نے جب دیکھا -
کہ آسمان سے گرا - کھجور میں اٹکا - تو بہت
گھبرائے - اور پھر شو جی کی تپسیا کی - آخر

اُنھوں نے اپنی جٹا کا ایک بال توڑا۔ اور گنگا بہ نکلی۔ اور اب تک بہ رہی ہے۔ اور جب تک بھگوان کی مرضی ہے۔ یُوں ہی بہتی رہے گی +

اڈیٹر

سوالات

١۔ گنگا جی کیوں مشہور ہے؟
٢۔ گنگا جی کے پانی میں کیا خصوصیت ہے؟
٣۔ دہانہ اور منبع میں کیا فرق ہے؟ دونو کی تعریف کرو +
٤۔ برہما اور شو جی کی تشریح کرو +
٥۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :۔
تپسیا ۔ بیکنٹھ ۔ پرارتھنا ۔ شکتی ۔ کمنڈل ۔ گپھت ۔ تیاگ ۔ سنکلپ ۔ اشیرباد ۔ بھسم +

شمس العلما مولوی محمد حسین رضؔ آزاد مرحوم اور بزم شعرا

۱۔ کیا پُر لطف سماں اور بہار کی محفل ہے میر سودا۔ درد سے لے کر داغ تک تمام سخنور موجود ہیں۔ یہ وہ عنصر ہیں جو مر کر اقلیم سخن کے بادشاہ ٹھیرے۔ گو زمانہ نے جیتے جی ان کی قدر نہ کی۔ مگر اُن کے دماغوں سے ایسے چشمے پھوٹے کہ خلق اللہ ہمیشہ سیراب ہوگی + کرُسئ صدارت پر میر صاحب رونق افروز ہیں۔ غالب۔ ذوق۔ مومن اور اُن کے ساتھ وُہ تمام شعراے باکمال جن پر دلّی ناز کر رہی ہے۔ تشریف فرماہیں۔ دفعتہً شمس العلما آزاد کی تشریف آوری کا غلغلہ ہوُا۔ کشتئ زرنگار میں خلعت ہفت پارچہ رکھا تھا۔ آزاد کا داخل ہونا تھا۔ کہ خوش آمدید کے نعرے لگاتے ہوئے اہلِ محفل تعظیم کو اُٹھ کھڑے ہوئے۔ ذوق سے بڑھے۔ شوق سے لائے۔ ملک الشعرا

خاقانی ہند نے میر صاحب کی اجازت سے
خلعت پہنایا۔ سب نے مبارک باد دی۔ اس
کے بعد حضرت داغ کھڑے ہوئے۔ ہاتھ میں
ایک فرمان تھا۔ اور نگاہِ شوق شمس العلما کے
رُخِ روشن پر۔ صدر انجمن کے اشارے سے
یہ تقریر شروع کی :-

۲ - "حسرت نصیب زبان اُردو سے زیادہ قابل
رحم کون ہوگا۔ جس کی ایک بیس پچیس ہی برس
میں وہ کایا پلٹی کہ خدا دشمن کی نہ کرے۔
یہ وہی زبان ہے۔ جو کسی وقت شہزادیوں کا
زیور بادشاہوں کا جوہر۔ ایک عالم کی محبوب
ایک دُنیا کی مرغوب۔ ہندوؤں کی جان مسلمانوں
کا ایمان تھی۔ مگر تقدیر نے اُس کو وہ وقت
دکھایا۔ جب اُس کے قدر دان ایک ایک کر کے
دنیا سے چلنے شروع ہوئے۔ جس جگہ ہر وقت
بلبلانِ خوش الحان کی چہکار اور گلہائے رنگین
کی مہکار تھی۔ وہاں ایک ہُو کا میدان رہ گیا
کبھی کوئی پھرتا پھراتا پردیسی سیلانی ادھر
سے گزر جاتا۔ تو کسی درخت کے نیچے بیٹھ کر
دو آنسو بہا لیتا۔ ورنہ اُس کی اگلی بہاریں
سب ختم ہو گئیں۔ انگریزی کے زبردست سیلاب

نے اُس کی ٹھنڈی اور میٹھی لہروں کا خاتمہ
کر دیا۔ اس نفسا نفسی کے عالم میں آزاد کی
کوششیں شکریہ کی مستحق ہیں۔ جس کے دم
سے چمنستان ادب گلزار ارم بنا رہا۔ بد قسمتی
سے آزاد کو وقت ایسا ملا جب اردو کے
قدر دان باری باری عدم آباد کا رستہ لے چکے
تھے۔ کوئی اتنا بھی نظر نہ آتا تھا۔ کہ منزل
مقصود کا پتہ دیدے۔ مگر وہ مرد میدان ہمت
نہ ہارا۔ گو دل کے حوصلے پورے ہونے کی
امیدیں خاک میں مل چکی تھیں۔ مگر دھن کا
پکّا ارادے کا سچّا اپنی کوششوں میں سرگرم
رہا۔ اور اس باغ میں جو نذرِ خزاں ہو چکا تھا
ایسے ایسے پھول کھلا گیا۔ جو مدّتوں آتے جاتے
مسافروں کے دماغ مفرّح کرتے رہیں گے +

۳۔ یہ اردو زبان کا محسن مرحوم مولوی باقر علی
دہلوی کے ہاں ۱۲۴۶ھ ہجری میں پیدا ہوا۔ ہونہار
بچّہ کی تعلیم میں باپ نے کوئی دقیقہ فروگزاشت
نہ کیا۔ چونکہ اُستاد ذوق سے بے تکلّف دوستی
تھی۔ شاگردی میں پیش کیا۔ ذوق جیسا سکھانے
والا اور آزاد جیسا سیکھنے والا۔ آزاد جتنا کچھ
ہوتا کم تھا۔ اُستاد کے فیضِ صحبت نے باپ کی

دلی آرزو پوری کر دی - اور آزاد ایسا شاگرد ہوًا - کہ آج اُستاد اس پر نازاں ہے - آزاد وہ پہلا شخص ہے - جس نے گل و بلبل کے مضبوط زنجیروں کو توڑا اور اردو شاعری کو واقعیّت کے ایسے سانچے میں ڈھالا - کہ آنیوالی نسلیں مدّۃ العُمر دعائیں دینگی - اُس نے نثر اُردو کو کمالِ معراج پر پہنچایا اور ایسی یادگاریں چھوڑ گیا - جو آنکھوں کو برماتی ہوئی کلیجہ پر گڑتی ہیں" +

۴" قدرت نے اس دماغ کو علم کا کچھ ایسا شوق دیا تھا - کہ زندگی اسی تحقیق و تلاش میں بسر ہو گئی - گو عمر کا آخری حصّہ جوان لڑکی کی موت سے ایک عجیب حالت میں بسر ہوًا - مگر جب تک دماغ کام کرتا رہا - اُس وقت تک تلاش ختم نہ ہوئی - یہ ہی چسکا تھا - جو ہندوستان سے ایران کی سرزمین میں لے گیا - صحبت کا اثر تلاش کی اعانت اس شخص پر جو ایران سے ہزاروں کوس کے فاصلہ پر پیدا ہوًا - ایسا رنگ چڑھا - کہ اہل زبان بھی اُس کے کلام پر صاحبِ زبان ہونے کا شبہ کرنے لگے" +

" باپ کی شہادت - اُستاد کی موت ۱۸۵۷ء سکا

غدر - غرض پیہم صدمات نے دلّی کے رہنے میں لطف نہ رکھا - اس پر ابنائے وطن کی ناقدری اور سب سے زیادہ فکر معاش وہ چیز تھی - جس نے آزاد کو دلّی سے جدا کیا - بال بچوّں کو ساتھ لے دلّی کو خدا حافظ کہا - اور لکھنو کا رُخ کیا - کمال کے قدر دانوں نے اشتیاق آمیز نظریں بلند کیں - مہمان نوازی کے ہاتھوں سے جہان آباد کی آخری یادگار کو سر آنکھوں پر لیا - مگر زمانہ کی گردش نے دلّی کے ساتھ ہی لکھنو کا بھی خاتمہ کر دیا - آزاد کا جی نہ لگا - اور ۱۸۶۴ء میں لاہور آئے - ہال رائڈ صاحب کی قدر شناس آنکھوں نے علم کی کسوٹی پر اس گوہر گراں بہا کو پرکھا - اتالیق پنجاب کی سب ایڈیٹری نذر کی - شاہجہانی عمارت کی خدمت آرزوے دیرینہ تھی - آزاد نے اپنی صنّاعی سے وہ گلکاریاں کیں - کہ تمام پنجاب کلمہ پڑھنے لگا - استعارات و تشبیہ کی ایسی دیویاں کھڑی کر دیں - کہ ہندوستان بھر مسخر ہو گیا - اور ۱۸۷۷ء کی جوبلی نے خطاب شمس العلماء سے آزاد کی قابلیت و خدمت کا اعتراف کیا +

۵ " آب حیات - نیرنگ خیال - دربار اکبری -

جامع القواعد ۔ قصص ہند کا دوسرا حصّہ ۔ اردو کی پہلی ۔ دوسری ۔ تیسری ۔ مجموعہ نظم اُردو ۔ دیوان ذوق یہ وہ چیزیں ہیں ۔ جو اس کا نام ہمیشہ زندہ رکھیں گی" ؛

"کامل پینتالیس سال کی خدمت کے بعد اُردو نے اگست ۱۸۸۹ء میں اس نئی طرز کے موجد کو الوداع کہی ۔ یہ وہ وقت تھا ۔ جب قابل بیٹی کی موت نے دماغ میں آثار جنون پیدا کر دیئے ۔ پھر بھی سیاک و نماک ان خزانوں کا پتہ دے رہا ہے ۔ جو اس دماغ میں پنہاں تھے ۔ دیوان ذوق کے خاتمہ پر نثر موزوں جو حالت جنوں کی لکھی ہوئی ہے آج بھی دعوےٰ کر رہی ہے ۔ کہ کوئی صحیح دماغ والا دو سطریں اس رنگ میں لکھ دے نمونہ دیکھئے" ؛

۶ "نیک اُستاد ۔ پیارے اُستاد کے لکھے پڑھانے کاغذ کے پرزے سامنے پھیلے ہیں ۔ یہ لڑکپن سے لے کر بڑھاپے تک کی نشانی ہیں ۔ انہیں سامنے سے اُٹھانا کیسے سیانوں کو الوداع کہنا ہے ۔ یہ درست ہے ۔ کہ گراں

سنگ قرض تھا۔ گراں بہا فرض تھا جس سے آج میں ہلکا ہوا۔ لیکن عمروں کا ساتھ ہے۔ اور دس مہینے دن رات آنکھوں کا تیل ٹپکایا ہے۔ موانست رو رو کر دل سے رخصت مانگتی ہے۔ ہائے دلگیر محنت تھی۔ لیکن دلپذیر محنت تھی۔ سخت کام تھا۔ مگر مزے کا کام تھا۔ اور ثواب پُر انجام تھا۔ اب یہ کام کہاں۔ آہ اُستاد۔ کہاں اُستاد" ÷

۷۔ نظم کی لڑیوں میں آزاد نے ایسے موتی پروئے ہیں۔ کہ جواب نہیں رکھتے۔ طرز بیان سیدھا سادہ مگر ایسا۔ کہ کلیجہ میں گڑے لطف زبان ایسا کہ ہر لفظ پر بے ساختہ داد نکلے۔ خیالات کی بلندی۔ مضمون آفرینی فصاحت بلاغت کیا چیز ہے۔ جو اس کے ہاں موجود نہیں۔ سہ

چھائی غرض خدا کی خدائی میں رات ہے
اس وقت یا تو رات ہے یا حق کی ذات ہے
خلقت خدا کی سوتی ہے غافل پڑی ہوئی
اور رات سائیں سائیں ہے کرتی کھڑی ہوئی
سوتا گدا ہے خاک پہ اور شاہ تخت پہ

ماہی ہے زیرِ آب تو طائر درخت پر
ہے بیخبر پڑا جو بچھونوں پہ گھر میں ہے
دامانِ دشت میں کوئی سوتا سفر میں ہے
گھوڑے پر اپنے اونگھ گیا ہے سوار بھی
چُوکا ہے بلکہ راہزنِ نابکار بھی
بچّہ کہ ماں کی گود میں ہے بلکہ پیٹ میں
سب آ گئے ہیں نیند کی اس دم لپیٹ میں

۸ - داغ کی تقریر کا ختم ہونا تھا - کہ وہ صورتیں آنکھ سے اوجھل ہونی شروع ہوئیں شمعیں جھلملا گئیں - روشنی پھیکی پڑ گئی +

اے متبرّک صورتو! کوئی دم تو اور ٹھہرو - کہ آنکھیں تمہارے دیدار سے سیر ہو جائیں - کس سے کہوں دل پر کیا گذر رہی ہے - دل رو رہا ہے - آنکھیں ڈھونڈ رہی ہیں - مگر تمہاری صورتیں ایک دُھندلی سی تصویریں دکھائی دے رہی ہیں - آہ وہ بھی نہ رہیں +

مذاق صحیح اور عقل سلیم دونو شاہد ہیں - نقّادان سخن کی نگاہیں دیکھ رہی ہیں - کہ بدنصیب اردو کے سر سے اس شخص کا سایہ اُٹھا - جو عمر عزیز کا بڑا حصّہ اور زندگی جیسی نعمت کی کل کائنات لطف زبان کی نذر کر

گیا۔ فراق آزاد امید یقینی اور فیصلۂ قطعی تھا۔ مگر یہ ہے وہ موت جس پر سینکڑوں زندگیاں نثار +

زمانہ بدل جائے۔ مذاق بگڑ جائیں۔ آسمان زمین سب نئے ہو جائیں۔ مگر مرحوم آزاد میدان سخن میں ایسے موتی لُٹا گیا جو ہمیشہ جگمگائینگے یہ بے موسم کی ترکاری اور بے فصل کا میوہ ہمیشہ سدا بہار پھُولوں کا مزہ دے گا +

راشد الخیری

سوالات

۱۔ مولانا آزاد کون تھے؟ اُن کے مختصر حالات بیان کرو +

۲۔ آزاد کی مشہور کتابوں کے نام لو +

۳۔ صدر انجمن کسے کہتے ہیں؟

۴۔ ذیل کے محاورہ کا محل استعمال بتاؤ۔ اور اُسے اپنے فقروں میں استعمال کرو:۔

کلیجہ میں گڑھے

۵۔ شمس العلماء سے کیا مراد ہے تشریح کرو +

۶۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
گلہائے رنگیں - بُلبُلانِ خوش الحان - منزلِ مقصود - میدانِ ہمّت +

۷۔ فصاحت اور بلاغت میں کیا فرق ہے ؟

۸۔ آنکھوں کا تیل ٹپکانا کس موقع پر بولتے ہیں تشریح کرو +

عدل جہانگیری

از علاّمہ شبلی نعمانی مرحُوم

قصرِ شاہی میں کہ ممکن نہیں غیروں کا گُزر
ایک دن نور جہاں بام پہ تھی جلوہ فگن
کوئی شامت زدہ رہ گیر اُدھر آ نکلا
گرچہ تھی قصر میں ہر چار طرف سے قدغن
غیرتِ حسن سے بیگم نے طمنچہ مارا
خاک پر ڈھیر تھا اِک کشتۂ بے گور و کفن
ساتھ ہی شاہِ جہانگیر کو پہنچی یہ خبر
غیظ سے آ گئی ابروئے عدالت پہ شکن

حکم بھیجا کہ کنیزانِ شبستانِ شہی
جا کے پوچھ آئیں کہ سچ یا کہ غلط ہے یہ سخن
نخوتِ حُسن سے بیگم نے بہ صد ناز کہا
میری جانب سے کرو عرض بہ آئینِ حسن
ہاں مجھے واقعۂ قتل سے انکار نہیں
مجھ سے ناموسِ حیا نے یہ کہا تھا کہ بزن
اُس کی گستاخ نگاہی نے کیا اُس کو ہلاک
کشورِ حُسن میں جاری ہے یہی شرعِ کہن
مُفتیٔ دیں سے جہاں گیر نے فتویٰ پوچھا
کہ شریعت میں کسی کو نہیں کچھ جائے سخن
مُفتیٔ دین نے بے خوف و خطر صاف کہا
شرع کہتی ہے کہ قاتل کی اُڑا دو گردن
لوگ درباری تو اس حکم سے تھرّا اُٹھے
پر جہانگیر کے ابرو پہ نہ بل تھا نہ شکن
ترکنوں کو یہ دیا حکم کہ اندر جا کر
پہلے بیگم کو کریں بستۂ زنجیر و رسن
پھر اِسی طرح اُسے کھینچ کے باہر لائیں
اور جلّاد کو دیں حکم کہ ہاں تیغ بزن
یہ وہی نورِ جہاں ہے کہ حقیقت میں یہی
تھی جہانگیر کے پردے میں شہنشاہِ زمن
اس کی پیشانیٔ نازک پہ جو پڑتی تھی گرہ

جا کے بن جاتی تھی اوراقِ حکومت پہ شکن
اب نہ وہ نور جہاں ہے نہ وہ اندازِ غرور
نہ وہ غمزے ہیں نہ وہ عربدۂ صبر شکن
اب وہی پاؤں ہر اک گام پہ تھرّاتے تھے
جن کی رفتار سے پامال تھے مُرغانِ چمن
ایک مجرم ہے کہ جس کا نہیں حامی و شفیع
ایک بیکس ہے کہ جس کا نہ کوئی گھر نہ وطن
خدمتِ شاہ میں بیگم نے یہ بھیجا پیغام
خوں بہا بھی تو شریعت میں ہے اک امرِ حسن
مُفتیٔ شرع سے پھر شاہ نے فتویٰ پوچھا
بولے جائز ہے رضا مند ہوں گر بچّہ و زن
وارثوں کو جو دئے لاکھ درہم بیگم نے
سب نے دربار میں کی عرض کہ اے شاہِ زمن
ہم کو مقتول کا لینا نہیں منظور قصاص
قتل کا حکم جو رُک جائے تو ہے مستحسن
ہو چکا جبکہ شہنشاہ کو پُورا یہ یقیں
کہ نہیں اس میں کوئی شائبۂ حیلہ و فن
اُٹھ کے دربار سے آہستہ چلا سُوئے حرم
تھی جہاں نور جہاں مُعتکفِ بیت حزن
دفعتاً پاؤں پہ بیگم کے گرا اور یہ کہا
تو اگر کُشتہ شدی آہ چہ مے کردم من

سوالات

۱ - اس نظم کا مضمون نثر میں لکھو +

۲ - ذیل کے الفاظ کے معانی بیان کرو :-
شامت زدہ - راہ گیر - قدغن - گستاخ نگاہی - شریعت +

۳ - خوں بہا کی تشریح کرو +

۴ - ذیل کے الفاظ کے ہم معنی الفاظ لکھو :-
شائبہ - قصاص - مستحسن - حرم - معتکف - بیت حزن - عربدۂ صبر شکن +

۵ - مفتی اور قاضی میں فرق بتاؤ +



شکوۂ نورجہاں

(از خان احمد حسین خانصاحب بی۔ اے)

میں نے کل خواب میں پھر نورجہاں کو دیکھا
وہی انداز نرالا تھا۔ انوکھا جوبن
غرفۂ خلد بریں میں تھی وہ جلوہ آرا
تختِ طاؤس پہ جیسے ہو نویلی دُلہن
جامۂ سبز میں تھی رنگِ ملاحت کی جھلک
اور شلوار پہ قُربان بہشتی ساٹن
اُس کے کانوں کے کرن پھول تھے رشکِ خورشید
جن میں الماس تھے عصمت کے برابر روشن
تھے مگر چہرے پہ کچھ خشم کے آثار پدید
بل تھا تیوری پہ پڑا اور تھی بدلی چتون
جُھک کے آداب کیا اور یہ میں نے پُوچھا
آج رنجیدہ ہیں کیوں آپ کے بیگم دشمن
رُخ پہ نور ہے کیوں غصّہ میں نیلا پیلا
گُل لالہ سے نمودار ہؤا ہے سوسن
دلِ نازک کو کسی طرح کا پہنچا صدمہ

سر مبارک میں ہے گر درد لگا لو چندن
بولی بیگم کہ نہیں اب بھی یہ جینے دیتے
بعد مرنے کے بھی پیدا ہوئے میرے دشمن
شعر گوئی ہیں جو دامانِ مروّت چھوڑے
مجھ کو بھاتے نہیں اک آنکھ بھی اُس کے لچھن
شعر گوئی کے یہ معنے نہیں صاحب سُنئیے
جھوٹ کے کان کتر ڈالئے بن کر پُر فن
برف کے کوہ کو تم آگ لگا دو جا کر
آگ کے دشت میں مہمیز کرو تم توسن
ہاتھ میں خنجرِ بہتان تراشی لے کر
علمِ تاریخ کی اک دم میں اُڑا دو گردن
کب کوئی غیر کبھی میرے شبستاں میں گھُسا
خونِ ناحق سے نہ آلودہ تھا میرا دامن
کس کو یارا تھا مجھے آنکھ اُٹھا کر دیکھے
میری عصمت میری عفّت تھی برابر چلمن
قصرِ شاہی یا حرم میں کوئی مقتل تو نہ تھا
باندھ کر سر سے جو آتا کوئی اِسجا پہ کفن
قصرِ شاہی ہوًا مہمان سرا سے بد تر
مُنہ اُٹھائے ہوئے آ جائیں جو اس میں رہزن
مجھ کو کیوں آتا کوئی گھُور نے مونڈھی کاٹا
اپنے گلفام جہانگیر کی تھی میں جوگن

کِس کی طاقت تھی بھلا لالہ و سنبل کے سوا
کیجے انصاف کہ دکھلائے مجھے دار و رسن
مجھ کو بدنام کیا فتنے جگائے سوئے
بھاڑ میں جائیں سخن سنج و سخن فہم و سخن
نام انصاف کا لیتے ہو کہیں گے اغیار
شیر افگن کی سنو چا کے یہ طرز احسن
از رہِ طنز یقیناً وہ کہیں گے سن کر
جاؤ جی جاؤ ابو فضل کا ڈھونڈو مدفن
سُن کے شرمندہ ہوا اور میں اتنا جھیپا
پڑ گیا آبِ ندامت مرے سر پر سو من
اور بے ساختہ اُس دم میرے منہ سے نکلا
شعر کہنا نہیں آسان ہے شبلی تن زن

سوالات

۱- نور جہاں اور جہانگیر کے کچھ مختصر حالات بیان کرو +

۲- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ +

تن زن - مدفن - مونڈھی کاٹا - طنز - مقتل +

۳- اس شعر کو حل کرو ے

مجھ کو کیوں آتا کوئی گھورنے مونڈھی کاٹا
اپنے گلفام جہاں گیر کی میں تھی جوگن

۴- ذیل کے محاورات کا مطلب اور محل استعمال بتاؤ :-

بے ساختہ منہ سے نکلنا +
پڑ گیا آب ندامت میرے سر پر سو من +
بھاڑ میں جائیں + منہ اُٹھائے ہوئے آنا +
سر سے کفن باندھ کر آنا +

۵ تخت طاؤس اور شیر افگن پر ایک مختصر نوٹ لکھو +

۶- اس نظم کو اپنی نثر میں ادا کرو +

میر تقی میر کی نازک مزاجی

میر تقی میر دورِ سوم میں اُردو زبان کے بہت بڑے شاعِر گزرے ہیں۔ ہندوستان میں یہ بات اُنہیں کو نصیب ہوئی کہ مسافر اُن کی غزلوں کو تحفہ کے طور پر شہر سے شہر میں لے جاتے تھے۔ خاقانیٔ ہند ذوق آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ

نہ ہُوا پر نہ ہُوا میر کا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

قدر دانی نے میر صاحب کے کلام کو جواہر اور موتیوں کی نگاہوں دیکھا - اور نام کو پھولوں کی مہک بنا کر اُڑایا - مگر اُن کی بد دماغی اور نازک مزاجی کا یہ عالم تھا - کہ دُنیا کی کوئی بڑائی اور کسی شخص کا کمال یا بزرگی اُنہیں بڑی نہ دکھائی دیتی تھی - اس قباحت نے نازک مزاج بنا کر اُنہیں ہمیشہ دُنیا کی راحت اور فارغ البالی سے محروم رکھا ÷

۲ - سنہ ۱۱۹۰ء میں جب آپ نے شاہ عالم کے دربار میں گزارہ کی صورت نہ دیکھی - تو ناچار دلّی چھوڑنی پڑی - جب لکھنؤ چلے تو ساری گاڑی کا کرایہ بھی پاس نہ تھا - ناچار ایک شخص کے ساتھ شریک ہو لئے - اور دلّی کو خدا حافظ کہا - تھوڑی دُور آگے چل کر اس شخص نے کچھ بات کی - میر صاحب چیں بجبیں ہو کر بولے - کہ صاحب قبلہ آپ نے کرایہ دیا ہے - بیشک گاڑی میں بیٹھئے - مگر باتوں سے کیا تعلّق - اُس نے کہا حضرت کیا مضائقہ

ہے۔ راہ کا شغل ہے۔ باتوں میں ذرا جی بہلتا ہے۔ میر صاحب بگڑ کر بولے کہ خیر آپ کا شغل ہے۔ میری زبان خراب ہوتی ہے ✤

۳۔ جب آپ دہلی سے لکھنؤ تشریف لائے تو نواب آصف الدّولہ کا زمانہ تھا۔ نواب صاحب نے سُنا اور دو سو روپے مہینہ کر دئے۔ آپ کبھی کبھی نواب صاحب کی ملازمت میں جاتے تھے۔ ایک دن ایک شاعر مرزا علی اکبر جو شاگرد جرأت تھے۔ اور آداب صحبت سے واقف تھے میر صاحب کی زیارت کو تشریف لے گئے۔ میر صاحب گھر میں تھے۔ آپ نے اپنا نام و نشان کہلا بھیجا۔ بہت دیر کے بعد میر صاحب تشریف فرما ہوئے۔ مرزا نے دست بوسی کی۔ اور ادب سے عرض کیا۔ کہ کچھ تازہ کلام سنائیے۔ مطلب یہ تھا۔ کہ ادھر سے بھی کچھ فرمائش ہوگی۔ میر صاحب ایک نازک مزاج آدمی تھے۔ ایسے ویسوں کو کب خاطر میں لاتے تھے۔ کہنے لگے۔ کہ تمہارے بُشرے سے شعر فہمی نہیں معلوم ہوتی۔ مجھے اپنا کلام ضائع کرنا منظور نہیں ہے۔ یہ بچارے خجل اور محجوب واپس آئے ✤

۴۔ شاہ قدرت اللہ قدرت کہنہ مشق شاعر

تھے۔ اتّفاق سے میر صاحب کے ساتھ ایک کشتی
میں سوار تھے۔ آپ نے چند غزلیں اپنی میر
صاحب کو سُنائیں۔ میر صاحب خاموش سُنا کئے۔
کچھ تعریف نہ کی۔ ناچار قدرت نے پوچھا۔
ان اشعار پریشان کے متعلق آپ کی کیا رائے
ہے۔ میر صاحب نے فرمایا "صوابدید تو یہ ہے
کہ آپ اِس کلام کو دریا بُرد فرمائیں" +

۵۔ ایک دن نواب صاحب اپنے کُتب خانہ
کی سیر میں مصروف تھے۔ ایک جلد میر صاحب
کے قریب رکھّی تھی۔ اور نواب کا ہاتھ وہاں
تک پُہنچنا دشوار تھا۔ میر صاحب سے اشارہ
کرکے فرمایا معاف کیجئے گا۔ وہ سامنے والی کتاب
مجھے اُٹھا دیجئے۔ میر صاحب یہ کلمہ سُن کر خفتک
ہو گئے۔ دل میں تہذیب دربار کا فاتحہ پڑھا
اور سوچنے لگے کہ دہلی کے دربار میں تو کوئی
بادشاہ اپنے مصاحب سے کبھی ایسا خلاف تہذیب
کلمہ نہ کہتا۔ آخر میر صاحب نے ایک ملازم
سے کہا۔ دیکھو تمہارے آقا کیا فرماتے ہیں۔
تھوڑی دیر کے بعد نواب صاحب نے فرمایا
کیوں میر صاحب سودا کیسے مسلم الثبوت اُستاد
تھے۔ میر صاحب نے کہا ؎

"ہر عیب کہ سلطاں بپسندد ہنر است"
نواب نے مسکرا کر کہا۔ کیوں صاحب ہم عیب پسند ہیں ÷

۶۔ ایک دن نواب نے بُلا بھیجا۔ جب پہنچے تو دیکھا۔ کہ نواب حوض کے کنارے کھڑے ہیں۔ ہاتھ میں چھڑی ہے۔ پانی میں لال سبز مچھلیاں تیرتی پھرتی ہیں۔ آپ تماشہ دیکھ رہے ہیں۔ میر صاحب کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ میر صاحب کچھ فرمائیے۔ میر صاحب نے غزل سُنانی شروع کی۔ نواب صاحب سُنتے جاتے تھے۔ اور چھڑی کے ساتھ مچھلیوں سے بھی کھیلتے جاتے تھے۔ میر صاحب چیں بہ جبیں ہوتے اور ہر شعر پر ٹھیر جاتے تھے۔ نواب کہے جاتے کہ ہاں پڑھیئے۔ آخر چار شعر پڑھ کر میر صاحب ٹھیر گئے۔ اور بولے کہ پڑھوں کیا آپ تو مچھلیوں سے کھیلتے ہیں متوجّہ ہوں تو پڑھوں۔ نواب نے کہا۔ جو شعر ہوگا آپ متوجّہ کر لیگا۔ میر صاحب کو یہ بات زیادہ تر ناگوار گزری۔ غزل جیب میں ڈال کر گھر چلے آئے اور پھر جانا چھوڑ دیا۔ چند روز کے بعد ایک دن بازار میں چلے جاتے

تھے۔ نواب کی سواری سامنے سے آ گئی۔ دیکھتے ہی نہایت محبّت سے بولے۔ کہ میر صاحب آپ نے بالکل ہمیں چھوڑ دیا۔ کبھی تشریف ہی نہیں لاتے۔ میر صاحب نے کہا بازار میں باتیں کرنا آداب شرفا نہیں۔ یہ کیا گفتگو کا موقعہ ہے۔ غرض بدستور اپنے گھر بیٹھے رہے۔ اور فقر و فاقہ میں گزارہ کرتے رہے +

۷۔ میر محمدؐ سوز دہلوی پہلے میر تخلّص کرتے تھے۔ اودھ میں آکر مقام کیا۔ دربار رس ہو گئے تھے۔ بہت سے ہُنر جانتے تھے۔ تیر اندازی شہسواری۔ خوشنویسی۔ آداب صحبت ملوک۔ ظریف الطبع بھی تھے۔ جس زمانے میں کلام میر کی شہرت روز افزوں ہونے لگی۔ تو آپ نے پاسِ ادب سے اپنا تخلّص بدل کر سوز کر دیا۔ نوّاب آصف الدّولہ بہادر فنّ شاعری میں اُن کے شاگرد ہوئے۔ ایک روز دربار میں میر تقی تشریف فرما تھے۔ کہ میر سوز بھی نواب کے مجرے کو حاضر ہوئے۔ بادشاہ نے فکر تازہ سُنانے کی فرمائش کی میر سوز نے دو تین غزلیں سُنائیں۔ میر سوز کو اس امر کا خیال نہ رہا۔ کہ میر تقی سے اجازت

حاصل کرتے - آپ بہت کشیدہ خاطر ہوئے - اور
میر سوز سے کہا کہ تمہیں اِس دلیری پر شرم بھی
نہ آئی - میر سوز نے عرض کیا - قبلہ آخر میں بھی
تو دہلی کا رہنے والا ہوں - آپ نے شاعری
کی ہے - تو کیا میں وہاں بھاڑ جھونکتا تھا -
میر صاحب نے کہا - تمہاری بندگی اور شرافت
سے کس کو انکار ہے - مگر شاعری میں ہمارے
ہم پلّہ ہونا تو بے موقع ہے - تم نہیں جانتے
کہ تمام دہلی ہماری اُستادی کی معترف ہے
اور بادشاہوں کے دربار میں سوا ہمارے دوسرے
کا شعر زبان سے نکالنا گناہِ عظیم - تمہاری
شاعری کا محل اور موقع یہ ہے - کہ جہاں چند
کم سن لڑکیاں جمع ہو کر ہنڈ کلھیاں پکاتی
ہوں - تم بھی اپنے شعروں سے ان کا دل
بہلاؤ - نہ کہ میرے سامنے علمِ شاعری بلند
کرو - یہ کہہ کر نواب آصف الدولہ بہادر کی
طرف مخاطب ہوئے - اور جو شقّہ نواب نے
اُن کی طلب میں ارسال فرمایا تھا - جیب سے
نکال کر سامنے رکھ دیا اور "زمانہ آباد دولت
زیادہ" کہہ کر اُٹھ کھڑے ہوئے - نواب صاحب
نے آپنے کو تو زبان سے خدا حافظ کہدیا لیکن

میر کے خفا ہونے کا اُن کو بہت صدمہ ہوا
ایک روز تحسین علی خاں خواجہ سرا سے نواب
نے پوچھا۔ کہ میر صاحب کی بھی کچھ خبر ہے
اُنہوں نے عرض کیا۔ کہ خداوند کچھ نہ پُوچھیئے
بہت عُسرت اور تکلیف سے بسر ہوتی ہے۔
ایک تو غریب الوطنی دوسرے نازک مزاجی۔ ان
دو مصاحبوں نے فاقہ کش بنا دیا۔ پوچھا کوئی
صورت ہے۔ کہ میر صاحب یہاں تشریف لے
آئیں۔ عرض کیا اُن کی عالی دماغی سے خودبخود
تشریف لانا غیر ممکن ہے۔ کہا ہماری طرف سے
کچھ ہدیہ پیش کر دو۔ عرض کیا معزولی کیحالت
ہیں ہدیہ بھی نہ قبول کرینگے۔ نواب نے فرمایا
اُن کے خفا ہونے کا انداز بھی نرالا ہے۔
ہمارے سامنے ہمارے اُستاد کی توہین کی۔ سودا
کی تحقیر کی۔ ہم نے پاس اعزاز سے کچھ نہ کہا
پھر اُلٹے خفا بھی ہو گئے۔ خیر دوسرے روز
تحسین علی خاں بُلانے گئے۔ تو میر صاحب بولے
کہ نواب کو غریب خانہ پر قدم رنجہ فرماتے
شرم آتی ہے۔ تو فقیر بھی کسی کی وساطت سے
ان کے در دولت پر جانا ننگ آبرو سمجھتا
ہے"+

۸۔ شباب کے آخر زمانے میں میر صاحب دہلی میں تھے۔ اور نواب عماد الملک غازی الدین فیروز جنگ وزیر شاہ عالم بادشاہ کے دربار میں بزمرۂ شعرا ملازم تھے۔ اور شاہ عالم کے دربار سے ملک الشعرا کا خطاب حاصل کر چکے تھے۔ ایک دن میر صاحب تشریف لائے۔ تو نواب صاحب ایسے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جس میں سوائے ایک کرسی کے کوئی دوسرا فرش بھی نہ تھا۔ میر صاحب نے کچھ دیر تو کرسی اور مونڈھے کا انتظار کیا۔ آخر اپنا دو پٹہ زمین پر دو تہ کر کے بچھایا اور پلتھی مار کر بیٹھ گئے۔ نواب صاحب نے فرمایا۔ میر صاحب کچھ تازہ فکر کی ہو تو سُنائیے۔ کہا ہاں رات کو ایک قطعہ کہا ہے۔ عرض کرتا ہوں۔ ؎

کل پاؤں ایک کاسۂ سر پر جو آ گیا
یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
کہنے لگا کہ دیکھ کے چل راہ بیخبر
میں بھی کبھی کسی کا سرِ پُر غرور تھا
تھا وہ تو رشکِ حورِ بہشتی ہمیں میں میرؔ
سمجھے نہ ہم تو وہم کا اپنے قصور تھا

نواب سمجھ گئے کہ یہ ہمارے تکبّر پر چوٹ

ہے۔ بیزار ہو کر سر جھکا لیا۔ آپ سلام کر کے گھر واپس چلے آئے۔ نواب نے ہر چند طلب کیا۔ پھر نہ گئے اور کہنے لگے ہماری تہذیب کا قدردان شاہ عالم بادشاہ ہے۔ مشاہرہ بھی قبول نہ کیا۔ آخر شاہ عالم قید ہو گئے۔ اور میر صاحب نے لکھنؤ کا رُخ کیا۔ لکھنؤ کا حال لکھا جا چکا ہے۔ وہاں بھی نازک مزاجی نے میر صاحب کو سرسبز نہ ہونے دیا۔ دربار سے منہ موڑ کر گھر میں بیٹھے رہے۔ اور فقر و فاقہ میں گزارہ کرتے رہے۔ آخر ۱۲۲۵ء میں فوت ہوئے۔ اور سو برس کی عمر پائی۔ ناسخ نے تاریخ کہی۔

"واویلا مرد شہ شاعراں"

(سبزہ بیگم)

سوالات

۱۔ میر تقی میر کون تھے اور کس لئے مشہور تھے؟

۲۔ میر صاحب کے سب سے زیادہ مشہور ہمعصر کا نام بتاؤ۔

۳ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
شفقّہ - فارغ البالی - نازک مزاجی - مراتب شرفاء
۴ - ذیل کے محاوروں کی تشریح کرو :-
خانہ آباد دولت زیادہ ۔ بگڑ کر بولے ۔
کیا بھاڑ جھونکتا رہا ہوں ۔

شاعر کا دِل

ترجمہ از لارڈ ٹینی سن

۱- مت دُکھا شاعر کا دِل ظالم کبھی تو بھول کے
اپنی اوچھی عقل سے اور اپنی اوچھی فہم سے
مت دُکھا شاعر کا دل تو زینہار اے نکتہ چیں
اُس کے تو جذبات کا اندازہ کر سکتا نہیں
صاف اور روشن رواں ہے صورت نہر بلور
صاف مثل بادِ بُستاں اور روشن مثل نور

۲- تیرگیٔ جہل جس کے پاس آ سکتی نہیں
چپہ چپہ ہے یہاں کا وہ مقدّس سرزمیں

دُور رکھ اپنا تمسخر اور حقارت کی نظر
ان اداؤں کا نہیں اس پاک خطّے میں گزر
جتنے یہ گلہائے رنگا رنگ ہیں اس میں کھلے
سینچتا ہوں خون دل سے اور اشکِ پاک سے
جھاڑیاں لارل کی اِن پھُولوں پہ ہیں جلوہ فگن
تا نہ کملائیں تعصب سے ترے او دل شکن

۳- آنکھ میں ٹونا ہے پالا ہے تنفّس میں ترے
مار جا او بد نظر ظالم نہ پودوں کو ہرے
سن نہیں سکتا وہاں سے ہے جہاں پر تو کھڑا
جان شیریں کے چمن میں طائرِ دل کی صدا
چہچہے کرتی ہے بلبل اس حریم پاک میں
تو نے گر رکھا قدم رل جائے گی وہ خاک میں

۴- صحن گلشن میں ہے فوّارہ اک ایسا چھوٹتا
مثل برق طُور جس کی غیر فانی ہے ضیا
آ رہی ہے صاف خوش آہنگ نغمے کی صدا
اور وہ نغمہ ہے ہوا میں رات دن گونجا ہوا
ایک کوئی ہے کہ سینے سے پھُدک کر کوہ کے
جو کہ واقع ہے وہاں کچھ فاصلہ پر باغ کے
ارغواں زارِ چمن سے اُڑ کے آتی ہے مگر

کھینچ لینا ہے اُسے پھر کوہ اوجِ عرش پر

۵- غیر فانی عشق کا وہ گا رہی ہے ایک راگ
عالمِ پیری کا ماتم - نو جوانی کا سُہاگ
گو صدا اُس کی نہایت صاف اور بھرپور ہے
تو نہیں سُن پائیگا ہیں گوشِ دل بہرے ترے
رہ جگہ پر اپنی دیکھ اپنی طرف او پُر خطا
خاک ہو جائے گی گر تو نے قدم اندر دھرا
(منشی نادر علی خاں نادر کاکوری)

سوالات

۱- دل دُکھانا کیا مطلب رکھتا ہے ؟
۲- ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو:-
اوچھا - روشن ادا - تیرگی جہل - تعصّب -
سُہاگ - برق طور - ارغواں زار چمن -
اوجِ عرش +
۳- بند نمبر ۴ کو اپنی نثر میں سمجھاؤ +



ریل میں صحبتِ ناملائم

ریل کے درجے خالی کرانے والا مشّاق اور ماہر فن اپنے کارہائے نمایاں یوں بیان کرتا ہے۔ میں ایک دن ریل کے اوّل درجہ میں اکیلا سفر کر رہا تھا۔ ایک تونہ بیل بابو داخل ہوئے۔ اُن کا چھکڑوں اسباب مع ستک گڑگڑی اور اُگالدان کے دیکھ کر میں فوراً گھبرا گیا۔ ریل چلنے لگی۔ تو بابو نے ایک غالیچہ کا خلطہ کھول کر سیاہ لیسدار تمباکو اور کوئلے کی ٹکیاں نکالیں اور مجھ سے بغیر پوچھے چلم سُلگا کر سُلفہ اُڑانا شروع کیا اور اُگالدان آگے رکھ لیا۔ گڑگڑی کی آواز اور دُھوئیں اور اُگالدان کے بار بار اِستعمال سے تنگ اور پریشان ہو کر میں سوچنے لگا۔ کہ اِس "صحبت ناملائم" سے کیوں کر خلاصی حاصل کروں۔ بالآخر سوچ کر میں نے بابو کو گھورنا شروع کیا۔ اور جیب سے بڑا شکاری چاقو نکالا اور بابو کی طرف ٹکٹکی بدستور جمائے

ہوئے میں نے اپنی انگلیاں چاقو کی نوک اور دھار پر پھیریں اور دھار کو زیادہ تیز کرنے کے لئے اپنے بوٹ کے تلے پر میں نے اُس کو رگڑنا شروع کیا۔ میری قہر آلودہ نگاہ اور تیاریاں دیکھ کر بابو کسمسائے اور حقہ کی منہال اُن کے خشک لبوں اور کانپتی ہوئی اُنگلیوں سے نیچے گر پڑی۔ اب گڑگڑی کی آواز بند ہو گئی۔ لیکن میں بدستور بابو کی طرف ٹکٹکی جمائے چاقو تیز کرتا۔ اور کبھی کبھی اپنے دانت پیستا رہا۔ اب بابو کے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ رنگ فق اور پیشانی سے پسینہ بہنے لگا۔ ریل دھیمی ہونے لگی۔ بابو جی سرک کر دروازے کے پاس پہنچے۔ اب میں نے چاقو رگڑنا بند کر کے اُس کی نوک اور دھار پر پھر اُنگلیاں پھیریں۔ اور پھر چاقو کا قبضہ اپنے داہنے ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ کر چاقو کو سیدھا کر کے اپنا ہاتھ آہستہ آہستہ اُٹھانا شروع کیا۔ بابو جی نے ایک چیخ ماری اور دروازہ کھول کر پلیٹ فارم پر کود پڑے۔ اور بے تحاشا بھاگے چلے گئے۔ اب میں اطمینان سے بیٹھ کر اپنے ناخن چاقو

سے تراشنے لگا۔ تھوڑی دیر میں قلی آکر بابو
کا اسباب مع گڑگڑی اور اُگالدان کے میرے
درجہ سے نکال کر لے گئے ٭

۲۔ایک مرتبہ میں رات کی ریل سے سوتا
ہؤا تنہا جا رہا تھا۔کہ دروازے میں صندوقوں
کے ٹکرانے کی آواز سے آنکھ کھلی تو کیا دیکھتا
ہوں۔کہ ایک مسافر مع ایک امرودوں کے
بڑے ٹوکرے کے داخل ہؤا۔امرودوں کی تیز
اور ناگوار بُو سے سارا درجہ بھر گیا۔اور
میرا دماغ سٹپٹانے لگا۔تو میں نے اپنے دل
میں کہا۔کہ اس مسافر کو ضرور مزا چکھانا چاہیئے
مسافر آتے ہی بنچ پر لیٹ گیا۔اور خرّاٹے
لینے لگا۔اُس کی اچکن کی جیب میں اُس کے
ٹکٹ کا ایک حصّہ باہر نکلا ہؤا تھا۔میں نے
آہستہ سے نکال کر پڑھا تو اوّل درجہ کا ٹکٹ
تھا۔اب میں نے ٹکٹ اپنے پاس رکھ لیا۔
اور امرودوں کے ٹوکرے پر ایک کپڑا ڈھانک
کر سو رہا۔تھوڑی دیر میں آنکھ کُھلی تو ایک
بڑا اسٹیشن قریب تھا۔جہاں ٹکٹوں کی جانچ
ہونے والی تھی۔مَیں نے اپنے ہمسفر سے کہا۔
کہ مجھے اندیشہ ہے۔کہ آپ اِس درجہ کے

مسافر نہیں ہیں۔ کیونکہ اوّل تو آپ کی حیثیت ایسی نہیں معلوم ہوتی۔ دوسرے اس درجہ میں سفر کرنے والے اپنے ساتھ امرودوں کا ٹوکرا نہیں رکھتے۔

مسافر نے جواب دیا۔ میرے پاس اس درجہ کا ٹکٹ ہے۔ آپ دیکھ لیجئے۔ یہ کہکر وہ اپنا ٹکٹ ٹٹولنے لگا۔ تمام جیبیں چھان ماریں۔ مگر ٹکٹ ہو تو ملے۔ میں نے کہا۔ کہ میرا بھی یہ ہی خیال تھا۔ کہ آپ بلا ٹکٹ سفر کرتے ہونگے۔ آج کل یہ جرم کثیر الوقوع ہے۔ اور یہ بہانہ کہ ٹکٹ تھا کہیں گر پڑا ہے۔ اب بکار آمد نہیں ہے۔ پچھلی مرتبہ ایسے مجرم کو عدالت سے چھ مہینے کی قید کی سزا ہو چکی ہے۔ یہ سُن کر مسافر کے ہوش اُڑ گئے۔ اور ہکّا بکّا چاروں طرف دیکھنے لگا۔ جب ریل دھیمی ہوئی تو مَیں نے کہا۔ کہ یہ جرم نہایت سخت ہے۔ مگر مَیں تمہاری مدد کرنے کو تیار ہوں۔ ترکیب یہ ہے کہ تم اپنے بنچ کے نیچے جا لیٹو۔ اوپر سے اوڑھنے کے کپڑے سے میں ڈھانک دوں گا۔ ٹکٹ کلکٹر تم کو نہ دیکھیگا مسافر نے اسی کو غنیمت جانا اور چونکہ لحیم شحیم

آدمی تھا۔ بڑی مشکل سے اس تنگ جگہ میں بیچ بچا کر وہ بخود لیٹ گیا۔ میں نے اوپر سے کپڑا خوب اُڑھا دیا۔ ٹی ٹی اندر داخل ہوا۔ تو میں نے اپنا اور مسافر کا دونو ٹکٹ اُس کے حوالے کئے۔ اُس نے متعجب ہو کر پوچھا کہ اس درجہ میں کیا دوسرا آدمی بھی ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ اندر بنچ کے نیچے سے کپڑا اٹھا کر مسافر کا منہ کھول دیا۔ اس کے چہرے پر اس وقت ہوائیاں اُڑ رہی تھیں۔ اور سانس پھول رہا تھا۔ میں نے ٹکٹ دیکھنے والے سے کہا۔ کہ بعض آدمیوں کو بنچ کے نیچے لیٹنے میں مزہ آتا ہے۔ وہاں سردی کم لگتی ہے۔ ٹکٹ کلکٹر ٹکٹ دے کر چلا گیا۔ تو یہ مسافر اپنا اختر بختر اور امرودوں کا ٹوکرا اٹھا کر دوسرے درجہ میں چلا گیا +

۳۔ ایک مرتبہ اور میں کلکتہ سے واپس آ رہا تھا۔ رات کا وقت تھا۔ ایک اسٹیشن پر ایک مسافر داخل ہوا۔ بارہ پنجرے اُس کے ہمراہ تھے۔ غالباً کلکتہ کے چڑیا بازار میں اپنا روپیہ خوب برباد کیا ہوگا۔ آپ خیال کر سکتے ہیں۔ کہ ایک ہی جانور کے ساتھ سفر مشکل ہو

جاتا ہے۔ کہاں یہ بارہ پنجرے پنچال سے بھرے ہوئے۔ نارے۔ بُو سے میرا دماغ پھٹا جاتا تھا۔ مسافر آتے ہی لیٹ کر خراٹے لینے لگا۔ اگلا اسٹیشن آیا۔ تو میں نے ایک قد آور کانسٹیبل کو اشارے سے بلایا اور اس سے یوں مخاطب ہو کر "میں تمہیں جانتا ہوں تم ایک مستعد اور کار گزار کانسٹیبل ہو۔ میں تمہارے ساتھ کچھ سلوک کرنا چاہتا ہوں۔ یہ لیلو" ریل چل نکلی۔ تو کانسٹیبل طوطوں کا پنجرہ ہاتھ میں لئے حیرت زدہ رہ گیا۔ اگلے اسٹیشن پر ایک قصر القامت ملازم ریلوے نظر آیا۔ میں نے اشارے سے بلا کر کہا۔ کہ میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ میں نے عہد کیا تھا۔ کہ بنگالے میں جو سب سے زیادہ قبول صورت شخص مجھے نظر آئیگا۔ اس کو ایک تحفہ دوں گا وہ تم ہو۔ ریل چلنے لگی۔ تو میں نے ایک مینا کا پنجرہ اس ملازم کے ہاتھ میں دے دیا۔ یہ داد و دہش جاری رہی۔ یہاں تک کہ چند اور اسٹیشن گذرنے کے بعد کوئی پنجرہ باقی نہ رہا ۔

اب میں اطمینان سے پیر پھیلا کر سو گیا پانچ بجے صبح آنکھ کھلی۔ تو ریل اس اسٹیشن

پر کھڑی تھی - جہاں مجھے اُترنا تھا - پنجروں کا مالک ابھی تک خواب خرگوش میں تھا - میں چپکے سے اُٹھ کر اپنے گھر چلا آیا +

مسٹر محمد احمد ایم - اے
پی - ایچ - ڈی

سوالات

۱- خواب خرگوش کی تشریح کرو +
۲- صحبت نا ملائم کے کیا معنے ہیں ؟
۳- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
اختر بختر - بھچ بھچا کر - لحیم شحیم - ٹی - ٹی - ای کسمسائے - سٹک - گڑگڑی - اُگالدان - خلطہ ملط پلیٹ فارم +
۴- حقہ نوش بابو سے کیا عیّاری ہوئی - اپنے الفاظ میں بیان کرو +



Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

عندلیب اور جگنو

از ڈاکٹر سر شیخ محمد اقبال ایم۔اے

سرِ شام ایک مُرغ نغمہ پیرا
کسی ٹہنی پہ بیٹھا گا رہا تھا
چمکتی چیز اک دیکھی زمیں پر
اُڑا طائر اُسے جگنو سمجھ کر
کہا جگنو نے او مرغِ نوا ریز
نہ کر بیکس پہ منقارِ ہوس تیز
تجھے جس نے چہک گل کو مہک دی
اُسی اللہ نے مجھ کو چمک دی
لباسِ نور میں مشہور ہوں میں
پتنگوں کے جہاں کا طور ہوں میں
چہک تیری بہشتِ گوش گر ہے
چمک میری بھی فردوسِ نظر ہے
پروں کو میرے قدرت نے ضیا دی
تجھے اُس نے صدائے دلربا دی

تری منقار کو گانا سکھایا
مجھے گلزار کی مشعل بنایا
چمک بخشی مجھے آواز تجھ کو
دیا ہے سوز مجھ کو ساز تجھ کو
مخالف ساز کا ہوتا نہیں سوز
جہاں ساز کا ہے ہمنشیں سوز
قیام بزم ہستی ہے انہیں سے
ظہورِ اوج و پستی ہے انہیں سے
ہم آہنگی سے ہے محفل جہاں کی
اسی سے ہے بہار اس بوستاں کی

سوالات

۱۔ مخالفِ ساز کسے کہتے ہیں؟
۲۔ ظہور اوج و پستی کی تشریح کرو +
۳۔ نثر میں لکھو ؎
تجھے جس نے چہک گل کو مہک دی
اُسی اللہ نے مجھ کو چمک دی
۴۔ ہم آہنگی سے کیا مراد ہے؟
۵۔ جگنو کو دہلی والے کیا بولتے ہیں؟

نصیر الدین ہمایوں

ہمایوں ۱۵- اپریل ۱۵۰۸ء ماہم آنکہ کے
بطن سے پیدا ہوُا- اور ۲۶- دسمبر ۱۵۳۰ء کو
بابر کے اِنتقال کے بعد وصیت کے مطابق
اُس کا جانشین ہوُا- متوسلین دربار کو مناصب
اور ہمایوں کو جاگیریں عطا ہوئیں- بابر نے
مرتے وقت امراء کا جلسہ منعقد کرکے ہمایوں
کو ولیعہد قرار دیا اور وصیت کی تھی- کہ خدا
اور بندگان خدا کے ساتھ اپنا فرض ایمانداری
سے ادا کرنا- دیانت داری اور محنت سے عدل
گستری کرنا- مجرموں کو سزا دینے میں نرمی کرنا
اور رحم سے کام لینا- غریب اور مسکینوں کی
حمایت کرنا- بھائیوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی
سے پیش آنا- ہمایوں نے باپ کی وصیت کی
آخری حد تک بجا آوری کی- بھائیوں نے
کبھی بھی اُسے سُکھ کی نیند سونے نہیں دیا
مگر ہمایوں موقع پاکر بھی اُن کی تقصیرات سے
درگذر اور اُن کے ساتھ فیاضانہ اور شاہانہ

برتاؤ کرتا رہا۔ بیشک اس نیک مزاجی کا صلہ
اُسے ضرور یہ ملا۔ کہ اُس کی ساری عمر مصیبت
اور تکلیف میں بسر ہوئی۔ اور جب تک پتھر
کا جگر بنا کر اُس نے بھائیوں کے حق میں
فیصلہ قطعی نہیں صادر کیا۔ اس وقت تک
اسے چین نصیب نہیں ہوا۔ نہ سلطنت میں امن
و امان پیدا ہوا۔ ہمایوں کی فوجی طاقت اعلیٰ
درجہ کی نہ تھی۔ مگر وُہ خود بڑا شجاع اور
بلند حوصلہ تھا۔ تین سو سپاہیوں کے ساتھ
کالنجرا سے مضبوط قلعہ پر شبخون مارنا اور تسخیر
کر لینا اسی کا کام تھا۔ قلعہ فتح ہو گیا۔ تو
امراء نے مشورہ دیا۔ کہ قیدیوں کے ساتھ
سختی کی جائے۔ تا کہ خزانہ کا پتہ بتا دیں۔
ہمایوں نے محض تالیفِ قلوب سے اپنا کام
نکال لیا۔ تیرہ برس کی عمر میں بابر نے حاکمِ
بدخشاں کے انتقال پر وہاں کی حکومت تفویض
کی۔ تو اُس نے جدّ و جہد کر کے شہر کو
دشمنوں سے پاک کر دیا۔ جنونی بدخشانی نے
اس کی شان میں ۳۸ شعروں کا قصیدہ لکھا
جس سے یہ تاریخ نکلتی ہے۔ ~

گرفتی بدخشان و تاریخ شد محمدؐ ہمایوں شہِ بحر و بر

سنہ ۱۵۳۹ء سے پہلے مرزا عسکری اور کامران نے بغاوت کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ کہ اسی سن میں بادشاہ کو شیر شاہ کے ہاتھ سے سخت ہزیمت اُٹھانی پڑی۔ اس کی ساری فوج منتشر ہو گئی۔ بیگم کو افغانوں نے گرفتار کر لیا اور سنہ ۱۵۴۰ء میں ہمایوں بالکل بے دست و پا ہو گیا۔ دہلی اور آگرہ میں شیر شاہی ہو گئی۔ ہمایوں اور اُس کی بیگم کو جسے جوانمرد شیر شاہ نے بعزّت و احترام واپس کر دیا تھا۔ بھاگ کر لاہور جانا پڑا۔ سندھ کے ریگستانوں میں ہمایوں نے سخت مصیبتیں اُٹھائیں۔ یہاں تک کہ کھانے پینے کی تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی۔ جیکیز کے جنگل میں اُس کے رُفقا ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگے۔ اتفاقیہ کنواں نظر آیا۔ تو تشنگی کی بے تابی سے کئی ایک اس میں گر پڑے۔ انہی ایّام صعوبت میں ۲۵۔ اکتوبر سنہ ۱۵۴۲ء کو حمیدہ بانو کے بطن سے شاہزادہ اکبر تولّد ہوا۔ تین برس تک سندھ میں رہ کر اور زمانہ کی سختیوں کا مقابلہ کر کے ہمایوں نے شاہ طہماسپ بادشاہ ایران کی حمایت چاہی۔ کجکلاہ ایران نے جواب میں یہ شعر

لکھا - کہ

ہمائے اوجِ سعادت بدامِ ما اُفتد
اگر ترا گزرے بر مقامِ ما اُفتد

اور احکام جاری کر دئے - کہ جہاں کہیں ہمایوں کا گزر ہو - آنکھوں کا فرش بنائیں - ہرات میں ہمایوں خواجہ عبداللہ انصاری کی خدمت میں حاضر ہؤا - اور بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کا شرف حاصل کیا - ہمایوں ایران سے بارہ ہزار سواروں کا دستہ لے کر ہندوستان کو واپس ہؤا - لیکن ابھی اُس کی مصائب کا خاتمہ نہ ہؤا تھا - بھائی عداوت پر کمر بستہ تھے - کامران کو ہمایوں برادرانہ محبّت کے ساتھ سمجھاتا رہا - مگر بے سود - میرزا عسکری ۱۵۵۱ء میں مکّہ روانہ ہؤا - جہاں ۱۵۵۸ء میں اُس کا انتقال ہو گیا +

گلبدن بیگم بنت بابر شاہ کی کتاب ہمایوں نامہ ۱۹۰۲ء میں بمقام لندن شائع ہوئی تھی اُس میں لکھا ہے - کہ جب کامراں کی چیرہ دستیاں حد سے بڑھ گئیں - تو سب نے مل کر ہمایوں سے کہا - کہ بادشاہی اور تحکّم میں رسمِ برادری روا نہیں ہے - دونو میں سے ایک کو ترک کیا

کیجئے۔ آخر کامران کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی۔ اور وہ اندھا ہو کر بیت اللہ کو روانہ ہو گیا اور مرنے سے پہلے تین حج کئے۔ کامران کا بیٹا ابو القاسم مرزا باپ کی طرح شاعر تھا۔ اور شوکتی تخلّص کرتا تھا۔ وہ اکبر کے حکم سے قلعہ گوالیار میں بحالت قید قتل ہوا۔ کامران اور مرزا عسکری ہمیشہ ہمایوں کے ساتھ برادران یوسف کی طرح پیش آتے رہے۔ مگر ہمایوں نے کبھی سخت گیری نہیں کی۔ مورّخین اس پر تلوّن طبع اور غیر مستقل مزاجی کا الزام عاید کرتے ہیں۔ بعض اُس کا بڑا قصور یہ بھی قرار دیتے ہیں۔ کہ اُس نے بھائیوں کے حق میں مناسب فیصلہ کرنے میں بہت دیر کی۔ حق تو یہ ہے۔ کہ یہ مورّخین کی زبردستی ہے۔ ہمایوں ہر صفت سے موصوف تھا۔ ولیعہدی کے زمانہ میں وہ اپنی غیر معمولی بہادری کا ثبوت دے چکا تھا۔ مجبوری یہ آن پڑی۔ کہ اُسے تخت نشین ہوئے مشکل ہی سے پانچ چھ برس گذرے تھے۔ کہ شیر خاں جیسا صاحب قلم و سیف عُمدہ ترا ہوا نکلا۔ وہ عنانِ حکومت ہاتھ میں لینے کے

بعد اپنے پاؤں کھڑا بھی نہ ہونے پایا تھا۔کہ اُس کے قوّتِ بازو بھائی آنکھ دِکھانے لگے یہ اُس کا دم خم تھا۔کہ دوہری چوٹ کو سنبھال سکا۔اور پھر ۱۵۵۴ء میں جب مختصر سی فوج لے کر دوبارہ ہندوستان کی طرف مراجعت کی تو فتوحات کا تانتا باندھ دیا اور کھوئی ہوئی سلطنت کو آخر لے ہی لیا۔جوہر ذاتی میں وہ کسی ہم عصر فرمان روا سے کم نہ تھا۔اس میں اختراع و ایجاد کا مادہ بھی تھا اور انتظام سلطنت کی اصلاح سے بے خبر نہ تھا۔

ہمایوں ہمیشہ با وضو رہتا تھا۔فحش الفاظ زبان سے کبھی نہ نکالتا۔آداب مجالس کا اس قدر پابند تھا۔کہ جہاں جاتا پہلے دایاں پاؤں رکھتا۔اس کی سخاوت مشہور ہے۔تخت نشینی سے کچھ دنوں بعد دریائے جمن کی سیر کو گیا تو ایک کشتی زر انعام میں بخش دی۔اُسے علمِ ہیئت اور نجوم سے خاص شغف تھا۔وہ علّامہ الیاس اردبیلی کا شاگرد تھا۔دور دور سے لوگ اس سے اس فن کو سیکھنے آتے تھے۔ اُس نے کرۂ ارض و کراتِ عناصر و افلاک مع کواکب مختلف رنگوں سے رنگ کر مجسم صورت

ہیں بنائے تھے۔ اور اصطرلاب کی اصلاح کی
تھی۔ ایک دن قلعہ دین پناہ میں کتب خانہ
کی چھت پر مریخ کا مشاہدہ کر رہا تھا۔ اُنہی
وقت اذان کی آواز کانوں میں آئی۔ تعظیماً
بیٹھ گیا۔ اُٹھنے لگا تو پاؤں پھسل گیا۔ اور
کئی زینے لُڑھکتا ہوا زمین تک پہنچا۔ اور
اور اکاون برس کی عمر میں ۲۵ برس کم و بیش
سلطنت کر کے دار البقا سدھارا۔ تاریخ ہوئی+
۵ "ہمایوں بادشاہ از بام افتاد"
حمیدہ بانو بیگم اکبر کی ماں مرزا ہندال کے
اُستاد شیخ علی اکبر حاجی کی دختر تھی۔ ہندال
کے کمپ میں ہمایوں نے اُسے دیکھا۔ اور
شادی کی خواہش کی۔ یہ ہی حمیدہ بانو بیگم
بعد میں حاجی بیگم کے نام سے مشہور ہوئیں۔
اور مریم مکانی لقب پایا۔ ہمایوں نے انتقال
کیا۔ تو دہلی میں پندرہ لاکھ روپیہ کی لاگت
سے اُس کا مقبرہ تعمیر کرایا۔ دارا شکوہ۔ فرّخ سیر
اور عالم گیر ثانی اسی مقبرہ میں مدفون ہیں۔
حج سے واپس آکر عرب سرا نام کی ایک
عمارت مقبرہ کے قریب بنوائی جو اب تک
موجود ہے ٭

مسٹر ارسکن لکھتے ہیں :-

" وہ اکثر معاملات میں زود مزاج اور تند طبع تھا۔ لیکن متلوّن۔ بیفکر اور غیر مستقل بھی تھا۔ وہ قدرتی طور پر فیاض ملنسار اور محبت کرنے والا تھا۔ اس کی عادات شائستہ۔ بے تکلّف اور دل کش تھیں۔ اس کی فیاضی آخر کار اسراف کے درجہ تک پہنچ گئی۔ اور اُس کی شفقت کمزوری کی حد تک بڑھ گئی تھی۔ اور اسی لئے مرتے وقت تک وہ خوشامدیوں اور اپنے منظور نظروں کا شکار بنا رہا۔ اگرچہ وہ دلیر نیک مزاج فیاض اور علم دوست تھا۔ مگر اُس کے کل اوصاف بالمقابل برائیوں کی حد تک پہنچ گئے تھے۔ اور اُن سے بہت کم مفید نتیجہ پیدا ہؤا" +

ہم کہتے ہیں کہ اگر عفو اور ترحّم۔ اخلاق اور مروّت انسانی جرائم کی فہرست میں شامل ہیں۔ تو ہمایوں کی بریّت نہایت مشکل ہے +

سوالات

۱- خاندان مغلیہ کی ابتدا کس سے ہوئی ؟

۲- ہمایوں کس کا بیٹا تھا۔ اس کے متعلّق مورّخوں

کی کیا رائے ہے ؟

۳۔ ہمایوں کی مختصر سوانح عمری اپنے الفاظ میں لکھو +

۴۔ بابر نے مرتے وقت ہمایوں کو کیا نصیحت کی ؟

۵۔ وصیّت اور نصیحت میں کیا فرق ہے ؟

۶۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :۔

متوسّلیں۔ شبخون ۔ ولیعہد ۔ تالیف قلوب ۔ ہزیمت ۔ چیرہ دستی +

۷۔ ذیل کے محاوروں کی تشریح کرو :۔

ماہئِ بے آب کی طرح تڑپنے لگے +

بے دست و پا کر دیا +

آنکھوں میں سلائی پھیر دی گئی +



خواب

(ترجمہ از شیکسپیئر)

بے سرو ساماں ہزاروں ہیں رعایا میں مری
پاؤں پھیلائے ہوئے سوتے ہیں بے غم اس گھڑی
خواب نوشیں! دارِ مشفق ہے پئے اہلِ جہاں
ڈر گئی کیوں مجھ سے رہتی ہے جو یوں دامن کشاں
لطف سے آکر تو اِن آنکھوں میں گھر کرتی نہیں
فکرِ دُنیا سے مجھے تو بے خبر کرتی نہیں
کنج ظلماتی میں کھرّے فرش پر اے نازنیں
شورِ پشہ تجھ کو میٹھی لوریوں سے کم نہیں
یہ قیامِ پُر تکلف اور یہ خوشبو مکاں
نغمۂ داؤد سے شیریں یہ خوش الحانیاں
ہر طرح سامان راحت ہے مہیّا اس جگہ
پر تجھے آتے ہی ہو جاتا ہے سودا اِس جگہ
کیوں کمینوں میں گھنونے فرش پر رہتی ہے تو
بند زنداں ہے تجھے پھولوں کی سیج اے مست خو
تاڑ سے مستول پہ تنہا کھڑا ہے ناخدا
تند موجوں کے ہے جھولے میں جھکولے لے رہا

زور پر آیا ہے طوفاں چل رہی ہیں آندھیاں
ابر تک لہروں کو جو لیجا رہی ہیں موکشاں
موج پر اُٹھتی ہیں موجیں مچ رہی ہے دھائیں دھائیں
کان پھٹ ہیں یہ بلا کی ہو رہی ہیں سائیں سائیں
ہو رہا ہے چار سُو ہنگامۂ محشر بپا
موت چونک اُٹھی ہے سُنتے ہی یہ شورِ فتنہ زا
ایسے شور و شر میں ملّاحوں کی یہ غم خواریاں
اِس قدر کیوں تجھ میں ہیں اے خواب جانبداریاں
یاں شبِ خاموش۔ آسائش کے سامانِ مزید
اور تو کروٹ نہ لے اے وائے بختِ نا سعید
سُکھ سے تو اے بے نوا سو اب ہمیں آیا یقیں
تاجِ زر جس پر دھرا ہے چین اُس سر کو نہیں

مولوی سید احمد کبیر

سوالات

۱- آنکھوں میں گھر کرنا کیا محاورہ ہے۔ اس کا محل استعمال کیا ہے؟

۲- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
کنجِ ظلمانی - قیام پر تکلّف - نا خدا - مستول - ہنگامۂ محشر - جھکولے *

۳- جہاز کے مختلف حصّوں کے نام لو *

۴۔ بختِ نا سعید کسے کہتے ہیں ؟
۵۔ ذیل کے مصرع پر ایک مضمون لکھو :۔
"تاج زر جس پر دھرا ہے چین اُس سر کو نہیں"

مسٹر حامد علی خاں

مسٹر حامد علی خاں بیرسٹر ایٹ لا اپنی علمی فضیلت۔ اخلاق۔ تہذیب۔ سچّی دوستی۔ غمگساری۔ اور بیشمار اوصاف انسانی کی بدولت ہندوستان سے ولایت تک ایک خاص شہرت رکھتے تھے۔ لندن میں اُن کے انگریز احباب کا حلقہ اتنا ہی وسیع تھا۔ جس قدر ہندوستان میں اُن کے ہندوستانی احباب کا۔ ہندوستان کی ہر سوسائٹی میں وہ یکساں ہر دلعزیز تھے۔ اہل کمال و اہل ہنر کے وہ عاشق زار تھے۔ اور خواہ امیر ہو خواہ غریب۔ خاں صاحب اُن کی خدمت کرنے سے کبھی نہیں تھکتے تھے۔ چینی بازار لکھنؤ میں مرحوم کی کوٹھی مرجع خاص و عام تھی یہاں ہر فن کے اہل کمال کا مجمع رہتا تھا۔

ان کی طبیعت میں مشرقی مغربی مذاق کا ایسا سمویا ہوا رنگ موجود تھا۔ کہ دونو طبقہ کے لوگ اُن کی صحبت سے محظوظ ہوتے تھے۔ اور خود بخود اُن کی طرف کھنچے چلے آتے تھے۔ اس میں مرحوم کی خوش اخلاقی اور خالص دوستی و غم گساری کو سب سے بڑا دخل تھا۔ غم گساری کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے۔ کہ خاں صاحب کی طبیعت قدرتاً ہمدرد واقع ہوئی تھی۔ اور دوسروں کی تکلیف و مصیبت رفع کرنے کا جو زبردست رجحان ان میں پایا گیا وہ دنیا میں معدودے چند اصحاب کے سوا عام طور پر نہیں پایا جاتا۔ ان کی کوٹھی میں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی۔ کہ ایک طرف چند شاعر بیٹھے ہیں۔ تو دوسری طرف چند ثقات اور مذہبی مجتہد بھی۔ ساتھ ہی کوئی ڈاکٹر کوئی بیرسٹر اور کوئی جج بھی۔ اور کوئی کسی خاص فن میں کمال رکھنے والا شخص بھی ❊

۴۔ مسٹر حامد علی خاں امروہہ کے ایک نامور خاندان حکما کی یادگار تھے۔ عہد شاہی میں اس خاندان کو بڑا عروج حاصل تھا۔ اُن کے والد ماجد حکیم محمد امجد علی خاں ڈپٹی کلکٹر تھے۔

حامد علی خاں کی تعلیم و تربیت لکھنؤ میں ہوئی تھی۔ جسے آپ نے اپنا وطن بنا لیا تھا۔ اور بالآخر یہیں پیوند خاک ہوئے۔ آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت ہندوستان کے قدیم شرفاء کے اصول پر ہوئی تھی۔ جس میں اخلاق و آداب۔ راستی و صداقت ہمدردی و مروّت کو بہت بڑا دخل تھا +

عربی فارسی زبانوں کی تحصیل کے بعد آپ نے انگریزی زبان کی تعلیم حاصل کی اور کیننگ کالج لکھنؤ کے نہایت ممتاز طلباء میں شمار کئے جاتے تھے۔ مسٹر وہائٹ پرنسپل کیننگ کالج پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے مسٹر حامد علی خاں کی نسبت یہ پیشین گوئی کی تھی کہ یہ شخص ملک کے نامور لوگوں میں ہوگا۔ بعد کو ان پر ڈاکٹر سر سیّد احمد خاں جیسے مردم شناس کی نظر انتخاب پڑی اور انہوں نے صلاح دی۔ کہ ان کو علوم مغربیہ کی تکمیل کے لئے ولایت بھیجا جائے۔ بہر نوع حامد علی خاں ولایت بھیجے گئے۔ اور قیام انگلستان کے دوران میں انہوں نے نہ صرف امتحان بیرسٹری پاس کیا اور مڈل ٹمپل میں

سند قانونی حاصل کی بلکہ انگریزی زبان اور اس
کے علم ادب پر بھی اتنا عبور حاصل کر لیا۔کہ
لندن کے مشہور ترین اخبارات میں مضامین
لکھتے رہے۔ جنہیں انگلستان کے مشاہیر اہل قلم
نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔مشہور ادیب
مسٹر گپ اور دیگر انشا پردازوں سے مرحوم
نے انگریزی انشاء پردازی کی تعلیم لی تھی۔
مسٹر گلیڈسٹن کی تقریریں سننے کے لئے
پارلیمنٹ کی گیلریوں میں بیٹھے رہتے تھے۔
اور اُن سے پولٹیکل نکات اخذ کرتے تھے۔
مشہور ملک الشعرائے انگلستان لارڈ ٹینی سن
سے انگریزی نظم کی اصلاح لیتے تھے۔ اور
انگریزی نثر کی طرح نظم پر بھی خاں صاحب
کو خاص قدرت حاصل تھی۔ انگریزی نثر
میں آپ نے چند مُستقل کتابیں لکھی تھیں
جس سے آپ کی انگریزی انشا پردازی
کا اندازہ ہو سکتا ہے +

مسٹر حامد علی خاں ولایت میں تھے۔تو تھوڑے
عرصہ کے بعد پنڈت بشن نرائن در بھی وہاں
پہنچے۔اسی زمانہ میں ان دونو اصحاب میں دوستانہ
مراسم اور دلی محبّت کا سلسلہ جاری ہؤا۔جو

تمام عمر قائم رہا۔ خاں صاحب فرطِ اُلفت سے پنڈت صاحب کو صرف "بشن" پکارتے تھے۔ جس سے اس دلی محبّت کا پتہ لگتا تھا۔ جو ان دونو مایۂ ناز فرزندانِ ہند میں قائم تھی +

حامد علی خاں اپنے عہد کے نہایت ممتاز بیرسٹر تھے۔ اور تمام اعلےٰ و ادنےٰ جوڈیشل حکّام ان کی بدرجہ اتم عزّت کرتے تھے طبقہ عدالت و وکلاء میں شاید ہی کوئی ایسا ہوگا۔ جس سے حامد علی خاں سے دوستانہ مراسم اور ربط ضبط نہ ہو۔ ان کی خوش اخلاقی ملنساری اور راستبازی نے سب کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔ اور رفتہ رفتہ ان کے احباب کا دائرہ ہر طبقہ میں وسیع ہو گیا۔ یہاں تک کہ بہت سے ارکان گورنمنٹ اور بعض لفٹنٹ گورنر بھی خالص احباب کے طور پر ان سے ملتے تھے۔ جسٹس سیّد کرامت حسین مرحوم اور خاں صاحب میں وہ محبّت تھی جو عشق کے درجہ تک پہنچی ہوئی تھی حامد علی خاں ایک پکّے مسلمان تھے اور اپنے مذہبی عقائد و ارکان شریعت کے نہایت سختی سے پابند

تھے۔ اس بارے میں ان کو کوئی مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانی نہیں کہہ سکتا تھا۔ ان کی معاشرت بالکل ہندوستانی طریق کی تھی۔ اور اس قدر روشن خیالی کے ساتھ اپنے بزرگوں کی پرانی روش اور اپنے قومی مسلک کے ہزار جان سے دل دادہ تھے۔ مذہبا آپ اثنا عشری تھے۔ اور عزا داری امام علیہ السلام میں خاص انہماک تھا۔ آپ کے ہاں محرم سے چہلم تک تعزیہ داری ہوتی تھی۔ اور یہ اس کوارٹر میں کہ جہاں چاروں طرف ہندوستانی بیرسٹر اور انگریزی اصحاب رہتے ہیں۔ لیکن آپ کے ہاں سے ضریح اسی اہتمام سے اٹھائی جاتی تھی۔ جس طرح پرانے خیال کے مومنین اٹھاتے ہیں۔ چھپٹی بازار میں اُن کی کوٹھی ایک تاریخی عمارت ہے۔ جس میں ابو الفتح محمدؐ علی شاہ بادشاہ اودھ حصول سلطنت سے پہلے مسکن گزیں تھے۔ اس کوٹھی کے بیرونی دروازے پر بعض کتبے اب تک موجود ہیں۔ جو اس خیال کی تصدیق کرتے ہیں۔ عہد شاہی میں یہ عمارت در دولت کے نام سے موسوم تھی۔ جس کا ایک مختصر حصہ باقی

رہ گیا تھا۔ خاں صاحب کو اس پر فخر تھا۔ اور اکثر مذاقاً فرمایا کرتے تھے کہ میں "دارِ دولت" میں رہتا ہوں ✚

ایک مصنّف کی حیثیت سے بھی حامد علی خاں صاحب کا درجہ بہت بلند تھا۔ مرض ذیابیطس پر آپ نے انگریزی میں کئی رسالے تصنیف کئے تھے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اُن کو فن طبابت میں کس حد تک دخل تھا۔ چونکہ مرحوم کی زندگی کا بہت بڑا حصّہ اس مہلک اور جاں گداز مرض کی نذر رہا۔ لہذا مرحوم نے ان تصنیفات میں اپنے ذاتی تجربوں کو درج کر کے اس سے بچنے کی تدبیریں بتائی ہیں ✚

خاں صاحب کو ہندوستان کی ٹمپرنسی تحریک سے بہت بڑی دلچسپی تھی۔ اور آل انڈیا ٹمپرنس سوسائٹی کے ایک سرگرم ممبر تھے۔ جب اس سوسائٹی کا جلسہ ۱۹۱۸ء میں لکھنؤ میں ہوا تھا۔ تو مسٹر حامد علی خاں اس کانفرنس کی استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین تھے۔ اس موقع پر جو فصیح و بلیغ تقریر آپ نے فرمائی تھی اُس میں انگریزی فصاحت اور انشا پردازی

کے ساتھ منشیات کی مضمونوں کو ہر پہلو سے ذہن نشین کیا گیا ہے۔ اور اس کے متعلق دُنیا کے بڑے بڑے ڈاکٹروں کی رائے کے حوالے بھی دِئے گئے ہیں۔ ٹمپرنس ایسے خشک مضمون کو ایسا دلچسپ بنانا اُن کی انشاء پردازانہ خصوصیات کا ایک شائبہ تھا۔

مسٹر حامد علی خاں کی سب سے آخری تصنیف "حیات مولانا سیّد کرامت حسین" ہے۔ جو اُردو زبان میں ایک یادگار تصنیف ہے۔ اور تین سو سے زاید صفحات پر ختم ہوتی ہے۔ جسٹس سیّد کرامت حسین اور مسٹر حامد علی خاں میں جو قلبی محبّت تھی۔ اُس کی مثال اس زمانے میں مشکل سے ملے گی۔ خاں صاحب کی کوٹھی میں مولانا مرحوم یا مولانا کے بنگلے میں خاں صاحب بالکل شمع و پروانہ کی صورت نظر آتے تھے۔ اور دونو میں کسی قسم کی غیریت کا شائبہ تک نہیں پایا جاتا تھا۔ اس حالت میں مولانا کی وفات خان صاحب کے لئے پیام اجل سے کم نہ تھی۔ خانصاحب اس وقت ڈیرہ دون تشریف رکھتے تھے۔ آپ کی صحت بہت عرصہ سے خراب تھی اور مرض ذیابیطس نے اُن کی تاب و توانائی بالکل سلب

کر لی تھی - لہٰذا متعدد امراض میں مبتلا رہتے تھے - اور صحت یا زندگی رکھنے کی غرض سے سال کا ایک حصّہ پہاڑوں پر بسر کرتے تھے۔ بہر نوع مولانا کی وفات نے خاں صاحب کو نیم جان کر دیا - اور باقی ایام اُنہوں نے مولانا کی یاد اور اُن کے حالات زندگی کو ایک کتاب کی صورت میں شائع کرنے کی کوشش میں صرف کر دئے - شبانہ روز اسی تصنیف کو لکھنے اور اُس کی اشاعت میں سرگرم رہنے سے وہ پہاڑ نہ جا سکے - اور بالآخر صحت اس قدر خراب ہو گئی - کہ جاں بر نہ ہو سکے - وفات سے چند ہی روز پہلے یہ تصنیف چھپ کر تیار ہوئی تھی نزع کی حالت میں بھی اس کو اپنے احباب میں تقسیم کراتے رہے - اس مقصد کے لئے ایک طولانی فہرست پہلے سے تیار کرا دی تھی اور ہر بار پوچھتے تھے - کہ فہرست کے مطابق کتابیں تقسیم کر دی گئیں - حتّٰی کہ جب بالکل تاب گویائی نہ تھی - اُس وقت بھی نہایت ضعیف آواز میں "ہُوں - ہُوں" کہتے رہے ۔

اس ضخیم کتاب کی اشاعت کے تمام اخراجات ایک ایسے زمانے میں جبکہ مدّت سے اپنا پیشہ

تنگ کئے ہوئے تھے۔ اور مالی حالت بالکل خراب
ہو چکی تھی۔ مرحوم نے خود برداشت کئے تھے۔
جس سے ظاہر ہے۔ کہ سیر چشمی مرحوم کی زندگی
کی ایک زبردست خصوصیت تھی۔ افسوس یہ مجسم
اخلاق اور فرد کامل ۱۱۔ ستمبر ۱۹۱۸ء کو قبل از
دوپہر ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گیا +
حامد علی خاں کی ذات ایک سرچشمۂ فیض
تھی۔ جس سے ہر شخص یکساں سیراب ہوتا تھا۔
قومی تفریق اور تعصبات سے ان کی طبیعت
پاک تھی۔ اُن کے ہندو دوستوں کی تعداد
اُن کے مسلمان دوستوں سے کسی طرح کم
نہ تھی۔ بہت سے کم استطاعت ہندو مسلمان
طلبا کی اپنی جیب سے مدد کرتے تھے۔ بیواؤں
اور یتیموں کی پرورش کا بھی یہ ہی حال تھا
اپنے ملازمین کو اپنی اولاد سے زیادہ عزیز
رکھتے تھے۔ اور اُن کے بچوں کو اپنے بچوں
کی طرح چاہتے تھے۔ لاولد ہونے کی وجہ
سے نو عمر بچوں سے خاص اُلفت تھی۔ بات
چیت میں وہ شیرینی تھی۔ کہ بچے سے بوڑھے
تک سب ان پر نثار تھے۔ استغنا کی یہ انتہا
تھی۔ کہ کئی مرتبہ آپ کو معزز سرکاری عہدے

پیش کئے گئے۔ لیکن آپ نے انہیں قبول نہیں کیا۔ بعض گورنر آپ پر اس قدر مہربان تھے کہ آپ کو اپنی کونسل کا ممبر نامزد کرنے کے لئے مصر ہوتے رہے۔ لیکن آپ نے شکریہ کے ساتھ اس عزت کو قبول کرنے سے معذرت کی۔ ایک بڑے فلاسفر کی طرح دنیا میں رہ کر تارک الدنیا تھے۔ اپنے اوقات کے سخت پابند تھے۔ روز مرہ کچھ دماغی کام ضرور کرتے تھے۔ احباب کے خطوط کا جواب فوراً دیتے تھے ہر چند کہ مرحوم کی مالی حالت کمزور ہو چکی تھی۔ پھر بھی آپ نے شیعہ کالج کی تحریک میں بہت بڑا حصہ لیا۔ اور ہر قسم کی کوشش کے علاوہ سات ہزار چندہ دیا۔ مسٹر حامد علی خاں دنیا سے اٹھ گئے۔ لیکن ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ یہ ان زندہ جاوید لوگوں میں تھے۔ جن کو حیات دوام حاصل ہے۔ اور جن کا نام جریدۂ عالم پر ثبت ہے۔ آپ نے کیا اچھا کہا ہے ؎

دشمنوں کے بھی شریک غم رہے
اس طرح دنیا میں حامد ہم رہے
غم کی ہر ساعت تھی گویا روز حشر

یوں یہاں دو دن رہے کیا کم رہے
نوبت رائے نظر

سوالات

۱- حامد علی خاں کون تھے - اُن کی مختصر سوانحعمری اپنے الفاظ میں لکھو +

۲- بیرسٹر کسے کہتے ہیں - وکیل اور بیرسٹر میں کیا فرق ہے ؟

۳- اثنا عشری کی تشریح کرو +

۴- ذیل کے الفاظ کے معانی بیان کرو :-
مردم شناس - سند قانونی - عبور - جوڈیشل حکّام ارکان گورنمنٹ - شائبہ - عزا داری - صُریح +

۵- لارڈ ڈلہوزی سن پہ ایک مختصر نوٹ لکھو +

سپاہی کا خواب

ترجمہ از ٹی کیمپبل

دورِ افق سے گرنے لگے پردہ ہائے شام
دینے لگی صدائے بگل امن کا پیام
پہرے پہ مستعد جو کواکب ہوئے تمام
فرشِ زمیں پہ لشکریوں نے کیا قیام
جو تھک گئے تھے مائلِ خوابِ گراں ہوئے
گھائل جو تھے وہ ملکِ عدم کو رواں ہوئے

میں بھی گیاہ خشک کے بستر پہ سو گیا
روشن وہیں الاؤ پئے دفعِ گرگ تھا
دی تھی وہ آگ ہم نے سرِ شام ہی جلا
لاشیں نہ کھوئی جائیں یہ تھا اس سے مدعا
آدھی بجی تو خواب وہ دیکھا کہ واہ رے
تا صبح تین بار وہ آیا نظر مجھے

دیکھا کہ دور ہوں میں صفِ کارزار سے
صحرا کو کاٹتا ہوں کسی رہ گزار سے

ظاہر اثر خزاں کا ہر اک شاخسار سے
سورج عیاں ہوا ہے ابھی کوہسار سے

اب میں رواں ہوں جانب کاشانۂ پدر
لیتا ہے وہ بلائیں مری راہ میں آن کر

جب کھیت وہ سہانے سہانے نظر پڑے
جو سیرگاہ تھے مری فصلِ شباب کے
بے اختیار دوڑ پڑا فرطِ شوق سے
نقشے پُرانے سب مری نظروں سے پھر گئے

آواز بکریوں کی وہی تھی چٹان پر
جاری وہی تھے گیت کساں کی زبان پر

پہنچا میں اپنے گھر جو بصد شوق بیقرار
مل مل کے مجھ سے روتے تھے احباب زار زار
وعدہ کیا کہ اب نہ کہیں جاؤں گا زینہار
سب سے بطور عہد پیا جام خوشگوار

بچوں نے چوم چوم کے بتلائیں اُلفتیں
بیوی نے آہ کھینچ کے کیں لاکھ منتیں

للّٰہ اب نہ جاؤ یہاں سے یہیں رہو
کافی سہے ہیں رنج بلائیں نہ اب پھنسو
جھیلی ہیں سختیاں بہت آرام بھی تو لو
میں خستہ جان سُن کے یہ بولا کہ جو کہو

لیکن نمودِ صبح نے مجھ پہ ستم کیا

بیوی تھی وہ نہ سمجھے نہ وہ یار آشنا

تلوک چند محروم بی۔ اے

سوالات

۱۔ افق کی تشریح کرو

۲۔ دور افق سے گرنے لگے پردہ ہائے شام کا کیا مطلب ہے؟

۳۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:۔
کواکب۔ گلہائے۔ لشکری۔ ملک عدم۔ بگل

۴۔ بلائیں لینا کیا محاورہ ہے۔ اور کب بولا جاتا ہے؟

عزّت

عزّت انسان کا ایک خیال ہے - جس کو آبرو کہتے ہیں - قدر و منزلت - وقار و وقعت اور ناک - مان - بھرم - ساکھ - بات وغیرہ مختلف الفاظ میں بھی اس کا مفہوم ادا کیا جاتا ہے - وہ بڑے آبرو دار ہیں - ان کی بہت قدر و منزلت ہے - ان کے وقار اور وقعت کی بات ہے - اپنی ناک کی خاطر یہ کام کیا - مان کا پان بھی کافی ہے - ان کا بھرم بہت تھا - اُن کی ساکھ گھر گھر تھی - اُن کی بات بنی ہوئی تھی وغیرہ فقرے ہماری بول چال میں مروّج ہیں جن کا مطلب عموماً عزّت ہے *

عزّت ایک خیالی چیز ہے - مگر یہ خیال دنیا کی سب قوموں اور ہر درجہ کے آدمیوں میں رنگا رنگ طریقوں سے پایا جاتا ہے - اور ایک آدمی بھی اس فطری جذبہ سے خالی نہیں ہے - جو لوگ عزّت سے بے پروا سمجھے جاتے ہیں - یا اپنے آپ کو بے پروا کہتے ہیں - وہ بھی اس خیال سے آزاد نہیں ہیں - فرق صرف

طرز اور طریقہ کا ہوتا ہے۔ ورنہ عزّت کا خیال ہر قسم کے انسانی اور بعض قسم کے حیوانی دماغوں پر مسلّط ہے +

۲- دُنیا کے بادشاہوں کی تاریخیں اس قسم کے واقعات سے لبریز ہیں۔ کہ حکومت کے اعزاز کی خاطر باپ نے بیٹے کو۔ بیٹے نے باپ کو۔ بھائی نے بھائی کو۔ ماں نے بیٹے کو۔ بیٹے نے ماں کو۔ خاوند نے بیوی کو۔ بیوی نے خاوند کو بے تامّل بڑی بے رحمی و بے دردی سے قتل کر دیا۔ اور اُن کو نسب اور قرابت کا ذرا بھی خیال نہ آیا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ عزّت کی خواہش دُنیا کی محبّتوں پر بڑا زبردست غلبہ رکھتی ہے۔ بادشاہوں ہی پر منحصر نہیں ہے۔ متوسّط اور عام درجہ کے آدمیوں میں بھی ذاتی رسوخ اور ذاتی عزّت کی بنا پر مذہب اور رشتہ داری کو قربان کرنے کی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ روپیہ ان سفاکیوں کا باعث ہوتا ہے۔ مگر یہ غلط خیال ہے۔ کیونکہ روپیہ بھی عزّت کے ماتحت ہے۔ یعنے روپیہ بھی عزّت حاصل کرنے کو کمایا جاتا ہے۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔ ع

حشمت مٹے جلال مٹے کرّ و فر مٹے
مال و منال سارا مٹے یا کہ زر مٹے
صنعت مٹے کمال مٹے یا ہُنر مٹے
سب جائیں رمٹ بلا سے نہ عزّت مگر مٹے
ایک آبرو کے جینے پہ اِنسان مر مٹے

دُنیا میں حرص - طمع - فساد - خون ریزی - خود غرضی جلّادی - سفاکی اور تمام قسم کی بُرائیاں محض عزّت کے تحت میں ظاہر ہوتی ہیں - اور دوسرے رُخ سے دیکھا جائے تو قناعت - امن - رحم دلی اور ہر طرح کی نیکیاں بھی عزّت کے ماتحت نظر آتی ہیں - اور عزّت ہماری دینی دُنیاوی زندگی میں سب سے بڑا مسئلہ ہے - اور ہمارے تمام اعمال کا مرکز اور نقطۂ نظر ہے ‡

عزّت وہی اچھّی ہے - جو ذلّتوں اور گناہوں کی زیادہ تعداد خرچ کئے بغیر حاصل ہو - سب سے اچھّی عزّت وہ ہے - جس کے عوض کِسی قسم کی ذلّت - کسی قسم کا گناہ سرزد نہ ہو اور وہ عزّت حاصل ہو جائے دولت کے دروازے سے جو عزّت آتی ہے اس میں بہت ظلم کرنے پڑتے ہیں - بہت محنت کرنی پڑتی ہے - بہت خود غرضی و

بے مروّتی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ اور ایسی شدید جسمانی و روحانی تکالیف کے بعد وہ عزّت میسّر ہوتی ہے۔ جن کا کچھ حدّ و حساب نہیں ہے ✤

بادشاہوں کی عزّت اسی قسم کی عزّت ہے اُن کا تاج و تخت۔ ملک و فوج۔ زر و جواہر تو سب کو نظر آتا ہے۔ ان کے آگے جُھکی ہوئی گردنوں کو تو سب دیکھتے ہیں۔ مگر یہ خیال کسی کو نہیں آتا۔ کہ بادشاہ نے کتنے ظلم۔ کتنی محنت۔ کتنی خود غرضی و بے مروّتی اور کس قدر جسمانی و روحانی تکلیف کے بعد ان عزّتوں کو حاصل کیا ہے۔ اور پھر ان عزّتوں کے برقرار رکھنے میں جن افکار کا مقابلہ بادشاہ کو کرنا پڑتا ہے۔ وہ ایسے سخت ہوتے ہیں کہ یہ عزّتیں ان کے مقابلہ میں بالکل ناچیز اور نکمّی نظر آتی ہیں۔ پھر بھی انسان ایسا عزّت پرست واقع ہؤا ہے۔ کہ رات دن اُس کو سوائے خواہش اعزاز کے اور کچھ کام نہیں ہے ✤

گرمی کے موسم میں ایک دفعہ راقم چھتری لگائے دریائے جمنا کے کنارے جا رہا تھا۔

وہاں دیکھا ایک مچھلی والا جال سے مچھلیاں پکڑ رہا ہے۔ مگر دھوپ کے سبب اُس کے چہرے کی حالت دگرگوں ہے۔ اور اُس کے بشرے سے بہت تکلیف معلوم ہوتی ہے۔ راقم نے پُوچھا۔ کیوں میاں مچھلی والے تم آرام سے ہو یا نہیں۔ بولا تم آرام سے ہو۔ مجھ کو آرام کہاں نصیب۔ صبح اندھیرے یہاں آیا تھا۔ دوپہر ہونے کو آئی۔ اب تک گھر کی صورت نہیں دیکھی۔ دھوپ میں بیٹھا تپ رہا ہوں۔ اب بازار جاؤں گا۔ مچھلیاں فروخت کروں گا۔ آٹا دال خریدوں گا۔ بال بچوں میں جاؤں گا۔ روٹی پکے گی جب ٹکڑا میسّر آئے گا۔ تم چھتری لگائے آرام سے گھر جاؤ گے۔ تیار کھانا۔ برف کا ٹھنڈا پانی۔ خس کی ٹٹیاں پنکھے۔ نوکر چاکر موجود ہوں گے۔ آرام تم کو ہے۔ مجھ کو کہاں۔ راقم نے کہا۔ بھائی جس روپیہ سے یہ چیزیں مہیّا ہوتی ہیں اُس کے حاصل کرنے کی فکر ان تمام راحتوں اور آراموں سے زیادہ تکلیف کی چیز ہے۔ تمہاری بے فکری بھی ایک ہے۔ اور فکر بھی ایک ہے۔ مچھلی پکڑنا اور بیچ ڈالنا اور گھر

جا کر پاؤں پھیلا کر سونا اور چین کرنا۔میری راحتیں بھی زیادہ ہیں اور تکلیفیں بھی۔اگر راحتیں تکلیفوں سے کم ہیں۔اور میں بہت مہنگے داموں میں آرام خریدتا ہوں ٭

یہی عزّت کا حال ہے۔کہ وہ نافہموں کو بہت گراں دستیاب ہوتی ہے۔البتّہ جو لوگ حساب لگا کر اور حد و معیار مقرّر کر کے حصول عزّت کی کوشش کرتے ہیں۔ان کو زیادہ گھاٹا نہیں ہوتا ٭

دولت کے دروازہ سے عزّت کو بُلانا بے عقلوں کا کام ہے۔عاقل وہ ہیں جو علم و ہنر اور کسی ذاتی کمال کے دروازے سے عزّت کو طلب کرتے ہیں۔کیونکہ اس میں اُن کو دولت کی عزّت کی طرح ستمگاریاں اور تکلیفیں پیش نہیں آتیں ٭

جس کے پاس دولت نہ ہو اس زمانہ میں وہ سب ذلیلوں کا ذلیل ہے۔اور کوئی عزّت اُس کی نہیں ہے۔لیکن ایک کامل شاعر باوجود مفلسی کے جب اپنا کلام سُناتا ہے۔تو لوگوں میں خود بخود اُس کی عزّت پیدا ہو جاتی ہے۔اور لوگ اُس کی مفلسی کو نہیں

دیکھتے - ایک کامل طبیب اگر بے زر ہو - تب بھی اُس کے ہنر کے سبب خلقت اُس کی عزّت کرتی ہے - نیز اک - کمہار - سُنار - لُہار - اگر اپنے فن میں صاحبِ کمال ہیں - تو اُن کو دولتمند ہونا ضروری نہیں - اپنے ہنر کی وجہ سے وہ ممتاز ہیں - ایک عالم یا ایک درویش کیسا ہی مفلس اور شکستہ حال ہو - عزّت دار اور بڑے بڑے دولتمندوں کا مرجع ہے - محض اس وجہ سے کہ اس میں علم یا درویشی کا جوہر ہوتا ہے - جو لوگ فانی عزّت کے حریص نہیں ہوتے - اور اپنی انسانی عزّت کو خدا کی عزّت کے ماتحت رکھ کر بندوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں - اُن کی عزّت پائدار ہوتی ہے - اور کبھی فنا نہیں ہوتی - یا جو لوگ کوئی خاص فن یا ہُنر کمال کے درجہ کا جانتے ہیں - اور حاصل کرتے ہی ان کی عزّت بھی ہمیشہ قائم رہتی ہے +

ہندوستان میں ہمایوں - اکبر - شاہجہان کے بڑے بڑے شاندار مقبرے ہیں - اور زندگی میں بھی وہ بڑے عزّت دار تھے - مگر آج

جو لوگ ان مقبروں پر جاتے ہیں - تو صرف عمارت کو دیکھ کر چلے آتے ہیں بادشاہوں کی عزّت کا انہیں خیال تک نہیں آتا - لیکن تارک اعزاز فقرا کے مزاروں پر رات دن عزّت اور تعظیم سے لوگ سر جھکاتے ہیں اور اُن کی عزّت کبھی ختم نہیں ہوتی - اور نامور شعرا علما اور با کمال لوگوں کی عزّتیں بادشاہوں سے زیادہ قائم ہیں - غالب بہت مفلس شاعر تھے - اکبر شاہ اور بہادر شاہ بادشاہ کی سی دولت اُن کو میسّر نہ تھی - مگر آج جو غلغلہ اور جو عزّت غالب کے کمال کو حاصل ہے وہ بہادر شاہ کے نام کو میسّر نہیں - بادشاہ اپنی عزّت کی حد مقرّر کرتے ہیں حقیقی عزّت دار بن جاتے ہیں - اور جو حد مقرّر نہیں کرتے وہ عموماً ظالم حریص اور خود غرض ہوتے ہیں ÷

جو درمیانی درجہ والے لوگ اپنا لباس اپنا مکان اپنا کھانا اور اپنا رہنا سہنا عزّت کا معیار بنا کر مقرّر کرتے ہیں - وہ کبھی ذات کی تکلیف نہیں اُٹھاتے - عزّت کا معیار یہ ہے - کہ اپنے سے پست لوگوں کو دیکھ کر اپنی عزّت کی حد بنائیں اور اپنے سے اعلےٰ لوگوں پر عزّت کا قیاس نہ کریں ÷

شادی غمی کی رسموں میں عزّت کا خیال بہت آیا کرتا ہے۔ اور انسان اپنی عزّت کی حد مقرّر نہ کرنے کے سبب اکثر ایسی فضول خرچی کرتا ہے۔ جو بساط اور حیثیت سے زیادہ ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ بعد میں جاکر سخت سے سخت ذلّتوں کی صورت میں نکلتا ہے۔ یعنے آدمی ناک اور عزّت کی خاطر قرض لے کر شادی میں خوب دھوم دھام کرتا ہے۔ اور عزّت کی مقرّرہ حد نہ ہونے کے سبب خرچ کرنے میں حد سے بڑھ جاتا ہے۔ اس وقت بیشک اُس کو ایک طرح کا امتیاز حاصل ہوتا ہے۔ مگر بعد میں قرض اور فضول خرچی کی بدولت اس کو گھر اور جائداد کے نیلام یا قید کی جسمانی تکلیف اور بدتر بے عزّتی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جو چند روزہ عزّت کے مقابلہ میں بُہت زیادہ اور بہت طویل ہوتی ہے۔ حاصل مقصد یہ ہے۔ کہ اس دُنیا میں عزّت کے خیال سے آزاد ہونا ممکن نہیں ہے۔ اور عزّت کی طلب انسان کی زندگی کا ایک ضروری حصّہ ہے۔ مگر کامیاب عزّت دار وہ ہیں جو عزّت کو تول کر حاصل کرتے

ہیں - اور وزن مساوی سے زیادہ عزت کے لئے ذلت نہیں اُٹھاتے اور تکلیف خرچ نہیں کرتے +

حسن نظامی

سوالات

۱- عزت کی تعریف کرو +

۲- غیر فانی عزت کس طرح نصیب ہوتی ہے +

۳- کیا بادشاہ سب سے زیادہ عزت دار ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟

۴- کامیاب عزت دار کون ہے؟

۵- غالب اور بہادر شاہ پر ایک مختصر نوٹ لکھو +

۶- شاہجہان کون تھا - اور اس کی شہرت کس وجہ سے ہے؟

غریب الوطن طوطا

ترجمہ از ٹی کیمپ بل

دل کی وہ گہری محبت۔ قلب کی مہر و وفا
کی عطا خلّاق عالم نے جو کل ذی روح کو
ہے غلط یہ گر کسی نے دل میں ہو ٹھیرا لیا
صرف انساں کے لئے مخصوص ہے یہ گنج تو
ساحل ہسپانیہ پہ ایک طوطا خوش نوا
ہو گیا کنج قفس میں عنفواں میں ہی اسیر
تھی درخشاں گر جبیں تو بال و پر تھے خوشنما
خطۂ بلّا کے ساحل پر اُسے لایا خمیر
وہ دل آرا گلستاں۔ نکہت فشاں۔ رشک جناں
جس گلستاں میں ہوئے تھے رشک ریحاں اُسکے پر
وہ وطن کے تازہ میوے مہر و ماہ و آسماں
سب کو رُخصت کرکے خود رُخصت ہوا بہ چشم تر
اُن کے بدلے وہ غبار و گرد صحرا تھا نصیب
کتنی زمیں دشت بلا تاریک سارا آسماں

کوہسار و موج ساحل اور دریائے مہیب
پیش تھا زرّیں نگاہوں کے یہ وحشت زا سماں
جب دیارِ غیر کا ممنون شدّت وہ ہؤا
بولنا بھی آ گیا اک عمر بھی کر دی بسر
سبز و زرّیں پر ہوئے خاکی۔ بڑھاپا آ گیا
تھا مگر یادِ وطن سے کچھ فزوں دردِ جگر
چشم کی بینائی رخصت گنگ کے ظاہر نشاں
ڈال کر چتون پہ بل ہنس کر ہؤا چپ سربسر
ساحل بلاّ پہ ناگہ۔ ہو گیا وارد وہاں
ایک ہسپانی کہیں سے تھا وہ نو وارد مگر
اُس نے ہسپانی زباں سے گفتگو کی اس سے جب
بے زباں طائر نے کچھ اُس کا جواب اُس کو دیا
پھڑ پھڑایا چیخ کر کُنجِ قفس میں پر غضب
گر پڑا گرتے ہی دُنیا سے سفر وہ کر گیا

سوالات

۱ - دنیا سے سفر کر جانا کیا محاورہ ہے ؟
۲ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
کوہسار - دریائے مہیب - عنفواں - رشکِ ریحاں -
دیارِ غیر - زرّیں نگاہ - نگہت فشاں - رشکِ جناں +
۳ - اس نظم کو نثر میں لکھو +

اوسان

خطرے کے وقت ہوش و حواس قائم رکھنا ایسی صفت ہے۔ جو بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ ایسے اشخاص جب کسی سخت خطرہ یا مشکل میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔ تو بغیر کسی گھبراہٹ کے باطمینان تمام گفتگو کر سکتے ہیں اور مناسب تدابیر عمل میں لا سکتے ہیں۔ یہ صفت در حقیقت ایسی قوّت ضبط نفس کی ہے جو کسی حالت میں اور باوجود حواس خمسہ کے یکایک اور بشدّت متأثر ہونے کے انسان کی قوّت ارادیّہ اور فعلیّہ کو معطّل نہیں ہونے دیتی

ا۔ اس کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ ایک آدمی ایک چھجّے پر کھڑا ہؤا تھا۔ ایک مجنوں یکایک اُس کے پیچھے سے ایک تلوار لے کر نمودار ہؤا اور کہنے لگا کہ تم اس وقت نیچے کود جاؤ۔ ورنہ مَیں تم کو ابھی ہلاک کر دوں گا اُس شخص نے نہایت اطمینان سے جواب دیا۔

کہ نیچے کودنا کیا بڑی بات ہے - اگر تم چاہو تو
مَیں اوپر کی طرف ہوا میں جست لگا سکتا ہوں
مجنوں نے متعجب ہو کر وعدہ کیا - کہ اگر تم ایسا
کرو گے تو مَیں نہیں ماروں گا - یہ سُن کر
یہ شخص بولا تم ذرا پیچھے ہٹ جاؤ - تاکہ مَیں
ہوا میں پرواز کر سکوں - مجنوں پیچھے ہٹ گیا
اور یہ موقع پاکر اس شخص نے مجنوں کے پنجے
سے رہائی پائی ؛

۲- ایک شخص ایک سڑک پر جا رہا تھا
کہ اُس نے یکایک غل اور شور اور قہقہے
آواز سُنی پیچھے مڑ کر دیکھا تو بظاہر ایک مجنوں
چھُرا لئے ہوئے اُس کی طرف بھاگتا آ رہا
تھا - یہ شخص فوراً ایک درخت پر چڑھ گیا
مجنوں نے درخت کے نیچے آکر کہا - کہ تم
مجھ سے بچنے کے لئے اوپر چڑھ گئے ہو -
نیچے اُترو - ورنہ میں وہیں آکر تمہاری
لیتا ہوں - اس شخص نے نہایت اطمینان سے
جواب دیا - مَیں تم سے بچنے کے لئے یہاں
نہیں آیا ہوں - بلکہ ایک اور شخص کو د
یہاں آیا ہوں - جو مجھ سے یہ کہہ کر
اُس کا تعاقب کر رہے تھے - ابھی ابھی غ

ہو گیا ہے۔ مجنوں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہے
اُس شخص نے جواب دیا کہ اس سڑک کی
موڑ کی آڑ میں وہ بہت تیز بھاگتا جا رہا
ہے۔ مجنوں یہ کہہ کر کہ مجھ سے بھاگ کر
کہاں جائے گا۔ مَیں ابھی پکڑے لیتا ہوں۔
سڑک کے موڑ کی طرف بھاگتا ہوا چلا گیا۔
اور یہ شخص درخت سے اُتر کر اور کہیں
پناہ گزین ہوا ٭

۳۔ ایک عورت اپنے کمرہ میں کہیں باہر
جانے کے لئے تیار ہو رہی تھی۔ کہ یکایک
ایک مجنوں خنجر ہاتھ میں لئے ہوئے داخل
ہوا۔ اور کہنے لگا کہ اگر تم مجھ سے شادی
کرنے پر رضامند نہ ہوئی تو مَیں ابھی مار
ڈالوں گا۔ عورت نے نہایت اطمینان سے
جواب دیا۔ کہ مَیں رضامند ہوں۔ اور ابھی
تمہارے ساتھ قاضی کے پاس چلتی ہوں۔
یہ کہہ کر مجنوں کے ساتھ ہو لی اور اُس کو
اپنے مقام پر لے گئی۔ جہاں بہت سے آدمی
بیٹھے تھے۔ اُنہوں نے حالات سُن کر مجنوں کو
گرفتار کر لیا ٭

۴۔ ایک دفعہ پاگل خانہ میں ایک جلسہ

ہوا۔اُس میں چند دیوانے جو نسبتاً ہوشیار تھے شریک کئے گئے۔اور باہر کے مہمان اس جلسہ میں مدعو تھے۔اُن میں سے ایک شخص نے جلسہ کی دلچسپی خاطرخواہ نہ پاکر بعد مغرب واپس جانے کا ارادہ کیا۔راہ میں اُس کو اُننے برامدوں سے ہوکر گذرنا پڑا۔کہ وُہ راستہ بھُول گیا۔ایک دیوانہ سے اُس نے درخواست کی۔کہ مجھے راستہ بتلا دو۔اُس نے کہا۔مَیں نہایت خوشی سے بتلاؤں گا۔آپ ادھر تشریف لائیے۔تھوڑی دُور آگے چل کر اُس نے ایک کوٹھڑی کا دروازہ کھولا اور مہمان کو اندر دھکیل کر قفل کر دیا۔اور دروازہ میں کُنجی کے سُوراخ کے قریب مُنہ لیجا کر کہا۔کہ کیا آپ کو یہ جلسہ ناپسند تھا جو آپ گھبرا کر بھاگنا چاہتے تھے۔اتنا کہ کر وہ دیوانہ رُخصت ہو گیا۔اور یہ مہمان آدمی رات تک اپنی رہائی کے واسطے چیختا رہا۔اُس وقت کسی ملازم پاگل خانہ نے شور سُن کر دروازہ کھولا اور اُس کو رہائی دی *

۵۔ایک موقعہ پر ایک فوجی افسر اپنی قیام گاہ سے آگے بڑھ کر دشمن کی فوج

کا پتہ لگا رہا تھا۔ کہ یکایک غنیم کی فوج کے ایک دستہ سے اُس کی مُڈ بھیڑ ہوئی اور ان لوگوں نے اُسے گرفتار کرنا چاہا۔ تو اُس نے نہایت اطمینان سے کہا کہ کیا تم مجھے پہچانتے نہیں ہو۔ مَیں دشمن کی وردی پہن کر اُن کی ٹوہ لگانے جا رہا ہوں۔ غل نہ مچاؤ۔ مَیں ابھی واپس آتا ہوں۔ اتنا کہ کر وُہ اپنی قیام گاہ کی طرف بہ اطمینان تمام بڑھا۔ اور جب آڑ میں پہنچ گیا۔ جہاں سے دشمن کا دستہ نظر آتا تھا۔ تب بھاگ کر اپنی قیامگاہ میں پناہ لی ٭

۶۔ اسی طرح ایک باغی کی عورت گرفتار ہوئی اور اس پر مقدّمہ بغاوت قائم کیا گیا۔ پولیس نے بہت کوشش کی۔ کہ اُس کے شوہر کا پتہ چلے۔ مگر ناکام رہی۔ ایک روز اثناء سماعت مقدّمہ میں جبکہ کمرۂ عدالت میں تماشائیوں کا اژدحام بہت زیادہ تھا۔ وکیل سرکار نے اس عورت سے یکایک سوال کیا "تمہارا شوہر اس مجمع میں ہے۔ تم نے اُس کو دیکھا" عورت چاروں طرف دیکھنے لگی۔ اور حاضرین مجمع اُس کے شوہر کا پتہ لگانے کے لئے ایک دوسرے کا مُنہ تاکنے لگے۔ اُس کا شوہر در حقیقت وہاں

موجود تھا - اور وکیل سرکار نے یہ سوال اس خیال سے کیا تھا - کہ شوہر اپنی عورت دیکھ کر اُس کو ممانعت کرنے کی غرض سے کچھ اشارہ آنکھ سے کرے گا - مگر یہ شخص نہایت ہوشیار تھا - فوراً مطلب سمجھ گیا - اور جس طرح اور اشخاص متحیّر ہو کر ایک دوسرے کی صورت دیکھتے تھے - اسی طرح یہ بھی ان کی طرف دیکھنے لگا اور مجمع سے بہ احتیاط تمام بچ کر نکل آیا ٭

۷ - اسی طرح اخبار ٹائمز کا ایک نامہ نگار فرقہ سوشلسٹ کے باغیانہ خیالات دریافت کرنے کے لئے خود سوشلسٹ بن کر اس گروہ کے ایک خفیہ جلسہ شہر بیون تک فرانس میں شریک تھا - یکایک جلسہ میں کسی نے کہا - کہ ایک جاسوس فرستادہ اخبار ٹائمس اس جلسہ میں شریک ہے - تمام شرکائے جلسہ اس کو ڈھونڈنے اور پکڑنے کے لئے کھڑے ہو گئے - یہ نامہ نگار بھی اُن کے ساتھ کھڑا ہو گیا - اور اُن کی طرح بنچوں کے نیچے تلاش کرنے لگا - یہ ظاہر ہے - کہ بنچوں کے نیچے شخص مطلوبہ دستیاب نہ ہو سکا ٭

محمد احمد شیبانی ایم - اے - پی - ایچ - ڈی

سوالات

۱- ذیل کے الفاظ کی جمع بناؤ :-
مجنوں - شادی - مغرب - بغاوت - خوشی +

۲- اوسان کی تعریف کرو - اوسان خطا ہو جانا کسے کہتے ہیں ؟

۳- ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو :-
کمرۂ عدالت - بغاوت - پاگل خانہ - حواس خمسہ - وکیل سرکار - غنیم - جاسوس +

۴- قوّت ارادیّہ کسے کہتے ہیں اور قوّت فعلیّہ کا کیا مطلب ہے ؟

۵- تمثیل نمبر ۵ کو اپنی عبارت میں لکھو +



غلام کا انجام

کھیت میں اک غلام سوتا ہے
اک اسیر دوام سوتا ہے
ہے پڑا پاس اناج کا گٹھّا
جس کو ہے اُس نے کاٹ کر رکھّا
ہے درانتی کہ ہاتھ میں خنجر
سینہ عُریاں ہے یا ہے کوئی سپر
گرد آلودہ خاطر مرغول
جس پہ کثرت سے جم گئی ہے دھول
دیکھتا ہے وطن کو خواب میں وہ
اپنے سب مرد و زن کو خواب میں وہ
ناگہاں دیکھتا ہے اک میداں
جس میں دریا ہے ایک سمت رواں
آہ اُس کی وہ خوش نما موجیں
دلفریب اور دل رُبا موجیں
دیکھ کر بحر کا اُتار چڑھاؤ
دل میں آتے ہیں اُسکے سو سو چاؤ

اُس پہ سایہ ہے نخلِ خرما کا
جانتا ہے اُسے وہ بالِ ہما
شانِ شاہی سے آ رہا ہے وہ
بادشاہ بن کے جا رہا ہے وہ
سامنے ہے پہاڑ کا منظر
دل کشا اور خوش نما منظر
قافلے جو اُتر کے آتے ہیں
مژدۂ غم رُبا سُناتے ہیں
گدگداتا ہے دل کو شور ذرا
رُوح کو بھا رہی ہے اُس کی صدا
دیکھتا ہے کہ اُس کے سب بچّے
گرد اُس کے ہیں حلقہ باندھے ہوئے
اُس کی گردن میں ہاتھ ڈالے ہوئے
ہاتھ سے اُس کا سر سنبھالے ہوئے
چُومتے ہیں وہ اُس کے مُنہ کو تمام
یہ کوئی بادشاہ ہے یا کہ غلام
اُس کی خوابیدہ آنکھ سے نکلا
ریت پر اشکِ حسرت اور گرا
دیکھتا ہے کہ گھوڑا دوڑائے
جا رہا ہوں کنارے دریا کے
ہر قدم پر قیام تیغ دو دم

پہلوئے اسپ چھو رہا ہے بہم
دے رہا ہے عجیب اک آواز
ہے یہ آواز یا ہے نغمۂ ساز
آہ نکلا ہے اب شکار کو وہ
چھوڑ کر گھر کے کار و بار کو وہ
آگے آگے پرند سر پہ ہوا
اُن کے پیچھے یہ گرد اُڑاتا ہوا
دُور اب گھر سے وہ نکل آیا
شام غربت کا ہے سماں چھایا
ایلو وہ رات ہو گئی ہے رات
تیرہ شب میں وہ گھر گیا ہیہات
شیر اور گرگ کی مہیب آواز
پردۂ گوش کو ہے گونا ساز
دل میں پر کچھ نہیں ہراس اُسکے
ڈر پھٹکتا نہیں ہے پاس اُس کے
خوف کرنا کہاں ہے گھر دل میں
ایک ذرّہ نہیں ہے ڈر دل میں
مل گئی اس کو ان نظاروں میں
دشت و صحرا کے خارزاروں میں
دولتِ سازگار آزادی
ثروت پائدار آزادی۔

پتے پتے سے آ رہی ہے صدا
پیاری آزادی دردِ دل کی دوا
ہو کے خوشخبر سے جو وہ آگاہ
شور اور غل سے جاگ اُٹھا ناگاہ

جاگنا یہ مگر تھا خوابِ عدم
عین شادی میں ہو گیا ماتم
سو رہا تھا پڑا ابھی جو یہاں
ہائے افسوس وہ غلام کہاں
اُس کو اب رعب و داب کا کیا غم
گرمیٔ آفتاب کا کیا غم
قفس خاکی کی آہنی زنجیر
توڑ کر اُڑ گیا پرند اسیر
جسم خاکی کو کر گیا برباد
ہو گیا بندۂ خدا آزاد

ثاقب

سوالات

۱- خاطر مرغول سے کیا مراد ہے؟
۲- بحر کے اُتار چڑھاؤ کے لئے جغرافیہ میں کیا اصطلاح ہے؟

۳- ثروت پائدار آزادی کی تشریح کرو +
۴- اس نظم کا خلاصہ نثر میں بیان کرو +

تپ محرقہ

محرقہ یا انیٹرک جسے انگریزی زبان میں ٹائیفائڈ فیور بھی کہتے ہیں - ایک قسم کا متعدی بخار ہے - یہ بہ نسبت بوڑھوں کے جوانوں کو اور بہ نسبت جوانوں کے بچوّں کو زیادہ ہوتا ہے - اور اکثر گندے اور خراب مکانوں میں رہنے - کثیف دودھ یا پانی پینے سے ہو جاتا ہے - اس کے جراثیم غذا پانی وغیرہ کے ذریعہ آنتوں میں گھر کرکے ان کی اندرونی تہ میں زخم کرکے تمام خون میں زہریلا اثر پھیلا دیتے ہیں - اور بہت جلدی آنتوں میں بڑھنے لگتے ہیں - اس بخار میں چونکہ آنتوں کے اندر جراثیم کی نہایت سرعت کے ساتھ افزائش ہوتی ہے - جس سے آنتوں میں زخم ہو جاتے ہیں اور کبھی کبھی وہ چھد بھی جاتی ہیں - اس

وجہ سے اُسے انتڑیوں کا بخار کہتے ہیں *

۳- خاص علامتیں اس مرض کی یہ ہیں - کہ بیمار کو بھوک نہیں لگتی - نبض تیز ہوتی ہے - غذا چھُٹ جاتی ہے - بیچینی اور پیاس زیادہ ہوتی ہے - نیند نہیں آتی - مریض ہذیان بکتا ہے - چونک پڑتا ہے - خطرناک علامات یہ ہیں - درد سر - کبھی قبض کبھی سبز زردی مائل رنگ کے بدبو دار دست - زبان خشک - ہونٹوں پر پپیڑیاں - پہلے یا دوسرے ہفتہ میں تلی بڑھ جاتی ہے - پیٹ پھول جاتا ہے - پیٹ میں درد معلوم ہوتا ہے - ہاتھ کانپتے ہیں - مریض بیہوشی میں کپڑا یا جسم نوچتا کھسوٹتا ہے - سرخ یا نیلگوں دھبے جسم پر ہو جاتے ہیں - زبان پر سفیدی اور آنکھوں میں ایک قسم کی چمک ہوتی ہے - حرارت روز بروز بڑھتی ہے - پہلے دن اگر صبح کو ۱۰۰ درجہ ہے - تو شام کو ۱۰۲ - دوسرے دن صُبح کو ۱۰۱ تو شام کو ۱۰۳ درجہ پر پہنچتی ہے - اور اِس طرح ۱۰۵ درجہ تک بڑھتی ہے آخر کار مریض پر غشی طاری ہو جاتی ہے - اور وہ جان بر نہیں ہو سکتا - اس مرض میں دانتوں سے خون کا آنا اور اسہال

بہت زیادہ خطرناک صورت ہے - کیونکہ ہر وقت قلب کی حرکت بند ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے +

۳- کبھی کبھی جسم پر چھوٹے چھوٹے دانے پیدا ہو جاتے ہیں - جو نہایت غور سے دیکھے جا سکتے ہیں - بخار کے ساتویں دن سے لیکر دسویں دن تک یہ دانے نکلتے اور غائب ہوتے رہتے ہیں - اوّل سینے اور پیٹ پر متفرق گلابی رنگ کے نقاط نمودار ہوتے ہیں - کبھی کبھی پہلے گردن - پیٹ اور سینے پر نکلتے ہیں - اور پھر بتدریج نیچے کی طرف آتے ہیں - اور جس قدر نیچے کی طرف آتے جاتے ہیں - اوپر سے کم ہوتے جاتے ہیں - جس قدر دانے زیادہ نکلتے ہیں - اُسی قدر مریض کی صحت کی امید ہوتی ہے +

جب بخار شروع ہو اور باوجود کونین کھانے کے متواتر چڑھا رہے - تو سمجھنا چاہیئے - کہ محرقہ ہے - اور فوراً لائق ڈاکٹر سے مشورہ کرنا چاہیئے - تھوڑا سا غور کرنے سے دانے نظر آ جاتے ہیں - اس مرض میں بڑی احتیاط لازم ہے +

۴ - مریض کا کمرہ ہوا دار اور کافی طور
پر روشن ہو - اور غیر ضروری سامان وہاں
رہنے نہ پائے - غذا صرف سیال اشیا استعمال
ہو - مثلاً بالائی اُتارا ہؤا یا مکھن نکالا ہؤا
دودھ یا آش جو - ساگو دانہ - چانول کی پیچ
یا دودھ میں چوتھائی حصّہ چونے کا پانی ملاکر
یا سادہ جوش کیا ہؤا پانی دینا چاہیئے - اگر
ڈاکٹر اجازت دے - تو چند میوہ جات کا عرق
یخنی اور انڈے کی سفیدی دی جا سکتی ہے
غذا ہمیشہ تھوڑی مقدار میں دو دو گھنٹے
کے بعد دو - اگر اسہال زیادہ ہوں - تو
ایک ماشہ سفوف پھٹکڑی نصف سیر دودھ
میں پھینٹ کر دینا مفید ہے +

۵ - بخار زیادہ تیز ہو یا گرمی کا موسم
ہو تو ٹھنڈے پانی میں تین تولیوں کو نم
کرکے مریض کے جسم کو گردن سے پاؤں
تک ڈھانک دینا بہت مفید ہوتا ہے -
باری باری سے نیچے کا تولیہ جب گرم ہو جائے
تو تولیہ بدلتے رہنا چاہیئے - اگر یہ عمل نصف
گھنٹہ تک جاری رہے - تو نیند آ جاتی ہے
اور بےچینی دور ہو جاتی ہے - یہ مرض بھی

وبائی ہے۔ چونکہ کیڑے جسم کے اندر سے۔
اجابت۔ پیشاب اور تھوک کے ساتھ خارج ہو
ہیں۔ اس لئے ان سب فضلات کو جلا دینا ا
دافع تعفن ادویات کو استعمال میں لانا چاہئ
ورنہ کیڑے۔ مرطوب زمین۔ پانی اور غذا میں
نشو و نما پا کر قیامت بپا کرتے ہیں۔ مناس
ہے۔ کہ خراب اور نجاست آلودہ کپڑوں کو
پہلے تو کاربولک لوشن چھڑک کر نصف گھنٹہ
تک پانی میں جوش دیا جائے۔ اور پھر دھل
لیا جائے۔ تیماردار کو لازم ہے۔ کہ مریض
کو چھونے کے بعد فوراً اپنے ہاتھ دھو ڈالے
اور جس کمرے میں موت واقع ہو اُس کی صفا
بہت ہی ضروری ہے ÷

ڈاکٹر سبحان علی

سوالات

۱۔ محرقہ کسے کہتے ہیں۔ انگریزی زبان میں اُسے
کس نام سے پکارتے ہیں؟
۲۔ تپ محرقہ کی علامتیں بیان کرو ÷
۳۔ اس مرض میں کیا کیا احتیاطیں لازم ہیں؟

۴ - مریض کو غذا کیا دینا چاہیئے ؟
۵ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
تحفّن - شکم - قبض - جراثیم - کثیفت - نشو و نما -
نبض - اسہال - اجابت ÷

موت کی گھڑی

(از ترجمہ مسز ہیمن)

موسم خاص میں ہوتے ہیں شجر برگ فشاں
پھول مُرجھاتے ہیں جب باغ میں آتی ہے خزاں
صبح ہوتی ہے تو ہوتے ہیں ستارے پنہاں
لیکن اے موت مقرّر ہے تیرا وقت کہاں

دن کو ہوتا ہے غم دہر سے ہر ایک کو کام
دوست مل جائیں بہم آتی ہے اس واسطے شام
رات ہوتی ہے کہ ہو سب کو میسّر آرام
لیکن اے موت ترے آنے کے ہیں وقت تمام

ہم کو معلوم ہے کب بدر کو ہوتا ہے ہلال
اُڑ کے کب جائیں گے مرغانِ ہوا سوئے شمال
کب خزاں آکے گلستاں کو کرے گی پامال
کون بتلائے کہ کب کیجے ترا استقبال

کیا وہ موسم ہے ترا جبکہ بہار آتی ہے
اور صبا حسنِ گل تم کو نکھار آتی ہے
یا خزاں باغ میں جب بنکے غبار آتی ہے
نہیں ہر وقت تو کرنے کو شکار آتی ہے

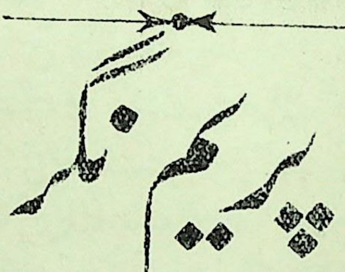
تو وہاں بھی ہے جہاں ملتے ہیں دو سینہ فگار
دکھڑے رونے کے لئے بیٹھ کے زیرِ اشجار
تو وہاں بھی ہے جہاں ملتی ہیں فوجیں خونخوار
اور دکھاتی ہے جہاں رزم میں جوہر تلوار

بحر و بر سب کو ہے منظور اطاعت تیری
کر رہی کام ہوا میں بھی ہے طاقت تیری
دل سے راحت میں بھی جاتی نہیں ہیبت تیری
ہم جہاں چاہیں نظر آتی ہے صورت تیری

شاکر میرٹھی

سوالات

۱- موسم خزاں کی تشریح کرو اور سب موسموں کے نام لے کر ان کی خصوصیت بتاؤ ۔
۲- ہلال اور بدر میں کیا فرق ہے ؟
۳- ٹکڑے ٹکڑے رونا کیا محاورہ ہے- اس کا محل استعمال بتاؤ ۔
۴- جوہر تلوار کا کیا مطلب ہے ؟
۵- بحر اور بر میں کیا فرق ہے- مثال دو ۔



بابو موہن لعل وکیل اپنے دفتر میں بیٹھے تھے- کچہری کے اُن کاغذات کو اُلٹ پلٹ رہے تھے- جن سے اُنہیں دوسرے دن کام پڑنے والا تھا- گرمی کا موسم تھا- اور شام کا وقت ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اکثر کاغذات کو منتشر کر دیتے تھے ۔

وکیل صاحب نے کاغذوں کے بڑے بستے میں سے کچھ کاغذات الگ رکھے اور باقی کو اُسی بستے میں باندھ کر الماری میں رکھ دیا۔ وہ دن بھر کے تھکے ماندے کچہری سے آئے تھے۔ اور چاہتے تھے۔ کہ ذرا آرام کریں۔ لیکن تھوڑی دیر میں انہیں معلوم ہو گیا۔ کہ آج آرام کی صورت دیکھنا نصیب نہ ہوگی۔ ملازم نے ایک ملاقاتی کارڈ دیا۔ جس سے معلوم ہوا۔ کہ مسٹر عزیز الرحمٰن ملاقات کے کمرے میں تشریف رکھتے ہیں +

بابو صاحب نے لباس تبدیل کیا۔ اور بادل ناخواستہ ملاقات کرنے ہاں پہنچے۔ دل میں تو بابو صاحب دُعائیں مانگ رہے تھے۔ کہ مسٹر عزیز الرحمٰن جلد سے جلد چلے جائیں لیکن بظاہر اُن سے اخلاق سے ملے جیسے ہمیشہ ملتے تھے + اثنائے گفتگو میں تفکرات دُنیوی کا ذکر آ گیا اور دونو نے دل کھول کر اُن کی بُرائیاں کیں۔ رات زیادہ گزر گئی تو مسٹر عزیز الرحمٰن رُخصت ہوئے +

عزیز الرحمٰن اور بابو موہن لعل کی گفتگو بہت دلچسپ تھی۔ بابو صاحب کے دماغ میں

یہ خیال آیا۔کہ دولت ہی ایک ایسی شے ہے جس سے دُنیا کے تمام کار و بار چلتے ہیں۔ اور چل سکتے ہیں۔تھوڑی دیر میں خیالات نے پھر پلٹا کھایا۔اور اب وکیل صاحب سوچنے لگے۔کہ ایسی اور کون چیز ہے۔جس کی طاقت اور جس کی ضرورت اُتنی ہی ہو جتنی روپیہ کی۔کئی دفعہ خیال کرنے پر بھی ایسی اور کوئی چیز نہ ملی +

وکیل صاحب کا دماغ تھکا ہوا تھا۔ہوا کے ٹھنڈے جھونکے آ رہے تھے۔ اور وہ آرام کرسی پر لیٹے ہوئے تھے۔سکون جو ہوا تو اُن پر نیند نے غلبہ پا لیا +

دیکھتے کیا ہیں۔کہ ایک نفیس شہر ہے۔جس میں ہر چیز با قاعدہ ہے۔سڑکیں صاف اور کشادہ۔گلیوں میں گندگی کا نام و نشان تک نہیں اور مکانات نہایت عالیشان ہیں +

وکیل صاحب نے آگے قدم بڑھایا تو دیکھا ایک بہت بڑا بازار ہے۔ہر قسم کی اشیا کی خرید و فروخت ہو رہی ہے۔دکانیں سب بڑی بڑی ہیں۔بازار کے کئی حصّے ہیں۔کسی میں ترکاریاں کسی میں غلّہ وغیرہ بِک رہا ہے

بابو صاحب کو یہ حصّہ دیکھ کر بڑا تعجب ہو
کہ الٰہی یہ سبزی فروش کس قدر امیر ہیں کہ
اتنے عالیشان مکانوں میں رہتے اور اتنی امی
زندگی بسر کرتے ہیں - یہ خیال کرتے ہوئے با
صاحب دوسرے حصّے میں پہنچے یہاں اُنہوں
نے ہزاروں سربفلک کوٹھیاں دیکھیں - جن
میں کپڑے کی تجارت ہو رہی تھی - ان کوٹھیو
میں خریداروں کی یہ کثرت تھی - کہ تل دھر
کو جگہ نہ تھی ؎

تیسرے حصّہ میں نقرئی و طلائی ظروف فروخ
ہو رہے تھے - اور ایک ایک دوکان میں ب
مبالغہ یہ ظروف ہزاروں کی تعداد میں موجود
تھے - وکیل صاحب کے دل پر اس شہر کی
دولت کا سکّہ بیٹھ گیا - اور حیران ہوئے - کہ
یہاں کے لوگ اس قدر دولتمند ہیں - کہ
عام طور پر نقرئی و طلائی ظروف استعمال
کرتے ہیں - چوتھے حصّہ میں داخل ہوتے پر
اُنہوں نے دیکھا کہ تمام دکانوں کے دروازوں
پر خوش پوشاک نوکر کھڑے ہیں - دوکانوں
کے اندرونی حصّوں میں لمبی لمبی سنگِ مرمر
کی میزیں بچھی ہیں - میزوں پر قرینے سے

گلاس چلتے ہیں - اور نوجوان لوگ اشعار پڑھتے جاتے ہیں - جام پر جام خالی کر رہے ہیں - اور دنیا دمافیہا سے غافل ہیں - گویا صرف کھانے اور پینے کے لئے دُنیا میں آئے تھے - پانچویں حصّۂ شہر میں دیکھا کہ وہاں ہر قسم کی گاڑیاں فٹنیں - بائی سکلیں - موٹر وغیرہ بکثرت موجود ہیں لوگ جوق جوق آتے ہیں - اور اپنی اپنی پسند کی اشیا لے جاتے ہیں +

لیکن ایک خاص بات جو وکیل صاحب نے دیکھی یہ تھی - کہ خریدار آتے تھے - مال لے جاتے تھے - مگر دام کوئی نہ دیتا تھا - وکیل صاحب نے خیال کیا - کہ شاید دام بعد میں بھیج دئے جاتے ہوں - وکیل صاحب خود بھی عرصہ سے ایک موٹر خریدنے کی فکر میں تھے - خواب میں بھی اسی شوق نے گدگدایا ایک موٹر کے بڑے کارخانے میں داخل ہوئے - مالک کارخانہ نہایت اخلاق سے پیش آیا - بابو صاحب کو ساتھ لے کر تمام کارخانہ دکھلایا - بابو صاحب نے ایک موٹر پسند کیا اور اُس کی قیمت دریافت کی - قیمت کا لفظ سُن کر مالک کارخانہ حیران رہ گیا - اُس نے اس لفظ کا مطلب خود بابو صاحب

سے دریافت کیا۔ لیکن بابو صاحب کے جواب
سے بھی وہ نہ سمجھ سکا کہ قیمت کیا شے
ہوتی ہے۔ آخرکار اُس نے لُغنت کی ایک بڑی
کتاب اُٹھا کر چند منٹ تک ورق گردانی
کی اور لفظ قیمت کا مفہوم سمجھ کر اس نے
وکیل صاحب سے کہا آپ اس شہر میں نووارد
معلوم ہوتے ہیں۔ وکیل صاحب نے اقرار کیا
اُس نے کہا کہ جناب اس شہر کا نام پیریم نگر
ہے۔ یہاں روپیہ کا چلن نہیں ہے۔ اور یہی
وجہ ہے۔ کہ یہاں کوئی بنک وغیرہ آپ نہیں
پائیں گے۔ یہاں یہ دستور نہیں۔ کہ کسی سے
اشیا کی قیمت لی جائے۔ جس باشندے کو ضرورت
ہوتی ہے وہ بلا تکلف دوسرے کے ہاں سے
اپنی ضرورت کی چیز لے آتا ہے۔ آپ کو بھی
جس موٹر کی ضرورت ہو لے لیں۔ وکیل صاحب
دیر تک اس معمّہ کو نہ حل کر سکے۔ اور آخر میں
اس بات کا امتحان کرنے کے لئے موٹر میں آ
بیٹھے۔ اور نوکر کو چلنے کا حکم دیا۔ موٹر روانہ
ہوا۔ راستہ میں وکیل صاحب نے کئی چیزیں
بلا قیمت خرید کر موٹر میں اپنے پاس رکھیں اور
اس طرح وکیل صاحب کو موٹر والے کی بات کا

پورا یقین ہو گیا +

موٹر اپنی پوری رفتار سے جا رہا تھا۔ یکایک ایک شور کی آواز کان میں آئی۔ وکیل صاحب نے موٹر ہانکنے والے سے دریافت کیا کہ یہ شور کیسا ہے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ ہمارے شہر پریم نگر کے پاس ایک اور شہر ہے۔ وہاں کے لوگ بڑے شریر ہیں۔ اب تک وہ ہمارے محکوم تھے۔ لیکن اُنہوں نے بغاوت کی ہے۔ اور پریم نگر میں گھُس کر یہاں کی دولت پر قبضہ کر لیا ہے +

یہاں تک گفتگو ہوئی تھی۔ کہ باغیوں کا ایک گروہ سامنے سے آتا ہؤا دکھائی دیا۔ ان لوگوں کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں اور بھری ہوئی بندوقیں تھیں۔ باغیوں نے موٹر کے پہیّوں کے ربڑ تلواروں سے کاٹ دئے اور موٹر پر قبضہ کر لیا۔ بابو صاحب موٹر سے اُتر آئے اور چلتے وقت موٹر چلانے والے سے کہا کہ پریم نگر کے قواعد اور اصول تجارت نہایت عمدہ ہیں۔ لیکن تجربہ سے یہ ثابت ہؤا۔ کہ جب تک تمام دنیا ان پر عمل نہ کرے کامیابی قطعی محال ہے +

وکیل صاحب نے قدم بڑھایا ہی تھا۔کہ آنکھ کھُل گئی۔سامنے مثلوں کا بستہ اور پاس کرسیوں پر دو ایک اہل مقدمہ موجود تھے

مُطلب حسین کرائسٹ کالج لکھنؤ

سوالات

۱- روپیہ کی تعریف کرو +

۲- روپیہ کس کام آتا ہے +

۳- ملاقاتی کارڈ کسے کہتے ہیں۔تشریح کرو +

۴- وکیل صاحب کا خواب اپنے الفاظ میں بیان کرو +

۵- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
کچہری - نقرئی و طلائی - ظروف - فاتن - دنیا ما فیہا +

۶- ذیل کے محاورات کی صراحت کرو اور محل استعمال بتاؤ :-

(الف) جام پر جام خالی کر رہے ہیں +

(ب) شوق نے گدگدایا +

(ج) خیالات نے پلٹا کھایا +

ٹیگور کے فسانے

گھر آنا (۱)

پھٹیک چکرورتی اپنے گاؤں کے لڑکوں کا سرغنہ تھا۔ اُسے نئی شرارت سوجھی۔ دریا کے کنارے کیچڑ میں ایک بھاری بلّی پڑی تھی۔ مطلب یہ تھا۔ کہ اسے تراش کر کشتی کا مستول بنایا جائے۔ اُس نے لڑکوں سے کہا آؤ سب مل کر اُسے یہاں سے ہٹا کر کہیں اور پھینک آئیں۔ تاکہ جب اس کا مالک یہاں آئے۔ اور اُسے نہ پائے۔ تو حیران اور خفا ہو اور ہم تماشہ دیکھیں۔ سب نے اس تجویز کو پسند کیا۔ لیکن ابھی سب نے مل کر بلّی کو ہاتھ بھی نہ لگایا تھا کہ ماکھن جو پھٹیک کا چھوٹا بھائی تھا۔ وہاں آ گیا۔ اور خاموش سب کے سامنے اس لکڑی پر بیٹھ گیا۔ سب لڑکے گھبرا سے گئے۔ ایک نے آہستہ سے اُسے دھکّا دیا۔ اور کہا کہ

یہاں سے اُٹھ - مگر مکھن نے کچھ پروا نہ کی
وہ ایک نوجوان فیلسوف کی طرح کھیلوں کی
بیہودگی پر غور کر رہا تھا - پھٹیک کو غصّہ
آ گیا - اُس نے چلّا کر کہا - مکھن اگر تو یہاں
سے نہ اُٹھے گا - تو میں تجھے پیٹوں گا - مکھن
جہاں تھا وہاں سے اُٹھ کر اور اچھی جگہ اس
لکڑی پر بیٹھ گیا - پھٹیک کو اگر اپنا
رُعب قائم رکھنے کا خیال ہوتا - تو ضرور اس
وقت مار کٹائی ہوتی - لیکن اُس کا حوصلہ نہ
پڑا - اُس نے اپنے دماغ سے اور ہی بات
نکالی - تاکہ اس کا بھائی بھی نیچا دیکھے - اور
ساتھ ہی اُس کے دوستوں کو بھی لُطف
آ جائے - اُس نے حکم دیا - کہ یارو اس بلّی
کو بمع مکھن لڑھکانا شروع کرو - مکھن نے
یہ حکم سُنا - مگر اُس کی خودداری نے یہ اجازت
نہ دی - کہ اس لکڑی سے اُٹھے - اُسے یہ
خیال نہ آیا کہ شہرت قائم رکھنے میں خطرہ
ہے - تمام لڑکے اس بلّی سے چمٹ گئے - اور
زور لگانے لگے - سب نے آواز دی - کہ ایک
دو تین جا - ادھر جا کا لفظ ان کے منہ سے
سے نکلا - ادھر مکھن بمع اپنی شہرت اور فلسفہ

وغیرہ کے لکڑی کے ساتھ لڑھک گیا سب نے
جوش مسرت میں گلا پھاڑنا شروع کیا۔ لیکن
پھٹیک ڈر گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ اب کیا
ہوگا۔ مکھن زمین سے اندھی قسمت کی طرح ہمہ تن
شور و شر بن کر اُٹھا۔ وہ پھٹیک کی طرف جھپٹا
اُس کا منہ نوچا۔ اُسے مکے اور لاتیں ماریں اور
روتا دھوتا گھر کی طرف دوڑا۔ اس ڈرامہ کا
پہلا ایکٹ ختم ہوا +

۲۔ پھٹیک نے اپنا منہ پونچھا۔ اور کسی
غرق شدہ کشتی کے تختہ پر جو دریا کے
کنارے پر آیا تھا بیٹھ گیا۔ اُس وقت وُہ
دانتوں سے گھاس چبا رہا تھا۔ اس وقت ایک
کشتی کنارے سے آ لگی۔ اس میں سے ایک
ادھیڑ انسان جس کا سر سفید اور مونچھیں سیاہ
تھیں۔ کنارے پر اُترا۔ اُس نے دیکھا کہ ایک
لڑکا وہاں بیکار بیٹھا ہے۔ اس کے قریب گیا
اور پُوچھا کہ چکر ورتی کہاں رہتے ہیں پھٹیک
گھاس برابر چباتا رہا۔ اور صرف اتنا کہا کہ
وہاں رہتے ہیں۔ مگر اس فقرے سے مکان کا
نشان کب مل سکتا تھا۔ اجنبی نے دوبارہ سوال
کیا۔ تو اُس نے کروٹ بدلی اور کہا کہ جہاں

ہے جا کر ڈھونڈ لو اور پھر گھاس چبانے میں مشغول ہو گیا ٭

۳-اس اثنا میں ایک نوکر گھر سے آیا اور کہنے لگا۔کہ میاں چلو اماں بلا رہی ہیں۔پھٹیک نے کہا کہ میں نہیں جاتا۔لیکن خادم حکم کا بندہ تھا۔وہ اُسے پکڑ کر زبردستی لے چلا۔ہر چند پھٹیک نے خفا ہو کر جد و جہد کی اور لاتیں چلائیں۔مگر وہ اُسے گھر لے ہی گیا ٭

جب گھر پہنچا اور ماں نے دیکھا۔تو وہ خفا ہو کر بولی کہ تو نے پھر مکھن کو ٹھوکا ہے۔پھٹیک نے گرم ہو کر جواب دیا ہرگز نہیں۔تم سے کس نے کہا ہے۔ماں نے گرج کر جواب دیا جھوٹ کیوں بکتا ہے۔یہ تیرا کام ہے۔پھٹیک معاً بول اُٹھا۔کہ میں جو تم سے کہتا ہوں کہ یہ غلط بات ہے۔بیشک مکھن سے پوچھ لو۔مکھن نے اس وقت اپنے سابقہ بیان پر قائم رہنا مناسب سمجھا اور کہا ہاں اماں مجھے پھٹیک نے مارا ہے ٭

۴-پھٹیک کے صبر کا پیالہ لبریز تھا۔وہ اس نا انصافی کو برداشت نہ کر سکا۔مکھن پر ٹوٹ پڑا اور پے در پے مکّے مارے اور

کہا کہ او جھوٹے اگر آگے نہیں مارا تو اب مارتا ہوں۔ ماں فوراً مکھن کی طرف دوڑی اور پھٹیک کو چھڑا کے اور گھسیٹنے لگی اور جب پھٹیک نے اسے بھی دھکا دیا۔ تو وہ چلا کر بولی۔ او بدمعاش اب تو اپنی ماں پر بھی ہاتھ اٹھانے لگا ہے ✣

عین اس نازک وقت وہی اجنبی وہاں آ گیا۔ جس کا سر سفید تھا۔ اور اس نے پوچھا۔ کہ کیا بات ہے۔ پھٹیک محجوب اور شرمندہ ہو گیا۔ جب اس کی ماں نے لوٹ کر اجنبی کی طرف دیکھا۔ تو اس کا غصہ حیرت سے بدل گیا۔ اس نے فوراً بڑے بھائی کو پہچان لیا اور کہا آؤ دادا تم کہاں۔ یہ کہا اور اس نے بھائی کے قدم لئے ✣

۵۔ بہن کی شادی کے بعد بھائی کلکتہ چلا گیا تھا وہیں کاروبار کرتا تھا۔ اور وہیں شادی کر لی تھی۔ اس کی عدم موجودگی میں مکھن کی ماں بیوہ ہو گئی تھی۔ اب وہ کلکتہ سے واپس آ کر بہن سے ملنے آیا تھا۔ وہ مکان تلاش کرتا ہوا وہاں آ پہنچا ✣

بہن بھائی کے آنے سے نہال ہو گئی۔

چند دن نہایت مسرت میں گزرے۔ بھائی نے
کہا بچوں کی تعلیم کا کیا انتظام ہے۔ بہن نے
کہا۔ کہ بڑا لڑکا تو عذاب جان ہے۔ کاہل ہے۔
نا فرمان ہے۔ تند خو ہے۔ اور ماکھن مخنتی ہے
غریب مزاج ہے۔ خالص سونا ہے۔ بشمبر نے
کہا بہن پھٹیک مجھے دیدو۔ میں کلکتہ اُسے
اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔ پڑھاؤں لکھاؤں گا۔
اور خبر گیری کروں گا۔ بہن بندہ تھی۔ اُس
نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اور پھٹیک تو
باغ باغ ہو گیا +

۶۔ ماں نے شکر کیا کہ خلاصی ہوئی۔ وہ
پھٹیک سے ڈرتی تھی۔ کیونکہ بھائیوں کی آپس
میں نہ بنتی تھی۔ اور اُسے اندیشہ تھا۔ کہ کہیں
بڑا بھائی چھوٹے کو دریا میں غرق نہ کر
دے۔ یا اُس کا سر نہ توڑ دے۔ یا کسی
خطرہ میں نہ ڈال دے۔ لیکن جب اُس نے
دیکھا۔ کہ بڑا بیٹا اس جدائی پر خوش ہے۔
تو وہ دلگیر سی ہو گئی +

جب سب انتظام ہو گیا۔ تو پھٹیک بار بار
پوچھنے لگا۔ ماموں کب چلو گے۔ آخری دن
رات جاگتا رہا۔ اور گھڑیاں گن گن کر گذارا

روانگی کے وقت اُس نے اپنا بڑا کنکوا مچھلیاں پکڑنے کی چھڑی اور سنگ مرمر کے تمام کھلونے مکھن کو دے ڈالے۔ اس وقت اس کا دل بھائی کی طرف سے بالکل صاف تھا +

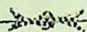
۷۔ جب وہ کلکتہ میں ماموں کے گھر گیا تو ممانی اُسے دیکھ کر خوش نہ ہوئی۔ اُس نے کہا کہ یہ دردِ سر کہاں سے آ گیا۔ کیا میرے تین بچے پرورش کے لئے کم تھے۔ بشمبر ایک چوداں سال کا لڑکا گھر لے آیا ہے۔ بڑا ناعاقبت اندیش ہے +

ہماری دنیا کے کاروبار میں ایک چوداں سال کے لڑکے سے بڑھ کر کوئی شے مکروہ نہیں ہے۔ وہ نہ تو مفید ہے نہ سامان آرائش وہ ہمیشہ دخل در معقولات ہوتا ہے۔ اس کو بچہ کی طرح کوئی پیار نہیں کرتا۔ اگر وہ بچوں کی طرح باتیں کرے۔ تو اسے کہتے ہیں۔ دودھ پیتا ہے اگر وہ بڑوں کی تقلید کرے تو کہتے ہیں۔ گستاخ ہے۔ اس کی ہر گفتگو ناپسند کی جاتی ہے۔ اس کی عمر کا وہ حصہ دلکش نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ دن بدن بڑھتا ہے۔ اُس کے کپڑے جسم پر تنگ ہو جاتے ہیں۔ اُس کی

آواز کرخت ہو جاتی ہے۔ اس کے نقش بھدّے اور بد نما ہو جاتے ہیں۔ لوگ چھوٹے بچّوں کو قابل معافی سمجھتے ہیں۔ لیکن چودال سال کے لڑکے کی حرکات سے در گذرنا ناممکن ہے۔ اس سلوک کا اثر لڑکے پر پڑتا ہے۔ وہ جب بزرگوں کے روبرو ہوتا ہے۔ تو ضرورت سے بڑھ کر چالاک بن جاتا ہے۔ یا اس قدر شرمگین کہ بات تک نہیں ہو سکتی۔ لیکن یہ وہ زمانہ ہوتا ہے۔ کہ جب اس عمر کا لڑکا چاہتا ہے کہ اس کی قدر ہو۔ اس سے محبت کیجائے اس وقت جو ان سے الفت کرے وہ اس کا غلام ہو جاتا ہے۔ خرابی یہ ہے۔ کہ اس سے کوئی ظاہر محبت نہیں کر سکتا۔ کہتے ہیں کہ اس سے لڑکا بدراہ ہو جاتا ہے۔ غرض اس عمر میں لڑکا بُدھڑکیوں اور گالیوں کی وجہ سے ایک آوارہ کتّا بن جاتا ہے۔ جو اپنے مالک سے جدا ہو کر در بدر کے دھکّے کھاتا ہے۔ چودال سال کے لڑکے کے لئے اپنے ماں باپ کا گھر جنت سے کم نہیں اور اجنبیوں کے درمیان رہنا اس کے لئے عذاب دوزخ کے برابر ہے ؎

سوالات

۱- چکر ورتی کا کیا مطلب ہے؟
۲- اجنبی جو دریا کے کنارے پھٹیک کو ملا۔ کون تھا؟
۳- ماں نے پھٹیک کو کیوں اجازت دے دی؟
۴- روانگی کے وقت پھٹیک کی کیا حالت تھی۔ اُس نے کیا کیا؟
۵- ذیل کے فقرے کا کیا مطلب ہے :-
اس کے صبر کا پیالہ لبریز تھا ×
۶- چودہ سال کے لڑکے کے لئے بقول ٹیگور ماں باپ کا گھر کیوں جنت ہے؟
۷- ٹیگور کے مختصر حالات بیان کرو ×



رحم

ترجمہ از ولیم شکسپیئر

جنبش پذیر زور سے ہوتا نہیں ہے رحم
ہوتا ہے خود یہ صورتِ ابرِ کرم چکاں
روئے زمیں پہ از طرف اوج آسماں
یہ رحم ہے دوگونہ سعادت سے سرفراز
اک وہ سعید جس کی طرف سے ہوا عیاں
اور دوسرا وہ جس کو کیا اس نے شادماں
طاقتوروں میں طاقت اعلیٰ یہی تو ہے
شاہوں کے واسطے ہے یہ از تاج زرفشاں
ہے اس سے زیب و زینت شاہانِ ذی نشاں
مظہر ہے اقتدار مجازی کا وہ عصا
دست شہی میں جس کو میسر ہے عز و شاں
بے شبہ ہے وہ سطوت و جبروت کا نشاں
لیکن عصائے رحم کا ہے مرتبہ بلند
نسبت عصا کو ہاتھ سے ہوتی ہے بیگماں

اور رحم سخت دل پہ ہے شاہوں کے حکمراں
ہے رحم وصف خاص خداوند پاک کا
جب اُس کا جادہ سائق ہوُا عدل کے عیاں
پیدا وہیں بشر میں ہوئی شانِ قدسیاں

تلوک چند محروم بی ۔ اے

سوالات

۱ ۔ رحم کی ضد کیا ہے ؟
۲ ۔ ابر کرم کسے کہتے ہیں ۔ اور اوج آسمان سے کیا مراد ہے ؟
۳ ۔ رحم کو شاعر نے کن کن چیزوں سے نسبت دی ہے ؟
۴ ۔ قدسی کی تشریح کرو +
۵ ۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :۔
سطوت ۔ جبروت ۔ سعید ۔ مجازی ۔ اقتدار +



ٹیگور کے فسانے

گھر آنا (۲)

۱۔ پھٹیک کی زندگی ماموں کے گھر میں
تلخ تھی۔ بڑی بوڑھی عورتیں ہر موقعہ پر
ذلیل کرتی تھیں۔ جب کبھی ممانی اسے کوئی
کام بتاتی تھی تو وہ خوش ہو کر حد سے
زیادہ پر جوش ہو کر اُسے خوش کرنا چاہتا
تھا۔ مگر کام بگڑ جاتا تھا۔ اور وہ ناراض ہو
کر کہتی ابھی تو احمق ہے۔ جا اپنا سبق یاد
کر۔ ماموں کے گھر میں اس کے لئے
سانس لینا دشوار تھا۔ اس کے پھیپھڑے
باہر کی تازہ ہوا کے لئے بیقرار تھے۔ مگر وہاں
کھلے میدان کہاں۔ کلکتہ میں جہاں وہ رہتا
تھا چاروں طرف اونچے اونچے مکان تھے۔
اب دن رات اُسے اپنے گاؤں کی جہاں وہ
کنکوے اُڑاتا تھا۔ ساحل دریا کی جہاں وہ
دن بھر کھلا پھرتا اور گایا کرتا تھا۔ گاؤں

سے تالاب کی جہاں وہ تیرا کرتا تھا - اپنے دوستوں کی جو اس سے کھیلتے تھے اور اپنا سردار سمجھتے تھے اور نہر وستا والدہ کی جو اس سے رنجیدہ رہتی تھی یاد آیا کرتی تھی - وہ چاہتا تھا کہ جس طرح بھی ہو گھر جاؤں - غرض یہ محبت کا متلاشی - بیقرار - شرمیلا کمزور دل - دُبلا پتلا - جاہل - بد شکل لڑکا بہت مضطرب رہتا تھا - اپنی جماعت میں وہ سب سے پیچھے تھا - وہ چونکہ پڑھائی میں کمزور تھا - ہمیشہ معلم اُسے سزا دیتے رہتے تھے ❋

۲ - پھٹیک بڑے صبر سے یہ تکلیف برداشت کرتا تھا - دوسرے طالبعلم کھیل کود میں مشغول ہوتے تھے - اور یہ اُداس ہو کر ان کا منہ تکتا تھا - ایک دن اُس نے جرأت کر کے ماموں سے پوچھا - ماموں میں گھر کب جاؤں گا - ماموں نے جواب دیا - کہ صبر کرو - تعطیلوں میں جاؤ گے - مگر تعطیلیں ماہ نومبر میں تھیں ❋

ایک دن اُس کی ایک کتاب گم ہو گئی - وہ کتاب کی مدد سے بھی جماعت میں نہ چل سکتا تھا - اب تو وہ گیا گزرا ہو گیا - اُستاد ہر روز بید سے اُس کی خبر لیتا تھا - اُس کی

حالت اس قدر ردّی ہو گئی - کہ اُس کے
ماموں زاد بھائی بھی اُس سے بیزار ہو گئے
اور اس سے بد سلوکی اور تمسخر سے پیش آنے
لگے - آخر اُس سے نہ رہا گیا - وہ ممانی کے
پاس گیا اور کہا مجھے کتاب لیدو - اُس نے تنگ
آکر جواب دیا - او نکمّے - گاؤں کے گنوار
میں بال بچّے والی ہوں - میری توفیق یہ نہیں
ہے - کہ ہر مہینے پانچ بار تجھے کتاب لیدوں +

۳ - اس رات جب پھٹیک مدرسے سے واپس
آ رہا تھا - تو اُسے سردی لگنے لگی - اور درد سے
سر پھٹنے لگا - وہ ڈرا کہ اگر بخار ہو گیا - تو
ممانی سخت ناراض ہو گی +

صبح وہ گھر سے غائب تھا - بڑی تلاش کی
گئی نہ ملا - بارش شدّت سے ہو رہی تھی -
جو لوگ اس کی تلاش میں گئے بھیگ کر ناکام
واپس آئے - آخر بشمبر بابو نے پولیس میں رپورٹ
دی - دوسرے دن ایک پولیس کا چھکڑا بشمبر
بابو کے مکان کے آگے آکر ٹھیرا - دو سپاہی
پھٹیک کو اُٹھا کر بشمبر کے روبرو لائے - بیچارہ
سردی سے کانپ رہا تھا - آنکھیں بخار کی وجہ
سے سُرخ تھیں - اور جسم مٹّی سے بھرا ہوُا تھا -

کپڑوں سے پانی ٹپک رہا تھا۔ بشمبر اُسے اندر
لے گیا۔ اُس کی بیوی بولی یہ لڑکا ہمیں سخت
تکلیف دے رہا ہے۔ اُسے اُس کی ماں کے
پاس بھیجدو۔ پھٹیک نے سُنا اور رو رو کے
کہنے لگا۔ ماموں میں گھر جا رہا تھا۔ پولیس والے
مجھے پھر گھسیٹ لائے ہیں۔ بخار بہت تیز ہو
گیا۔ اور لڑکا ہذیان بکنے لگا۔ آخر ڈاکٹر بُلایا
گیا۔ لڑکے نے آنکھیں کھولیں۔ اور پھٹی ہوئی
نگاہوں سے چھت کی طرف دیکھا۔ اور کہا ماموں
کیا تعطیلیں ہو گئیں۔ میں گھر جاؤں۔ بشمبر
نے اپنے آنسو پونچھے۔ بھانجہ کا گرم اور دُبلا
ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور تمام رات
اُس کے پاس بیٹھا رہا۔ کچھ دیر کے بعد وہ
پھر بولا۔ امّاں مجھے نہ مارو میں سچ کہہ رہا ہوں
صبح تھوڑی دیر کے لئے لڑکے کو ہوش آ گیا
اُس نے بستر سے اِدھر اُدھر غور سے دیکھا۔
جیسے کسی کا انتظار ہے۔ آخر مایوسی کی حالت
میں تکیہ پر سر رکھ دیا۔ اور ٹھنڈا سانس بھرا
بشمبر اس کا مطلب سمجھتا تھا۔ اُس نے جُھک
کر کہا۔ بیٹا میں نے تیری ماں کو بُلایا ہے۔
تمام دن گزر گیا۔ اور ڈاکٹر نے کہا لڑکے کی

حالت بہت نازک ہے۔ پھٹیک چلّا کر بولا۔
"نشان دیکھو نشان دیکھو" چار میل آ گئے
وہ گاؤں میں دریا کے کنارے ملّاحوں کو
اس طرح کہتے سُنا کرتا تھا۔ اب وہ ایسے
سمندر میں جس کا تھل بیڑا نہیں ہے۔
شاگول نئے کھڑا تھا۔ اور نشان دیکھ رہا
تھا ۔

۴۔ شام کے قریب پھٹیک کی ماں بگولے
کی طرح اُس کے کمرے میں داخل ہوئی۔
اور بیٹے کو اس حال میں دیکھ کر واویلا
کرنے لگی۔ وہ ماہیٔ بے آب کی طرح زمین
پر لوٹ رہی تھی۔ بشمبر نے اُسے تسلی دینے
کی کوشش کی۔ لیکن وہ بیٹے کی چارپائی سے
لپٹ گئی اور کہنے لگی میرے کلیجے کے ٹکڑے
میرے بچّے۔ پھٹیک کی بیتابی میں فرق آ گیا
اُس پر کچھ خاموشی سی طاری ہو گئی۔ اب
وہ آگے کی طرح ہاتھ پاؤں نہ مارتا تھا۔
اس کے منہ سے اتنا نکلا "آہ" ماں نے پھر
چلّا کر کہا۔ میرے کلیجے کے ٹکڑے میرے بچّے
پھٹیک نے آہستہ سے سر پھیرا اور بغیر
کسی کو دیکھے کہا۔ امّاں تعطیلیں ہو گئیں ۔

سوالات

۱۔ ماموں کے گھر میں پھٹیک کو کیا چیزیں یاد آتی تھیں ؟

۲۔ وہ کیوں اداس رہتا تھا ؟

۳۔ ماموں کے گھر میں پھٹیک کی زندگی کیوں تلخ تھی ؟

۴۔ ذیل کے فقروں کا مطلب سمجھاؤ:۔
ہذیان بکنے لگا۔ کلیجے کے ٹکڑے میرے بچّے۔ ایسے سمندر میں جس کا جل تھل نہ تھا۔ شاکول لئے کھڑا تھا۔ بید سے خبر لیتا تھا +

۵۔ ماموں کے گھر میں پھٹیک کا حلیہ کیا ہو گیا۔ پہلے کیا تھا ؟



غزل

(از خان احمد حسین خاں صاحب پنجابی بی-اے)

شمع سے سرگوشیاں کچھ کر رہا پروانہ ہے
یہ پتنگا ہو نہ ہو میری طرح دیوانہ ہے
خندہ زن آبادیوں پر کیوں نہ ہو ویرانہ ہے
یعنی ہر ویرانہ دیوانوں کا دولت خانہ ہے
زندگی داد و ستد کا ظرفہ اک میخانہ ہے
ہر سبو اس میں رہینِ منتِ پیمانہ ہے
غور سے دیکھو تو یہ پردۂ سوز و گداز
شمع کہتے ہیں جسے وہ جوہرِ پروانہ ہے
بعدِ مُردن آہ اپنے بھی پرائے ہو گئے
سبزۂ تربت کو دیکھو کس قدر بیگانہ ہے
خود بخود گرتا ہے آنکھوں سے سنبھل سکتا نہیں
اشک کو کیا ہو گیا بیخود ہے یا مستانہ ہے
بلبلوں کو حفظ ہے اور قمریوں کو یاد ہے
کس قدر مقبول میرے درد کا افسانہ ہے
کہہ دے میں صدقے ترے لیے ساقیٔ بزمِ وفا

نقشِ تحریر مقدر اک خطِ پیمانہ ہے
ساقیا خونِ تمنّا سے مگر لبریز تھا
ورنہ کیوں اتنا چھلکتا عمر کا پیمانہ ہے
کاوشِ امید مجھ کو دردِ سر سے کم نہ تھی
نیند آ جاتی ہے جب سے یاس سے یارانہ ہے
بندۂ الفت ہے احمد اور اُس کی زندگی
قصّہ فرہاد ہے اور قیس کا افسانہ ہے

سوالات

۱ - سرگوشی سے کیا مطلب ہے - اور پتنگا کسے کہتے ہیں ؟

۲ - شاعر نے پتنگے کو دیوانہ کیوں کہا ہے ؟

۳ - اس غزل میں یاس کو امید پر کیوں ترجیح دی ہے ؟

۴ - اس شعر کا مطلب بیان کرو سہ

غور سے دیکھو تو زیر پردۂ سوز و گداز
شمع کہتے ہیں جسے وہ جوہرِ پروانہ ہے

۵ - اس غزل میں جو سب سے بہتر شعر ہے - اسے سناؤ اور سمجھاؤ - کہ تم اُسے بہتر کیوں سمجھتے ہو ؟

نقد سودا (۱)

حسین علی ایک معلّم بساطی تھا۔ لاہور کے ڈبّی بازار میں دُکان تھی۔ دُکان خوب چمکی ہوئی تھی۔ اس لئے گزارہ بہت اچھّا تھا۔ ایک آپ تھا ایک بیوی۔ اولاد نہ تھی۔ شادی کو سولہ سال ہو چکے تھے۔ چین سے زندگی بسر ہو رہی تھی۔ میاں بیوی اپنی نیند سوتے اور اپنی نیند جاگتے تھے۔ کہ یکایک شوق اولاد نے دونو کو بے تاب کر دیا۔ وہ ملول اور اُداس رہنے لگا۔ کم فہم یہ نہ سمجھے۔ کہ مال اور اولاد ایک فتنہ ہے۔ اگر نہ ہو۔ تو عین خوش نصیبی ہے۔ ہاں اس کا ہو کر نہ ہونا انسان کے لئے بہ تقاضائے بشریت زندگی میں عذاب دوزخ ہے۔ قدرت کے کارندے حسین علی اور اُس کی بیوی پر خوش تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ تمام جہان کی پریشانیاں طرح طرح کے فکر اور قسم قسم کے اندیشے جو اولاد کے ہمزاد ہیں۔ اُن کے قریب نہ آئیں۔ اُن کی

کشتیٔ عمر قلزم حیات میں غم و الم کی بلا خیز لہروں اور اُن کے بھنور کے تھپیڑے پڑتے رہے - مگر جب انہوں نے دیکھا کہ حسین علی قدرِ عافیت نہیں جانتا - وہ اولاد کے لئے منّتیں مان رہا ہے - فقیروں کی تلاش میں بیابانوں کی خاک چھانتا پھرتا ہے - تعویذ اور گنڈے لے کر اپنا ایمان خراب کر رہا ہے - جو فروش گندم نما اور ریاکار اطبا کی مٹھّی گرما رہا ہے - اور کشتگان اجل سے جو کنج لحد میں بے خبر سوتے ہیں - مرادیں مانگتا ہے - تو وہ اس سے خفا ہو گئے - چالیس سال کی عمر میں ایک فرزند پیدا ہوًا - جس کا نام حسن علی رکھا گیا - حسن علی کے ملک عدم سے بازار وجود میں آتے ہی پہلی بسم اللہ یہ ہوئی - کہ حسین علی کی دلنواز بیوی رابعہ جو اُسے جان سے بڑھ کر عزیز تھی اور ہمیشہ اولاد کو ترستی تھی - درد زہ کی تکلیف سے جاں بحق تسلیم ہوئی - اس کی قسمت میں نہ تھا - کہ لختِ جگر کو کلیجہ سے لگائے +

۲ - حسن علی ان بچّوں میں سے نہ تھا جو چاندی کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوتے ہیں

اُس نے کسی بڑی منحوس ساعت میں جنم لیا۔ جب پیدا ہوُا تو باپ کے گھر کی شمع مسرّت گل ہو گئی۔ پھر انقلاب تجارت کی وجہ سے کام بگڑ گیا۔ بنک کا دیوالہ نکل کر نقد روپیہ ڈوب گیا۔ دوکان بند ہو گئی۔ امتیازی فرق آ گیا اور رہنے کا مکان تک نیلام ہو گیا۔ مگر حسین علی نے ان مصیبتوں کا سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ اُس نے حسن علی کی خاطر پھر شادی نہ کی۔ وہ باپ تھا مگر نور بصر کے لئے ماں بن گیا۔ حسن علی تمام دن اُس کی گود میں رہتا تھا۔ اور رات کو اُس کے سینے پر سوتا تھا۔ رابعہ مرحومہ کے شوہر نے دانہ دلا۔ پنکھا کھینچا۔ رسّیاں بٹیں۔ قلیوں کا کام کیا۔ ٹانگہ چلانے کی نوکری کی۔ بیماری کے ایّام میں بھیک مانگی۔ اور حسن علی کی تمام ضروریات پُوری کیں +

آخر وہ وقت آ گیا کہ بیٹا جوان ہوُا۔ اور اُس نے انٹرنس کا سارٹیفکٹ حاصل کر کے رُڑکی کا ادنےٰ درجہ کا امتحان پاس کیا اور اتّفاق سے چھوٹتے ہی ساٹھ روپے ماہوار پر اوورسیر ہو گیا +

۳۔ دیکھنا یہ کیا تماشا ہے۔ ایک، کلہ دراز تند مزاج عورت ایک خضر صورت۔ سفید ریش۔ پیر مرد کو جس کی عمر ستر سال کے قریب ہے۔ بے نقط گالیاں دے رہی ہے۔ بوڑھا سر جھکائے کھڑا ہے۔ مگر عورت ہے کہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہے۔ بجلی کی طرح چمک رہی اور بادل کی طرح برس رہی ہے۔ بار بار کہتی ہے۔ بے ایمان بُڈھے خدا جانے تجھے موت کب آئے گی۔ روپے کا سودا منگاؤں تو بارہ آنہ کا لاتا ہے۔ ہمیشہ بیچ میں سے پیسے رکھ لیتا ہے۔ جی چاہتا ہے کہ مُوئے کا منہ جُھلس دوں نامراد یہ تو کیسا گھی لایا ہے۔ ارے چکھ کر کیوں نہ دیکھا۔ یہ تو نری چربی ہے۔ اور کڑوا نیم۔ دیکھنا! دیکھنا!! یہ کون کرسٹان باہر سے آ گیا؟ نہیں کرسٹان نہیں ہے۔ ہے تو مسلمان۔ مگر لباس انگریزی ہے۔ سر پر ہیٹ ہے۔ منہ میں ڈیڑھ بالشت کا چُرٹ اور ریل کے انجن کی طرح پھک پھک دھواں اڑا رہا ہے۔ اُس کو دیکھ کر عورت فیل مچاتی اور ٹسوے بہاتی ہے۔ تو وارد جسے گدھا زیر جل اطلس کہنا چاہیئے۔ پیر مرد سے پُوچھ رہا ہے

کہ یہ تو نے کیا فساد برپا کر رکھا ہے۔ اس پر عورت دخل در معقولات بن کر سینہ پیٹتی اور سر کے بال نوچتی ہے۔ اور کہتی ہے۔ کہ اس بُڈھے نے مجھے بہت ستایا ہے۔ میری جان عذاب میں آگئی ہے۔ اگر یہ اس گھر میں رہے گا۔ تو میرا سلام ہے۔ لو میں جاتی ہوں یہ سُن کر نو وارد اُسے پکڑ لیتا ہے۔ اور کہتا ہے تم کیسی بہکی بہکی باتیں کرتی ہو۔ تم گھر کی مالک یہ قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے۔ آج مرا کل دوسرا دن۔ پھر اُسے خوش کرنے کو بڈھے کے رُخساروں پر دوہنٹر مارتا ہے۔ ناظرین سمجھ گئے ہونگے۔ یہ پیر مرد غریب حسین علی ہے۔ یہ عورت اس کی بہو بیگم جان اور یہ نو وارد کوٹ پتلون پوش اس کا بیٹا راجہ حسن علی ہے ٭

۴۔ اب حسن علی سب ڈویژنل افسر ہے۔ کوٹھی میں رہتا ہے۔ آج اُس کے ہاں دعوت کی تیاری ہے۔ مہمان جمع ہیں۔ اچھّے اچھے کھانے تیار ہو رہے ہیں۔ خانساماں ارغوانی شراب کشتروں میں بھر رہا ہے۔ خدمتگار میز پر چادر بچھا رہا ہے۔ اور گلدستے سجا رہا ہے

مگر غریب حسین علی بھوک سے بے تاب ہے۔
اس کی انتڑیاں قُل پڑھ رہی ہیں۔ خدا کی شان
جب انسان بہت بُوڑھا ہو جاتا ہے۔ تو وہ
دوبارہ بچّہ بن جاتا ہے۔ لذیذ طعام کی خوشبو
اُسے بے تاب کر رہی ہے۔ وہ چاہتا ہے۔ کہ
خانساماں مجھے کچھ کھانے کو دے۔ مگر وہ بیگم جان
کا تابع فرمان ہے۔ اس کو کہاں مجال کہ بیوی
کے شوہر کے باپ کو بغیر اجازت ایک لقمہ
تک دے۔ حسین علی منّتیں کر رہا ہے۔ کُرتا
اُٹھا اُٹھا کر اپنا پیٹ خانساماں کو دکھاتا ہے
مگر وہ کسی طرح نہیں مانتا۔ کھسیانا ہو کر جھڑکیاں
دے رہا ہے ÷

مہمان آ گئے سب پر تکلّف کھانے چکھ
رہے ہیں۔ شراب کا دور چل رہا ہے۔ ہنسی
مذاق ہو رہا ہے۔ قہقہے کی آواز سے کمرہ گونج
رہا ہے۔ حسین علی خدّام کے حلقہ میں جو کھانا
کھلا رہے ہیں۔ کھڑا ہوا پلیٹ لاتا ہے اور
لے جاتا ہے۔ کانٹے اور چھُریاں اُٹھاتا ہے
اور رکھتا ہے۔ اور نظر حسرت سے طعام کی
طرف دیکھ رہا ہے۔ ایک مہمان نے اُسے دیکھ
کر کہا۔ مسٹر حسن علی یہ بڈھا آپ کا قدیمی ملازم

معلوم ہوتا ہے - میزبان نے ہنس کر کہا - کہ جی ہاں - اور کوئی نیا مضمون چھیڑ دیا - مہمان اور میزبان کھانا کھا چکے - وہ اب ڈرائنگ روم میں ہیں - اور چہ میگوئیاں ہو رہی ہیں حسن علی اس وقت کا منتظر تھا - اُس نے خدام کی نظر بچا کر ایک پلیٹ جس میں کباب کے جوٹھے ٹکڑے اور چورہ بھورا تھا - اُٹھا لی ہے - اور غسل خانہ میں کھڑا ہو کر کھا رہا ہے - اور چٹخارے لے رہا ہے +

سوالات

۱ - حسین علی کی حالت بیٹا ہونے سے پہلے کیسی تھی ؟

۲ - اولاد کے لئے اُس نے کیا کیا چارہ جوئی کی کیا اچھا کیا ؟

۳ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

کم فہم - ہمزاد - بھنور - قلزم - قدر عافیت - کشتگان اجل - کنج لحد - ملکۂ عدم - بازار وجود دردِ زہ - منحوس ساعت - اور سیر - جھلس - بہکی بہکی - خنزیر صورت +

۴ - ذیل کے فقروں کی تشریح کرو اور محل استعمال بتاؤ :-
اپنی نیند سوتے اور اپنی نیند جاگتے تھے + جَو فروش گندم نما + پہلی بسم اللہ یہ ہوئی + چاندی کا چمچہ منہ میں لے کر پیدا ہوتے ہیں + شمع مسرت گُل ہو گئی + انقلاب تجارت + سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا + بے نقط گالیاں دے رہی ہے + فیل مجانی اور ٹٹوے بھاقی +
۵ - جب مہمان کھانا کھا رہے تھے - تو میزبان نے قابل نفرت بات کیا کی ؟

سوزِ دل

پھر دل سوختہ مصروفِ فغاں ہوتا ہے
ذکر سوزِ غم و اندوہِ نہاں ہوتا ہے
کچھ خبر ہے تجھے شمشان کو جانے والی
سوزِ فرقت سے بُرا حال یہاں ہوتا ہے
خالقِ پاک، تری روح کو ٹھنڈا رکھے
محوِ فریاد ترا سوختہ جاں ہوتا ہے

صبحدم یاد مجھے تیری چتا آتی ہے
شعلۂ سُرخ جو مشرق میں عیاں ہوتا ہے
اور ہر شام تری رونقِ طلعت کے بغیر
غمکدے میں مرے وحشت کا سماں ہوتا ہے
میری آہوں سے بُوئے داغِ جگر آتی ہے
لختِ دل ساتھ لئے اشک رواں ہوتا ہے
اب مرے واسطے ہے گلشن عالم گلخن
ہر گل تر پہ شرارے کا گماں ہوتا ہے
آنچ سے آتشِ ہجراں کی ہوئی وہ صورت
جیسے تفتیدہ کوئی برگ خزاں ہوتا ہے
پھیل جاتی ہے سرِ شام جو دھندلاہٹ سی
مہ جبیں وہ مری آہوں کا دھوآں ہوتا ہے
یہ نہیں رنگِ شفق اوج فلک پر جا کر
نفسِ گرم میرا شعلہ فشاں ہوتا ہے
آستیں میں ہے نہ دامن میں لگی ہے دل میں
عزم کس سمت کا اے اشک رواں ہوتا ہے
تپش داغ سے آتی ہیں وہی کام آہیں
آگ پہ جو اثرِ بادِ دِماں ہوتا ہے
کتنا جلانا تو مجھے شمع بنایا ہوتا
یا وہ پروانہ جو محفل میں تپاں ہوتا ہے
مجمرِ دہر میں کیا خوب ہے مقسوم سپند

یہ سلگنے کا عذاب اس کو کہاں ہوتا ہے
آج محروم نکالے ہیں بہت گرم اشعار
دل جلوں کا یہی اندازِ بیاں ہوتا ہے
تلوک چند محروم بی۔اے

سوالات

۱ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
جگر۔ سپند۔ گلخن۔ شمشان +
۲ - شعلۂ سُرخ سے شاعر کا کیا مطلب ہے ؟
۳ - یہ نظم شاعر نے کس کی یاد میں لکھی ہے ؟
۴ - شفق اور اُفق میں فرق بتلاؤ +
۵ - مصروفِ فغاں سے کیا مراد ہے ؟

نقد سودا

(۲)

۱۔ آخر وہ وقت آ گیا۔ جس کے لئے بیگم جان مدّت سے بے صبری کے ساتھ بیقرار تھی حسین علی کو ٹھی کے اس حصّہ میں جو خدّام

کے لئے مخصوص ہے - ایک کوٹھڑی میں معمولی
چار پائی پر جس پر پُرانی دری بچھی
اور میلا چکٹا ہوا تکیہ رکھا ہے لیٹا
فرزند کا اُتار یعنے پُرانا کوٹ جس کی آستینیں
مسکی ہوئی ہیں - اور بوسیدہ پتلون جو گھٹنوں
کے مقام پر دریدہ ہے - کھونٹی پر لٹک رہے
ہیں - وہ اس وقت ولایتی کمبل جو شاید
بیس جاڑے دیکھ چکا ہے - اور اب بد رنگ
ہو رہا ہے اوڑھے ہے - اور اس پر نزع
کی حالت طاری ہے - آنکھیں پتھرائی ہوئی
ہیں - ہچکیاں آ رہی ہیں - وہ فرشتوں کا معتقد
تھا - مگر اب اُن کی خفگی ادا ہو چکی ہے - وہ
مقدس ہستی جسے ہم خدا کہتے ہیں - عالم الغیب
ہے - وہ ہماری بہتری اور بھلائی خوب سمجھتا
ہے - پس ہم جو نتائج سے ناواقف ہیں - جب
اُس کے احکام پر اظہار رنج و ملال کرکے
زبانِ شکوہ دراز کرتے ہیں - اور اُس کے
نظام عمل کو ناقص سمجھتے ہیں - تو فرشتے ناراض
ہو جاتے ہیں - اور ہماری خواہشوں کو پورا کر
دیتے ہیں - آہ انجام کار ہمیں معلوم ہوتا ہے
کہ ہم غلطی پر تھے - اس وقت ہم پچھتاتے

ہیں۔ لیکن پچھتانے سے کچھ نہیں بنتا حسین علی معتوب تھا۔ اُس سے فرشتے ناراض تھے لیکن جب وہ اپنے گناہ کا کفارہ دے چکا۔ تو اُس کے لئے بہشت کے دروازے پھر کھل گئے۔
حسین علی پر سکرات کی حالت حاوی تھی۔ اُسکا فرزند جسے اُس نے متّبنیٰ مان کر اور ایمان بیچ کر لیا تھا غیر حاضر ہے۔ اُس نے دوردہ سفر حج کے لئے مقدّم سمجھا ہے۔ اس کی بہو اپنے کمرے میں کھڑی ہوئی پھبتیاں کس رہی ہے۔ ہنستی ہے تالی بجاتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ اگر ہم ہندو ہوتے۔ تو آج ہم باجہ بجواتے اور بڈھے کو تزک و احتشام کے ساتھ گھی اور صندل میں جلاتے۔ البتّہ حسن علی کے ملازم مغموم ہیں۔ اور ایک دو جو اُن میں رقیق القلب ہیں آب دیدہ ہو رہے ہیں کاش بیگم جان کی فانی آنکھیں جن پر رعونت کی پٹی بندھی ہوئی ہے۔ نور حقیقت سے منوّر ہوتیں تو وہ دیکھتی۔ کہ اُس کے خسر کے چہرے پر عجیب قسم کا جلال ہے۔ فرشتے بہشتی گلاب چھڑک رہے ہیں۔ اور رابعہ سبز لباس میں اپنے شوہر کے سرہانے کھڑی

ہے اور کہتی ہے - کہ میرے سر تاج چل - میں تجھے لینے آئی ہوں +

۲- حسین علی کو پیوند خاک ہوئے - پچیس سال ہو گئے - جہاں وہ دفن ہوا تھا - وہاں اب قبر کا نام و نشان تک نہیں رہا - مرحوم کی قبر بھی خاک میں مل گئی - آہ حسن علی نے حرام کی کمائی سے ایک عالی شان کوٹھی تو بنوا لی - لیکن اتنی توفیق نہ ہوئی - کہ باپ کی پکّی قبر کی سال بسال مرمّت ہو جاتی - مرنے کے بعد کون کسی کو یاد کرتا ہے سہ

کیا فلک ٹوٹ پڑا بعد فنا بھی مجھ پر
بیٹھی جاتی ہے دبی جاتی ہے تربت میری

پانچ سال سے حسن علی خانہ نشین ہے - قبل از وقت پنشن لیلی ہے - اور پنشن اس لئے لے لی ہے - کہ آنکھیں ککروں اور موتیا بند کی وجہ سے خراب ہو چکی ہیں - بہت علاج کیا - سرمے استعمال کئے - ممیرا ڈالا - آنکھیں بنوائیں لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا - آفتاب بصارت کو مکمّل گہن لگ گیا - کسوف مطلق سے دُنیا تاریک ہو گئی - اور شمع مسرت گل ہو گئی - وہ دولت جو اُس نے رشوت لے کر اور لوگوں کے حقوق

چھین کر کمائی تھی۔ موجود ہے۔ لیکن زندگی
وبال ہے۔ کانٹوں کا بستر ہے۔ بیگم جان کو
اس کی راحت و آرام کی کچھ پروا نہیں۔
اب وہ سرد مہر خدّام کا دست نگر ہے۔
جو گھر والی کا رُخ دیکھ کر گستاخ اور بے
ادب ہیں۔ اُس کی ضروریات کی طرف کوئی
توجّہ نہیں کرتا۔ اور بے قدری کا یہ عالم
ہے۔ کہ اُسے بد مزہ کھانا جسے راتب کہنا
چاہیئے۔ بے وقت ملتا ہے +

۳۔ حسن علی کا صرف ایک بیٹا ہے۔ اور
اب جوان ہے۔ مگر فرعون بے سامان۔ انتہا کا
بد دماغ۔ مغرور اور سرکش۔ اپنے آپ کو پر
سُرخاب اور شاخِ زعفران سمجھتا ہے۔ معمولی تعلیم
ہے۔ نام دیانت علی ہے۔ مگر برعکس نہند نام
زنگی کافور۔ تمام جہان کے عیب اُس میں موجود
ہیں۔ شراب اس طرح پیتا ہے۔ جیسے مچھلی پانی۔
جوا ہر روز کھیلتا ہے۔ شرابی اسے دھادت
شرابی۔ جواری اسے کال جواری۔ مدکی اسے
گورو گھنٹال۔ چانڈو باز اسے پیر و مرشد کہکر
پُکارتے ہیں۔ بیگم جان۔ جو اپنے شوہر پر حاوی
ہے۔ اور جس کے سامنے حسن علی بھیگی بلی بن

جاتا ہے۔ اس سے دبتی ہے۔ وجہ یہ ہے۔ کہ دیانت علی کسی سے نہیں ڈرتا۔ کئی بار ماں کو کفشکاری کر چکا ہے۔ اور اندھے باپ کا فرق دان سیلانے کو ہر وقت مستعد ہے۔
۴۔ سہ پہر کا وقت ہے۔ اور داروغہ آبکاری سب انسپکٹر پولیس کے ساتھ حسن علی کے مکان کی تلاشی لے رہا ہے۔ کسی نے مخبری کر دی ہے۔ کہ دیانت علی کوکین کھاتا اور بیچتا ہے۔ دیانت موجود ہے اور غرّا رہا ہے۔ اور دیدے لال کر کے داروغہ کو کہتا ہے۔ کہ تم نے ناحق میری آبرو ریزی کی ہے خبردار رہنا ضرور سمجھوں گا۔ تلاشی میں کچھ برآمد نہیں ہؤا۔ بھلا نکلتا کیا خاک۔ دیانت جیسے کائیاں اور عیّار جو راہ چلتے کی آنکھ سے کاجل چُرائیں اور ہتھیلی پر سرسوں جمائیں پولیس کے جال میں کم پھنستے ہیں +
۵۔ پولیس اپنا سا منہ لے کر خالی ہاتھ جا چکی ہے۔ بیگم جان اور حسن علی اس رسوائی اور جگت ہنسائی پر بہت برافروختہ ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ ہماری ناک کٹ گئی۔ ہم لوگوں میں مُنہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔ تلاشی

شریفوں کے گھر کی کبھی نہیں ہوتی - یہ صرف لُقّوں - لُچّوں - شہدوں اور اُٹھائی گیروں کا حصہ ہے - افسوس اس فرزند ناہموار نے ہمیں کہیں کا نہ رکھا - سچ ہے نالائق اولاد سے سانپ بہتر ہے - دیانت جیسے ماں باپ کے بیجا لاڈ نے سر چڑھا دیا تھا - پہلے ہی پولیس کی حرکت سے بد مزہ ہو رہا تھا - اسے کہاں تاب تھی کہ اندھے باپ کی زبان سے اپنی شان میں یہ ناشائستہ کلمے سُنتا - فوراً جامہ سے باہر ہو گیا - اس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا - اُس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ - بڑھ کر اندھے باپ کو گردن سے پکڑ لیا اور اس کے رخساروں پر دو تھپڑ اس زور سے مارے کہ دانتوں سے خون بہنے لگا - حسن علی کی اندھی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اور وہ کہہ رہا تھا -

؎ کیا خوب سودا نقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

(خان احمد حسین خان)

سوالات

۱- حسین علی کا حالت نزع کا فوٹو اپنے الفاظ میں بیان کرو ؛

۲- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-

دریدہ-مسکی ہوئی- عالم الغیب- نظام عمل معتوب- رعونت- نور حقیقت- کھرے- موتیا بند- ممیرا- کسوف مطلق- رشوت- گورو گھنٹال- پیر و مرشد- رقیق القلب +

۳- ذیل کے فقروں کی تشریح کرو:-

پھبتیاں کس رہی ہے + اپنے آپ کو پر سُرخاب اور شاخ زعفران سمجھتا ہے + برعکس نہند نام زنگی کافور + دھاوت شرابی- کال جواری + بھیگی بلّی بن جاتا ہے + جامہ سے باہر ہو گیا + راہ چلتے کی آنکھ سے کاجل چُرانا + ہتھیلی پر سرسوں جمانا +

۴- سکرات کے عالم سے کیا مراد ہے +

۵- اس کہانی سے مصنف نے کیا سبق پڑھایا ہے؟



کُشتی

کس چکا کاچھ کے تنئیں جس دم
پھر ہوا سامنے بجا کر خم
مرزا نے دبیچ بنا قدم گاڑا
لونڈے کو ڈھاک پہ چڑھا مارا
پنجے لینے کا مرزا نے کر ٹھاٹھ
کیا لونڈوں پہ وہیں ہی دھوبی پاٹ
چاہیے تھا رانوں میں اُسے جکڑا
لونڈے نے دونوں ہاتھ پکڑا
کر کلا زنگ دے بغل کے بیچ
کیا کیا اُس کو دکھلائے اونچ اور نیچ
دھنس کے پٹھوں میں پھر اُٹھا کے چپٹ
کہا کہ اب کے چت کروں یا پٹ
کشتی کا لونڈے کو پڑا جو مزا
کہا جو جس طرح سے تیری رضا
بولے مرزا بُرا نہ مانو گے
اپنا اُستاد مجھ کو جانو گے

سودا

سوالات

۱۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ اور اُن کی تشریح کرو :۔

کاپچھ ۔ ٹھاٹھ ۔ دھوبی پاٹ ۔ ڈانکیم *

۲۔ شاعر نے کشتی کی اصطلاحات سے کس کس داؤ پیچ کا نام لیا ہے ؟

۳۔ کلازنگ کسے کہتے ہیں ۔ صراحت کرو ؟

پلیگ یا طاعُون

طاعون بہت پرانا مرض ہے ۔ یہ وہی بلا ہے ۔ جو بنی اسرائیل کے زمانے میں مصر پر نازل ہوئی تھی ۔ اور پھر ۶۲۹ء میں شام و مصر و عراق میں اس نے ہنگامۂ محشر برپا کر دیا ۔ یہ خوفناک متعدّی مرض ہندوستان میں قریباً چونتیس سال سے پھیلا ہوُا ہے ۔ یہ وبا ہانگ کانگ واقعہ ملک چین سے ۱۸۹۶ء میں بمبئی میں آیا اور وہاں سے تمام ہندوستان میں پھیل گیا ۔ ہر

سال اس سے لاکھوں جانوں کا نقصان ہوتا ہے
اس کے کیڑے - غذا - پانی - تنفس یا جلد بدن
کے راستہ داخل ہو کر خون میں شامل ہو جاتے
ہیں *

۲- ڈاکٹروں نے یہ فیصلہ دیا ہے - کہ چوہوں
سے یہ مرض پھیلا ہے - چوہے ذکی الحس ہیں -
اور مرطوب زمین کے اندر سوراخوں میں رہتے
ہیں - اس لئے جلد اس کا اثر قبول کر لیتے ہیں -
اور یا تو سوراخوں کے ہی اندر مر جاتے ہیں -
یا پھول کر باہر مرتے ہیں - ان سے یہ کیڑے
انسانوں میں آتے ہیں - پورا اثر انسانوں پر دو
دن سے لے کر آٹھ دن تک ہوتا ہے - اور جسم
انسانی اس کے حملے سے کم سے کم چھ گھنٹے بعد
زیادہ سے زیادہ پندراں دن تک متأثر رہتا
ہے - یہ مرض پرندوں اور جیوانوں کو بھی نہیں
چھوڑتا - یہ مرض چوہے پیدا نہیں کرتے - بلکہ
اسے پھیلاتے ہیں - اس لئے چوہوں کو بطور
حفظ ما تقدم مرواتے ہیں - طاعونی پسو جو طاعون
زدہ چوہوں پر رہتے ہیں - اس مرض کا باعث
ہیں *

۳- اگر کسی مکان میں چوہوں کی کثرت ہو

اور وہ وہاں سے یکایک غائب ہو جائیں۔ تو سمجھو۔ کہ طاعون کی آمد ہے۔ سب سے بہتر تدبیر اس مرض سے بچنے کی یہ ہے۔ کہ آبادی سے باہر کھلی اور اونچی جگہ پر مقام کیا جائے۔ کھانے پینے کی اشیا طاعون زدہ مقام سے نہ منگائی جائیں۔ صفائی کا خاص اہتمام رہے۔ اگر مکان چھوڑنا ناممکن ہو۔ تو اُسے ڈس انفکٹ کرایا جائے۔ ننگے پاؤں پھرنا خطرناک ہے۔ طاعونی پسّو ننگے پاؤں پر چڑھ کر کاٹتے ہیں۔ گندھک۔ لوبان۔ گوگل یا نیم کے پتّوں کی دُھونی دی جائے۔ فنائل موری۔ پاخانہ غسل خانہ میں برابر استعمال ہو۔ مکان کا وہ حصہ جس میں نمی رہتی ہو یا روشنی کا گُذر نہ ہو قطعی چھوڑ دینا چاہیئے ٭

۴۔ طاعون کئی طرح سے ہوتا ہے۔ کبھی کان کے پیچھے یا ران کی جڑ میں یا بغل کے نیچے گلٹی نکلتی ہے۔ اس میں سوزش ہوتی ہے۔ اور پھر بخار ہو جاتا ہے۔ کبھی پہلے بخار ہوتا ہے پھر گلٹی نکلتی ہے۔ کبھی گلٹی نہیں نکلتی اور بخار ہوتا ہے۔ کبھی نمونیا کی طرح سینے میں درد ہو کر بخار آنے لگتا ہے۔ کبھی دستوں کے ساتھ بخار ہو جاتا ہے۔ جس میں گلٹی نکلے اُسے بیوبانک

اور جس میں نمونیا ہو جائے اُسے نیو مانکس پلیگ کہتے ہیں۔ آخر الذکر نہایت مہلک ہے۔ اگر مکان میں کوئی شخص مبتلائے طاعون ہو جائے۔ تو اس کمرے میں تندرست آدمیوں کی آمد و رفت نہ ہونی چاہیئے۔ صرف دو ایک ہوشیار آدمی تیمار داری کے لئے رہیں۔ مریض کے استعمال کی کل چیزیں علیحدہ کر دو۔ تیمار دار مریض کو دوا لگا کر یا پلا کر فوراً کار بالک یا مرکری سوپ سے ہاتھ دھو لے۔ روزانہ نہا کر لباس تبدیل کرتا رہے۔ خوف و ہراس کو پاس نہ آنے دے۔ اگر مریض اچھا ہو جائے۔ تو وہ فوراً دوسری جگہ جہاں آب و ہوا عمدہ ہو چلا جائے اُس کے تمام کپڑے جو حالت مرض میں استعمال کئے گئے تھے۔ جلا دو۔ دھات یا چینی یا شیشے کے برتن اچھی طرح صاف کروا کے علیحدہ رکھوا دو۔ مریض کا کمرہ ڈس انفکٹ کرنے کے بعد مقفل کر دو۔ اگر کسی مریض کے ہاں تیمار داری یا عیادت کے لئے جاؤ۔ تو موزے اور جوتے پہنے رہو۔ ہاتھ اور مونہہ پر کار بالک آئل یا روغن زیتون مل کر جاؤ۔ واپس آؤ تو جوڑا کپڑے بدل ڈالو۔ کار بالک

صابن مل کر نہاؤ۔ اور فوراً کپڑے دھوبی
کو دے دو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایک
کوٹھے میں رکھ کر اُن پر فنائل چھڑک دو
۵۔ اس مرض سے بچنے کے لئے سب
سے بہتر چیز جو اس وقت تک مفید قرار
دی گئی ہے۔ وہ طاعونی ٹیکہ ہے۔ ڈاکٹر
کہتے ہیں۔ کہ ٹیکہ کرانے والے اس مرض میں
مبتلا نہیں ہوتے۔ اگر کسی کو ہو بھی جائے
تو مرض خفیف ہوتا ہے۔ ٹیکہ بیشک مفید
معلوم ہوتا ہے۔ مگر اس میں چند احتیاطوں
کی سخت ضرورت ہے۔ مثلاً ایسے وقت ٹیکہ
لگوانا چاہیئے۔ جبکہ وبا کے پیدا ہونے کا
احتمال ہو۔ کمزور آدمی اور چھوٹے بچے
حاملہ عورتیں اور جو لوگ امراض دماغ۔ امراض
دل۔ امراض گردہ۔ امراض شُش میں مبتلا
ہوں اُنہیں ٹیکا ہرگز نہ لگاؤ۔ اور عین اُس
وقت جبکہ طاعون آبادی میں اچھی طرح
پھیل گیا ہو یا زوروں پر ہو ٹیکا مت
لگاؤ۔ ٹیکہ لگانے کے بعد اگر حرارت ہو
جائے تو پریشان نہ ہو۔ معمولی دافع حرارت
ادویات استعمال کرو۔ جہاں تک ہو سکے

قبض سے بچو۔ جسمانی اور دماغی محنت سے پرہیز کرو۔ غذا ہلکی اور زود ہضم۔ مثلاً دودھ اور شوربہ۔ آش جو۔ ساگو دانہ۔ ارا روٹ وغیرہ استعمال کرو۔ سب سے بہتر علاج یہ ہے۔ کہ وبائی مقام سے آمد و رفت کا سلسلہ منقطع کر دو +

سوالات

۱۔ طاعون کی علامتیں بیان کرو۔ یہ مرض کیسے پھیلتا ہے ؟

۲۔ طاعون سے بچنے کی کیا کیا تدبیریں کرنی چاہئیں ؟

۳۔ ٹیکا کس حالت میں منع ہے ؟

۴۔ ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو :۔
بنی اسرائیل ۔ تنفس ۔ جلد بدن ۔ حفظ ماتقدم
بیو بانک ۔ نیو مانک +

۵۔ طاعون کا بہترین علاج کیا ہے ؟

مثالِ زندگی

تارا فلک سے جیسے گرے کوئی ٹوٹ کر
اور گرتے ہی نظر سے ہو غائب زمین پر
یا جیسے گرم سُرعت پرواز ہو عقاب
یا موسمِ بہار کا اُٹھتا ہوا شباب
یا جیسے گل پہ صبح کو شبنم ہو قطرہ ریز
یا جیسے باد تند ہو طوفان موج خیز
یا جیسے سطحِ آب پہ اُبھرے کوئی حباب
یوں ہی بشر ہے دہر میں تصویرِ انقلاب
آیا اِدھر نسیم کا جھونکا اُدھر نہ تھا
پانی میں بلبلا اِدھر اُبھرا اُدھر نہ تھا
شبنم اُڑی نظر جو پڑی آفتاب کی
پرواز تھی نہ چشم زدن میں عقاب کی
آئی خزاں تو موسمِ گل کا نشاں نہ تھا
تارا گرا تو گر کے تجلّی فشاں نہ تھا
آئی قضا نمودِ وجودِ بشر نہ تھی
تھی اِک طلسمِ ہستی وجودِ بشر نہ تھی

(شاد۔ بجواڑیہ)

سوالات

۱- آسمان سے جب تارا ٹوٹتا ہے۔ تو معلّم لوگ کیا خیال کرتے ہیں۔ کیا اُن کا وہم درست ہے؟

۲- طلسم سے کیا مراد ہے۔ انسانی ہستی کو اس سے کیوں نسبت دی گئی ہے؟

۳- پرواز عقاب میں کیا خصوصیت ہے؟

۴- اس شعر کا مطلب بیان کرو:-

شبنم اڑی نظر جو پڑی آفتاب کی
پرواز تھی نہ چشم زدن میں عقاب کی

بچّوں میں دلیری

کچھ عرصہ ہوُا کہ گورنر برٹش کولمبیا نے ہمارے شاہنشاہ کی جانب سے بہادری کے دو تمغے اس ملک کے دو بچّوں کو عطا کئے تھے۔ ان بچّوں کی غیر معمولی دلیری کے حالات مندرجہ ذیل پڑھو کہ امید ہے آپ محظوظ ہونگے:-

ان میں ایک لڑکی ڈورین عمر میں گیارہ سال تھی۔ جو لارڈ ایشپرنہم کی پوتی تھی۔ اور دوسرا انیتھنی عمر میں آٹھ سال رمسز خاور کا لڑکا تھا ۲۳۔ دسمبر ۱۹۲۲ء کی دوپہر کے وقت قصر ایشپرنہم واقعہ جزیرہ وینکور سے یہ دونو بچے اپنی سواری کے یابوؤں کی تلاش میں نکلے وہ محل سے آدھے میل کے فاصلے پر چراگاہ میں چر رہے تھے۔ یہ فاصلہ قریب قریب طے کر چکے تھے۔ کہ راستہ کے موڑ پر یکایک انہوں نے دیکھا کہ ایک چیتا اُن سے تین گز کے فاصلہ پر بیٹھا ہوُا ہے۔ چیتا فوراً غرّانے لگا۔ اور قبل اس کے کہ یہ بچّے بھاگ سکیں۔ ان پر جھپٹا اور لڑکی کو اوندھا گرا کر اس کی پیٹھ کے کپڑے پھاڑنے لگا۔ انیتھنی پکارا کہ تم چپ چاپ لیٹی رہو اور گھبراؤ نہیں۔ میں تمہارے چھڑانے کی تدبیر کر رہا ہوں۔ چیتے کے پیچھے ایک اُونچا ٹیلا تھا۔ اس پر چڑھ کر وہاں سے چیتے کی پیٹھ پر انیتھنی کود پڑا اور اس طرح اُس پر سوار ہوُا۔ کہ اُس کے بوجھ سے چیتا ایک طرف کو جھنک کر لیٹ گیا اور یہ موقعہ پا کر ڈورین کھڑی ہو گئی۔ اب

چیتا کھسیانا ہو کر غرّانے لگا - تو ان بچوں نے اپنے بابوؤں کی لگاموں سے جو اُن کے ہاتھوں میں تھیں۔ اس پر حملہ کیا۔ چند منٹ تک اس طرح لڑائی جاری رہی - تو چیتے نے لپک کر انیتھنی کے منہ پر ایک طمانچہ ایسے زور سے مارا - کہ انیتھنی اوندھا گر پڑا اب چیتے نے جھپٹ کر اُس کو دبا لیا - اور اپنے پنجے سے اُس کے سر کے بال اور کھال نوچنے لگا - باوجود اس مصیبت میں گرفتار ہونے کے اس دلیر بچے نے ڈورین سے پکار کر کہا - کہ تم بھاگ جاؤ - ڈورین اگر چاہتی تو اس موقعہ پر بھاگ کر اپنی جان بچا سکتی تھی - اور اسی طرح چیتا جب ڈورین پر جھپٹا تھا - تو انیتھنی بھاگ کر بچ سکتا تھا - مگر اپنی حفاظت کا خیال دونوں میں سے ایک کو بھی نہ آیا - اپنے ساتھی کو بچانے کے لئے اب ڈورین نے چیتے کو لگام اور مکوں سے مارنا شروع کیا - مگر جب اُس نے دیکھا کہ ان کا اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا اور انیتھنی کا کام تمام ہوا جاتا ہے - تو اُس نے نہایت دلیری سے اپنی باہنہ چیتے کے منہ میں ڈال دی - انیتھنی کے سر کی کھال چیتے نے بہت

سی اُدھیڑ دی تھی۔ مگر اب اُس نے مجبور ہو کر
انیتھنی کو چھوڑ دیا۔ ڈورین نے قریب پہنچ
کر دیکھا۔ تو چیتے کی ایک آنکھ پھوٹی ہوئی تھی۔
دوسری کو اب ڈورین نے دوسرے ہاتھ کے
ناخن سے پھوڑنا شروع کیا۔ چیتے نے آنکھ کی
تکلیف کے باعث ڈورین کی بانہہ چھوڑ دی
مگر اب اُس کی آتش غضب اور تیز ہو گئی۔
اور وہ پھر ان دونو پر حملہ کرنے کو کھڑا
ہو گیا۔ چیتا اگرچہ بالکل اندھا نہیں ہوا تھا۔ مگر
اب اُس کو غالباً دُھندلا نظر آتا تھا۔ دوسرے
وہ اپنی آنکھ کی تکلیف سے مجبور تھا۔
اس لئے اب وہ بچوں کو چھوڑ کر چلا گیا۔
انیتھنی اور ڈورین دونو کی حالت اب خطرناک
تھی۔ انیتھنی کے جسم سے بہت سا خون نکل گیا
تھا۔ اور اُس کے زخم سخت تکلیف دہ تھے۔ اس
کے سر کی کھال لٹکنے لگی تھی۔ اور اس کی پیٹھ
اور چہرے کو چیتے نے اپنے پنجہ سے بُری طرح
زخمی کیا تھا۔ بمشکل تمام لوگ ان بچوں کو گھر
لائے اور ڈاکٹر کو بلایا۔ تو اُس نے بارہ جگہ
انیتھنی کے جسم پر ٹانکے لگائے۔ ڈورین کی
بانہہ بھی زخمی تھی۔ وہ تو چند روز میں اچھی

ہو گئی۔ لیکن انیتھنی کئی ہفتہ تک ہسپتال میں رہا۔ ان بچوں کی مرہم پٹی کے بعد لوگ چیتے کی تلاش میں نکلے۔ تو دیکھا کہ جہاں ان بچوں کو اس نے زخمی کیا تھا۔ اسی مقام پر کھڑا ہوا ان زخموں کا خون چاٹ رہا ہے۔ فوراً گولی سے مار دیا گیا۔ پیمائش کی گئی تو اس کا طول ناک سے لے کر دم کی نوک تک چیتا۔ دو گز اور پونے دو فٹ تھا ٭ شیدانی

سوالات

۱۔ دلیری کے کیا معنے ہیں ؟

۲۔ چیتا کس قسم کا جانور ہے۔ اس کا حلیہ بیان کرو ؟

۳۔ ذیل کے الفاظ اپنے فقروں میں استعمال کرو :-

طمانچہ ۔ کھال ۔ پھوڑنا ۔ جھپٹا ۔ اوندھا ۔ دُم ۔ زخم ٭

۴۔ چیتے یا شیر یا بلی کی آواز کو جب وہ غصہ میں ہو۔ کیا کہتے ہیں ؟

معیارِ تعلّقات

یار بھی دُنیا میں ہیں اغیار بھی
گل بھی ہیں زیبِ گلستاں خار بھی
حسن افروزِ بہارِ زندگی
رونقِ لیل و نہارِ زندگی
کوئی لیکن رازدانِ دل نہیں
شمع روشن ہے مگر محفل نہیں
جس کو ہو احساسِ کیفیّاتِ دل
جس کا دل ہو مرکزِ جذباتِ دل
اہلِ دل اِس طرح کا کوئی نہیں
صاحبِ صدق و صفا کوئی نہیں
مدّعی دوستداری ہیں بہت
پختہ مغزِ رسمِ یاری ہیں بہت
بعض مصروفِ دل آزاری بھی ہیں
خواستگارِ ذلت و خواری بھی ہیں
میری نظروں میں یہ دونو ایک ہیں
نیک۔ بد ہیں یعنی اور بد نیک ہیں
کیونکہ مقصد کا توافق ان میں ہے

ایک پنہانی تعلّق ان میں ہے
مستتر اغراض ہیں جذبات میں
الفت و نفرت ہیں محسوسات میں
جس قدر یک رنگیٔ اغراض ہے
یعنے ہم آہنگیٔ اغراض ہے
ہے اُسی نسبت سے باہم ارتباط
کچھ زیادہ ہے نہ ہے کم ارتباط
کیوں نہ پھر سب سے کنارا کیجئے
ترکِ این و آں گوارا کیجئے
یہ خصوصیّات فرضی چھوڑ کر
تار و پودِ مکر و فن کو توڑ کر
پیکرِ نا آشنا بن جائیے
ہستیٔ بے مدّعا بن جائیے
(ارشد تھانوی)

سوالات

۱- شاعر نے دوستوں کو کس سے تشبیہ دی ہے - اور غیروں کو کس سے اور کیوں ؟
۲- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
تار و پود - پیکر - این و آں - ارتباط -

پختہ مغز ÷

۳- کیفیات دل و جذبات دل کی تشریح کرو ÷
۴- اس شعر کو حل کرو ـ

مستتر اغراض ہیں جذبات ہیں
اُلفت و نفرت ہیں محسوسات ہیں

کابلی والا (۱)

(ٹیگور کی کہانی کا ترجمہ)

میری بیٹی مُنّی پانچ برس کی تھی - ہر گھڑی کچھ نہ کچھ بولتی رہتی تھی - اپنی زندگی میں شاید وہ ایک منٹ بھی خاموش نہ بیٹھی ہو - اس کی ماں تو اس سے بہت دق رہا کرتی - مگر میں اُس سے بہت خوش رہتا تھا - مُنّی کا چپ رہنا خلافِ عادت تھا - اور ہم دونو کی بات چیت بہت پر لطف اور بھلی معلوم ہوتی تھی ÷

ایک روز کا واقعہ ہے۔ کہ میں اپنے ناول کے سترھویں باب میں مشغول تھا۔ کہ مُنّی یکایک میرے کمرے میں آ گئی۔ اور اپنے ہاتھ کو میرے ہاتھ پر رکھ کر لگی پوچھنے ہاں پتا! رام دیال ورما کوّا کو کو وا کیوں کہتا ہے۔ کیا کچھ جانتا بوجھتا بھی ہے یا نہیں؟ میں ابھی کچھ کہنا چاہتا تھا۔ کہ وہ فوراً دوسری بات پر آ گئی اور ایک طفلانہ سادگی کے ساتھ پھر پوچھنے لگی۔ اچھا بابا! بھولا تو کہتا ہے۔ کہ بادل میں ایک ہاتھی ہے اور جب وہ سونڈ سے پانی پھینکتا ہے۔ تو پانی برستا ہے۔ یہ کیسے؟ میں اس کا جواب دینے ہی کو تھا کہ وہ فوراً دوسرا سوال لے دوڑی اور لگی پوچھنے۔ بتائیے کہ اماں آپ کی کون ہوتی ہیں؟

اس پر میں بولا "منّی جاؤ۔ جا کر بھولا کے ساتھ کھیلو۔ میں کام کر رہا ہوں +

میرا کمرہ سڑک کے آمنے سامنے تھا۔ مُنّی میرے پاس بیٹھی بیٹھی آہستہ آہستہ اپنا باجا بجا رہی تھی۔ اس وقت میں اپنے ناول کے اس حصہ میں مشغول تھا۔ جس میں ہیرو

پر تاپ سنگھ کنچنٹلا ہیروائن کو پکڑے محل کے
تیسرے درجے سے بھاگ جانے والا تھا۔ کہ
یکا یک کھیل چھوڑ کر دروازے کی طرف
کابلی والا کابلی والا چلّاتی ہوئی دوڑی۔ دیکھتا
ہوں تو در اصل ایک کابلی میلے کچیلے کپڑے
پہنے کندھے پر ایک بڑا تھیلا لادے اور
ہاتھوں میں انگور کے بکس لئے سڑک پر جا
رہا ہے۔ اس دیو زاد انسان کو دیکھ کر مُنّی
کا کیا حال تھا۔ کہہ نہیں سکتا مگر وہ لگاتار
اور زور زور سے پکارتی رہی۔ مجھے
خوف تھا۔ کہ اگر وہ اِدھر آیا۔ تو میرا سترھواں
باب ختم نہیں ہو سکتا۔ اتنے میں اِدھر مُڑا
اور اِس بچّی کو ایک انداز سے دیکھنے لگا۔
بچّی اُس کو دیکھ کر سہم گئی۔ اور وہ بھاگی
اور بھاگ کر امّاں سے جا لپٹی۔ اس کی ماں
تو یہ سمجھی۔ کہ اس شخص کے تھیلے میں مُنّی
جیسی کئی ننھے بچّے بچّیاں بند ہیں۔ اتنے میں
وہ شخص دروازے سے اندر آیا۔ سلام کیا اور مسکرا کر
بیٹھ گیا۔ کچھ چیزیں میں نے خرید کیں اور
اُس کے بعد امیر عبد الرّحمٰن روسیوں۔
انگریزوں اور سرحدّی معاملات کے متعلق

گفتگو ہوتی رہی۔ جب جانے لگا تو اس نے پُوچھا۔ کہ وہ چھوٹی لڑکی کہاں ہے۔ مُنّی کا خوف دُور کرنے کے لئے مَیں نے اس کو بُلایا وہ آئی اور میری کُرسی کے پاس ہی کھڑی کھڑی کابلی اور اُس کے تھیلے کو غور سے دیکھتی رہی۔ کابلی نے بچّی کو اخروٹ اور کشمش دی +

ایک روز صبح کا وقت تھا۔ مَیں کہیں باہر جا رہا تھا۔ کہ مُنّی کو دروازے کے پاس اس کابلی کے ساتھ ہنستے کھیلتے پایا۔ اس کی ساڑھی کا ایک کونہ بادام اور کشمش سے بھرا ہوا تھا۔ مَیں نے کہا تم نے ناحق یہ سب کچھ دیا بعدہٗ مَیں نے اُس کو ایک اٹھنّی دی۔ اس نے بغیر پس و پیش کے لے لی۔ لیکن اس نے اس کو منّی کو دے دیا۔ اس کی ماں اٹھنّی کو دیکھتے ہی پوچھنے لگی۔ کہ یہ کیسے ملی ہے؟ مُنّی خوش ہو کر بولی۔ کہ مجھے تو کابلی نے دی ہے۔ اس کی ماں یہ سُن کر بہت رنجیدہ ہوئی اور لڑکی کو سرزنش کرنے کے خیال سے اُٹھی۔ لیکن میں نے اس وقت وہاں پہنچ کر بیچ بچاؤ کر دیا +

اب تو دونو بہت دوست ہو گئے تھے۔ کابلی نے بچّی کے خوف کو بادام اور اخروٹ وغیرہ دے دے کر دُور کر دیا تھا۔ دونو آپس میں خوب کھیلتے تھے۔ ایسا بھی ہوتا۔ کہ منّی اس کی قوی ہیکل صورت کو دیکھتی۔ اور دیکھ کر کھِل کھِلا کر ہنس پڑتی اور پُوچھنے لگتی۔ کابلی! اے کابلی! تمہارے اس تھیلے میں کیا ہے؟ اس پر کابلی اپنی خاص آواز میں جواب دیتا بچّا! تم جانتا نہیں۔ اِس میں ہاتھی ہے! ایک سن رسیدہ مرد سے اس بچّی کی گفتگو بہت ہی دلفریب معلوم ہوتی تھی۔ دونو میں بہت پُر لُطف باتیں ہؤا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ کابلی نے پُوچھا ننھّی بچّی! اپنے سُسر کے ہاں کب جاؤ گی؟ وہ سمجھ نہ سکی۔ کہ سُسر سے کے کیا معنی ہیں۔ اس نے خود بھی پوچھا۔ تم کب جاؤ گے؟

کابلی تو خوب جانتے ہیں۔ کہ سسرے کا گھر ذو معنی لفظ ہے۔ یعنی سسرے کا گھر اور جیل خانہ دونو ہم معنی ہیں۔ اس پر کابلی نے پولیس کے کسی نا معلوم سپاہی پر گھونسہ اُٹھایا۔ اور غضبناک آواز سے بولا۔

"ہم اپنا سسر کو مار ڈالے گا۔ منّی اِس حرکت پر ہنسی اور خوب ہنسی۔ اِس کے ساتھ کابلی بھی ہنسنے لگا ✽

خزاں کا زمانہ تھا۔ صبح صادق کا وقت کہ میں کلکتہ کے ایک گوشہ میں پڑا تھا۔ میرے دماغ کا مسافر تمام دنیا کی سیر کر رہا تھا۔ غیر ممالک کے نام سنتے ہی میرا دل اسی طرف لگ جاتا۔ اور جب کسی اجنبی کو سڑکوں پر آتا جاتا دیکھتا تو میں اس قدر محو ہو جاتا کہ وہاں کے پہاڑوں کی پر فضا کیفیّت وادیوں اور گھاٹوں کا دل کش نظارہ گھنے جنگلوں اور اُن میں غریبوں کے جھونپڑوں کے نقشے کچھ ایسے ایک ایک کرکے میری نظروں کے آگے آموجود ہوتے کہ میں از خود رفتہ ہو جاتا جب کبھی وہ کابلی موجود ہوتا۔ تو وہاں کے پہاڑوں کی اونچی اونچی چوٹیاں یا چھوٹی اور تنگ گھاٹیاں میری نظروں کے سامنے آجاتیں اور ایسا معلوم ہوتا کہ میں اپنی آنکھوں سے اونٹوں کی لانبی لانبی قطاروں کو اسباب سے لدے ہوئے اور ان کے سوداگروں کو اونچی پگڑیاں باندھے دیکھ رہا ہوں۔ چنانچہ انہیں سب خیالات میں بعض وقت الجھا رہا کرتا۔ کہ

منّی کی ماں مجھے کہتی کہ اس آدمی سے ہوشیار رہو ÷

منّی کی ماں فطرتاً ڈرپوک واقع ہوئی تھی۔ سڑک پر جب کبھی غل و فساد سنتی۔ تو فوراً گھبرا اٹھتی کہ چوٹے آئے ہیں۔ یا کہ شرابی ہنگامہ مچا رہے ہیں۔ غرض یہ کہ اس قسم کی باتیں وہ ہمیشہ بکا کرتی اور سن رسیدہ ہونے کے باوجود ہر بات پر سہم جاتی۔ خوف زدہ ہو جاتی۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ بیچارے کابلی سے ہمیشہ بد ظن رہا کرتی۔ میں بعض مرتبہ اس کے ان فضول خیالات پر ہنستا۔ وہ اس بات پر نہایت سنجیدگی سے پوچھنے لگتی کہ "کیا کابلی کبھی بچوں کو بھگا نہیں لے گئے ہیں" کیا یہ سچ نہیں ہے۔ کہ کابل میں اب تک غلامی کی رسم جاری ہے؟ اور کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ دیو ہیکل آدمی اس ننھی سی جان کو لے بھاگے؟ میں نے کہا۔ کہ یہ نا ممکن نہیں۔ مگر پھر بھی بالکل بعید از قیاس ہے۔ لیکن وہ مطمئن نہ ہوتی۔ غرض میں نے کابلی کی آمد و رفت میں تعرّض نہ کیا۔ وہ برابر اسی طرح آتا رہتا اس کا معمول تھا۔ کہ سال بھر بعد جنوری میں

اپنے وطن کابل کو جاتا اور پھر آسامیوں سے روپیہ وصول کرنے واپس آ جاتا۔ صبح کا وقت تھا۔ آٹھ بجے ہونگے۔ موسم بہت خنک تھا آفتاب کی خوبصورت سنہری کرنیں میرے کمرے کو جس میں میں کاپیوں کی تصحیح میں مشغول تھا آ رہی تھیں۔ لوگ اپنے کام پر جا رہے تھے کہ میں نے سڑک پر شور و غل سُنا۔ اور پھر دیکھتا ہوں کہ کابلی دو پولیس والوں کے درمیان جا رہا ہے۔ اور اس کے پیچھے پیچھے لڑکوں کا ایک گروہ ہے۔ اس کے کپڑوں پر جا بجا خون کے دھبّے ہیں اور پولیس کے ہاتھ میں ایک چاقو ہے۔ میں دوڑ کر اس مجمع کے پاس گیا اور واقع کی تحقیق کی۔ تو معلوم ہوا کہ اس کابلی کا کسی کے ذمّے کچھ باقی تھا۔ اُس نے بقایا دینے سے انکار کیا۔ اس لئے دونو میں لڑائی ہوئی۔ اور کابلی نے غصّہ میں چاقو مار دیا۔ کابلی اس وقت غضبناک تھا۔ چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ اور پولیس کو بہت بُرا بھلا کہہ رہا تھا۔ کہ اتنے میں منّی آ پہنچی۔ اور اسی طرح کابلی کابلی پکارنے لگی۔ رحمن (کابلی کا نام تھا) کے جسم میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ خوشی سے

چہرہ چمکنے لگا۔ اس وقت کابلی کے پاس کوئی تھیلا تھا نہیں۔ کہ منّی اُس سے ہاتھی کے متعلق باتیں کرتی۔ وہ لگی پوچھنے۔ کہ کیا اپنے سسرے کے گھر جا رہے ہو؟ وہ ہنسا اور ہنس کر بولا! ہاں بچّی وہیں جا رہا ہوں۔ یہ کہ کر اس کا چہرہ آتش غضب سے بھڑک اُٹھا۔ ہتھکڑی بھرے ہاتھوں کو پکڑ کر بولا افسوس اگر میرے ہاتھ جکڑے نہ ہوتے۔ تو مَیں ان پُرانے سسروں کی خبر لیتا۔ پر کیا کروں مجبور ہوں۔ عدالت میں مقدمہ پیش ہوا۔ اور قاتلانہ حملہ کے جرم میں چند سال قید کی سزا ملی +

سوالات

۱۔ اس کہانی کا عنوان "کابلی والا" کیا قواعد کے رُو سے صحیح ہے۔ اگر غلط ہے تو کوئی صورت اس کے جواز کی ہے؟

۲۔ روسی کون لوگ ہیں۔ ان کا کچھ حال بتاؤ؟

۳۔ اخروٹ کہاں پیدا ہوتے ہیں۔ کشمش کیسے بنتی ہے؟

۴۔ کابلی والا کس شکل کا انسان تھا۔ اُس کا حُلیہ

بیان کرو ۔

۵ - پولیس نے کابلی والہ کو کیوں گرفتار کیا ۔
۶ - منی اور کابلی والا کی گفتگو اپنے الفاظ میں لکھو ۔

دنیا کی چیزوں میں خدا کی قدرت

(ترجمہ از ولیم کوپر)

ہر ایک چیز میں ہے ایک ذاتِ پاک کا نور
اُسی کی قدرت و صنعت کا ہے جہاں میں ظہور
وہی خدا ہے نہیں ہے کوئی شریک اُس کا
اُسی کا دشت و بیاباں میں ہے چمن پھولا
گذر ہے پیک نظر کا بھی جس جگہ دشوار
بسا کہ پھولوں سے وہ بن بنا دیا گلزار
یہ شاہدان گل و غنچہ - سبزہ و گلزار
کہ جن سے چہرۂ قدرت پہ ہے یہ حسن و بہار

اُسی نے کتمِ عدم سے کیا انہیں موجود
وہی ہے خلق کا مالک وہی ہے اک معبود
صفوفِ غنچۂ گل میں ہے انتظام اس کا
فصولِ سال دوراں میں ہے نظام اُس کا
وہ ڈالتا ہے نشانِ حدود ضبط خزاں
نہیں ہے جس سے تجاوز ہو بال بھر امکاں
وہ اعتدال پہ لاتا ہے حدّتِ گرما
وہ کند کرتا ہے دندانِ شدّتِ سرما
کیا شگوفوں کو جس بے نظیر صنعت سے
غلاف برگ میں محفوظ جملہ آفت سے
ابھی یہ گل تھا نہ جورِ خزاں سے کملایا
کہ اور پھُولوں کا نقشِ شگفتگی کھینچا
ہزار جان سے قربانِ صانعِ یکتا
بیان اُس کے کمالوں کا ہو نہیں سکتا
شگوفہ و گل و شاخ اور برگ و بار شجر
اک اتنے بیج میں ہیں بھر دیئے منوں جوہر
اسی کی قدرت کامل ہے سب میں جلوہ نما
وہ مالک اور ہر اک ذی حیات کی ہے بقا
فقط نتیجۂ صنعت کا نام ہے دُنیا
اور اُس کی علّتِ ادنےٰ ہے ذاتِ پاکِ خدا
وہ ایک روح مجرّد ہے لوث جسم سے پاک

سی کا حکم ہے نافذ سمک سے تا بہ سماک
یہ رنگِ گل یہ نزاکت یہ دلربا صورت
اُسی کے سب ہیں سراسر کرشمۂ صنعت
مدار گل پہ کوئی نقش و خط و خال نہیں
یہ رشحۂ قلم صنع ذو الجلال نہیں
بہارے رنگ دئے بھینی بھینی بو بخشی
بہار حسن و لطافت سے آبرو بخشی
اُسی نے بیجوں کو دی شکلہائے گوناگوں
کہ جن سے روئے زمیں ہے تمام بوقلموں
خوشا نصیب جو ہر دم ہے محوِ یادِ خدا
اسی کی خلوت و جلوت میں ہے دھیان رہتا
مشامِ جاں میں اگر اُس کے بُوئے گل آئی
زباں نے اُس کی اگر لذّتِ ثمر پائی
تو اُس کے سینے میں اک جوشِ معرفت اُٹھا
وفور عشق الٰہی کا دل میں زور ہوا
جہاں میں شے جو کوئی شان و حسن کی دیکھی
نظر درختِ تناور پڑا کہ دوب ہری
سرِ نیاز جھکایا نہ کچھ خلاف کیا
زباں سے ہستیٔ صانع کا اعتراف کیا

مولوی سید احمد کبیر

سوالات

۱- پیکِ نظر کی تشریح کرو +

۲- فصولِ سال کا کیا مطلب ہے؟

۳- اس شعر کو حل کرو :-

وہ اعتدال پہ لاتا ہے حدتِ گرما
وہ کند کرتا ہے دندانِ شدتِ سرما

۴- شاعر کے الفاظ میں زیج کے جوہر بیان کرو۔

۵- اس نظم کا خلاصہ نثر میں بیان کرکے خدا کی قدرت کی صراحت کرو +

۶- ذیل کے الفاظ کی اگر جمع ہیں تو واحد اور اگر واحد ہیں تو جمع بناؤ :-

صفوف - فصول - شگوفہ - شاہد - حدود +

۷- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

مجرد - لوث - سمک - سماک - کتمِ عدم +



ہیضہ

کالرا یعنے ہیضہ ایک متعدّی اور مہلک مرض ہے۔ یہ صرف پانی کی خرابی سے پیدا ہوتا ہے اکثر قحط سالی اور فصل کے تغیّرات کے باعث یہ وبا پھیل جاتی ہے۔ اس کے کیڑے جنہیں "کوما بیسی لس" کہتے ہیں۔ غذا اور پانی کے ذریعہ جسم انسان میں زہر پھیلاتے ہیں۔ اور اس میں بھی وہی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جو بعض قسم کے زہروں سے ہوتی ہیں۔ اس وبا کی رفتار عجیب ہے۔ کبھی ایک جگہ چھوڑ کر بہت فاصلہ پر نمودار ہوتی ہے۔ کبھی بالکل ہی قریب جگہوں میں محدود رہتی ہے۔ کبھی ایک محلہ میں نمودار ہو کر دوسرے محلّہ میں جاتی ہے۔ تو پہلے محلّہ میں اُس کا زور کم ہو جاتا ہے۔ لیکن بعض دفعہ پھر وہیں عود کر آتی ہے +

۲۔ ہیضہ کی علامات یہ ہیں۔ تشنّج۔ جسم کا سرد پڑ جانا۔ حرارت غریزی کا کم ہونا۔ نبض کا ساقط یا کمزور ہو جانا۔ اس مرض میں آنکھیں بیٹھ جاتی

ہیں - دست اور قے آنے لگتے ہیں - بصارت کم ہو جاتی ہے - آواز بدل جاتی ہے - ہاتھ پاؤں کی جلد میں شکن پڑ جاتے ہیں - پیشاب بند ہو جاتا ہے پیدا نہیں ہوتا - اور جب دست آتے ہیں - تو چاول کی پیچ جیسے ✣

۳ - ڈاکٹر کہتے ہیں - کہ ہیضہ کے چار درجے ہیں پہلے درجہ میں اکثر کوئی علامت ظاہر نہیں ہوتی لیکن انسان سست کاہل اور بے چین رہتا ہے درد سر اور دوران سر لاحق ہوتے ہیں - کانوں میں شائیں شائیں ہوتی ہے - فم معدہ میں گرانی محسوس ہوتی ہے - اور درد کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے - بلا درد دست آتے ہیں اور چہرے کی رنگت پھیکی پڑ جاتی ہے ✣

دوسرے درجہ میں جی مالش کرتا ہے - اور شدّت سے استفراغ ہوتا ہے - دست مروڑ کے ساتھ آتے ہیں - پیاس بہت لگتی ہے - لیکن پانی پیتے ہی قے ہو جاتی ہے - اکثر ہاتھ پاؤں اور شکم کے عضلات میں تشنج واقع ہوتا ہے - بند بند درد کرتا ہے ✣

تیسرے درجہ میں خراب علامتیں شروع ہو جاتی ہیں - چاول کی پیچ جیسے پتلے دست آتے

ہیں - جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے - نبض رک جاتی ہے
پسینہ کثرت سے آتا ہے - بدن نیلا پڑ جاتا ہے
سنائی نہیں دیتا - آواز بیٹھ جاتی ہے - شکل
بھیانک ہو جاتی ہے - پیاس کے ساتھ خشکی
کا غلبہ ہو جاتا ہے - دھڑکن بے چینی اور بے
قراری زیادہ ہوتی ہے - ناخن نیلگوں ہو جاتے
ہیں - غنودگی اور نشہ کی سی بیہوشی طاری رہتی
ہے - جسم کی حرارت ۹۰ یا ۹۷ سے زیادہ نہیں
ہوتی - اس حالت میں اگر مریض ۲۴ گھنٹوں میں
نہ مرے - تو صحت کی امید ہونے لگتی ہے -
چوتھے درجہ میں مریض رو بصحت ہونے لگتا
ہے - جسم کی حرارت رفتہ رفتہ بڑھتی ہے - چہرہ
پر سرخی نمودار ہو جاتی ہے - دوران خون تیز
ہونے لگتا ہے - پیشاب کھل کر آ جاتا ہے - دستوں
کی رنگت بدل جاتی ہے - لیکن جب تک پیشاب
کھل کر نہ آئے طبیعت کے پلٹ جانے کا اندیشہ
رہتا ہے *

۴ - ہیضہ کے دستوں کی شناخت یہ ہے - کہ
ان میں پانی کا جزو زیادہ ہوتا ہے - تھوڑی
بہت ایک چیز دانہ دار اور ایک چیز ریشہ دار
صفرا کے ساتھ موجود ہوتی ہے - اور نمک کے

اجزا زیادہ +

ہیضہ کے ایّام میں پانی اور مکانات کی صفائی کا بہت خیال رکھو۔ تنگ مکان میں لوگوں کا ہجوم نہ ہو۔ فنائل اور دافع عفونت ادویات کو برابر موریوں اور پاخانوں میں ڈلواتے رہو۔ مکّھیاں ہیضہ کے جراثیم اپنے پیروں اور پروں پر لے جاتی ہیں۔ دودھ۔ گھی۔ مٹھائی اور تمام کھانے ان سے بچاتے رہو۔ کنوئیں میں پرمنگنیٹ آف پوٹاش ضرور ڈلواؤ۔ سرکہ۔ پیاز۔ پودینہ کا استعمال مفید ہے۔ اپنے پاس کافور رکھو۔ گھر میں گندھک لوبان۔ گوگل۔ برگ نیم روز سلگاؤ۔ وبا کے دنوں میں تیز مسہل نہ لو۔ نہ ایسی دوا یا غذا کھاؤ جس سے قے اور دست ہونے کا اندیشہ ہو۔ ان ایّام میں کھیرا اور ککڑی۔ خربوزہ۔ تربوز اور بد ہضمی پیدا کرنے والی ترکاریاں استعمال نہ کرو +

ہیضہ کے دنوں میں خالی معدہ نہ رہنا چاہئے اگر جی متلانے لگے۔ تو فوراً کوئی چٹنی برگ پودینہ اور انار دانہ کی چاٹو یا لیمو تراش کر اُس پر نمک چھڑک کر چوسو۔ ان ایّام میں مشہور پیٹنٹ دوائیاں مثلاً کلوروڈین۔ امرت دھارا۔ عرق کافور گھر میں

موجود رکھنی چاہئیں - دوسرے تیسرے پانچ گرین کونین فائدہ بخش ہے ✣

سوالات

۱ - ہیضہ کی علامتیں بیان کرو ✣
۲ - ڈاکٹر اس مرض کے چار درجے بتاتے ہیں۔ اُن کی تشریح کرو ✣
۳ - ہیضہ کے ایام میں کیا کیا احتیاط لازم ہے ✣
۴ - اِس مرض میں کون سی پیٹنٹ دوائیاں استعمال ہوتی ہیں ؟
۵ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
استفراغ - تشنج - ساقط - حرارت غریزی - غنودگی - عَود ✣
۶ - پرمنگنیٹ آف پوٹاش کس کام آتا ہے ؟

مینا بازار

ترکستان میں دستور ہے۔ کہ ہفتے میں دو
دفعہ یا ایک دفعہ ہر شہر میں اور اکثر دیہات
میں بازار لگتے ہیں۔ اُن آبادی کے اور اکثر
پانچ پانچ چھ چھ کوس کے آس پاس کے
لوگ پچھلی رات سے گھروں سے نکلتے ہیں۔ اور
دن نکلتے مقام پر آ کر جمع ہوتے ہیں۔ عورتیں
برقع سروں پر نقابیں مُنہ پر۔ ابریشم۔ سوت
ٹوپیاں۔ رومال۔ پھلکاری اپنی دستکاری۔ یا ضرورت
کی ماری جو کچھ ہو پہنچنے کو لاتی ہیں۔ مرد ہر قسم کے
پیشہ ور اپنی اپنی جنس سے بازار کو گرم کرتے
ہیں۔ مرغی اور انڈے سے لے کر گراں بہا
گھوڑوں تک اور گزی گاڑھے سے لے کر
قیمتی قالین تک میوہ جات سے لے کر اقسام
غلہ بھُس اور گھانس تک۔ تیل۔ گھی۔ مسگری
نجاری۔ لُہاری کے کام۔ یہاں تک کہ مٹی
کے باسن تک سب موجود ہوتے ہیں۔ اور
دو پہر میں سب بک جاتے ہیں۔ اکثر لین دین

تبادلے میں ہوتے ہیں۔ بادشاہ نیک آئین نے
اسے اصلاح و تہذیب کے ساتھ رونق دی۔
آئین اکبری میں لکھا ہے۔ کہ ہر مہینے معمولی
بازار کے تیسرے دن قلعہ میں زنانہ بازار
لگتا تھا۔ غالباً یہ امر آئین میں داخل ہوگا عمل
اس پر کبھی کبھی ہوتا ہوگا ٭

جب جشن کے آداب و آئین شان و شکوہ
میں اپنے خزانے خالی کر لیتے۔ اور زیبائش اور
آرائش کی بھی ساری دستکاری خرچ ہو چکتی
تو اُن ایوانوں میں جو در حقیقت ایجاد اور
عقل و شعور کے بازار تھے۔ زنانہ ہو جاتا
وہاں محل کی بیگمات آتی تھیں۔ کہ ذرا اُن کی
آنکھیں کھلیں اور سلیقے کی آنکھوں میں
سُگھڑاپے کا سُرمہ لگائیں۔ امرا و شرفاء کی
بیبیوں کو بھی اجازت تھی۔ جو چاہے آئے اور
تماشا دیکھے۔ دُکانوں پر تمام عورتیں بیٹھ جاتی
تھیں۔ سوداگری اور سودا زیادہ تر زنانہ رکھا
جاتا تھا۔ خواجہ سرا۔ قلماقنیاں۔ اردو بیگنیاں
اسلحہ جنگ سجے۔ انتظام کے گھوڑے دوڑاتی پھرتی
تھیں۔ عورتیں ہی پہروں پر ہوتی تھیں۔
مالیوں کی جگہ مالنیں چمن آرائی کرتی تھیں

اس کا نام خوش روز تھا - نیک نیت بادشاہ کا
بھی آتا تھا - اور اپنی رعیت کی بہو بیٹیوں
کو دیکھ کر ایسا خوش ہوتا تھا - کہ ماں باپ
بھی اتنا ہی خوش ہوتے ہونگے - جہاں نظارے
جگہ دیکھتے تھے بیٹھ جاتے تھے - بادشاہ بیگم
بہنیں - بیٹیاں پاس بیٹھتی تھیں - امرا کی بیبیاں
سلام کرتیں - نذریں دیتیں - بچوں کو سامنے حاضر
کرتیں - ان کی نسبتیں حضور میں قرار پاتی تھیں
اور حقیقت میں یہ بھی آئین سلطنت کا ایک
جز تھا - کیونکہ یہی لوگ اجزائے سلطنت کے
شطرنج کے مہروں کی طرح باہم تعلق رکھتے
تھے - اور آپس میں ایک ایک کا زور ایک
ایک کو پہنچ رہا تھا - ان کے باہمی محبت و
عداوت - اتفاق و اختلاف اور ذاتی نفع نقصان
کے اثر بادشاہ کے کاروبار پر پہنچتے تھے
ان کی نسبتوں کے معاملے خواہ اس جشن پر
خواہ کسی اور موقع پر ایک مبارک تماشا دکھاتے
تھے - کبھی دو امیروں میں ایسا بگاڑ ہوتا تھا کہ
دونو یا ایک ان میں سے راضی نہ ہوتا تھا
اور بادشاہ چاہتے تھے - کہ ان میں بگاڑ نہ رہے
بلکہ اتحاد ہو جائے - اس کا یہی علاج تھا - کہ

دونو گھر ایک ہو جائیں۔ جب وہ کسی طرح نہ مانتے تو پادشاہ کہتے تھے کہ اچھا یہ لڑکا یا لڑکی ہماری۔ تمہیں اس سے کچھ کام نہیں۔ وہ یا اُس کی بی.بی ناز خانہ داری سے کہتے۔ حضور! لونڈی بھی اس بچّے سے دست بردار۔ آخر حضور ہی کے لئے پالا تھا۔ محنت بھر پائی باپ کہتا۔ کرامات! بہت مبارک۔ مگر خانہ زاد کو اب اس سے کچھ واسطہ نہیں۔ غلام حق سے ادا ہؤا۔ بادشاہ کہتے بہت خوب۔ ہم نے بھی وصول پایا۔ کبھی بیگم بیاہ کا ذمّہ لے لیتیں۔ کبھی بادشاہ لے لیتے اور شادی کا سر انجام اِس طرح ہوتا۔ کہ ماں باپ سے بھی نہ ہو سکتا +

سوالات

۱۔ مینا بازار کی تعریف کرو +

۲۔ مینا بازار کی تصویر اپنے الفاظ میں بیان کرو +

۳۔ ذیل کے فقروں کا مطلب بیان کرو :-

سلیقے کی آنکھوں میں پھوہڑاپے کا سُرمہ لگائیں +

مالیوں کی جگہ مالنیں چمن آرائی کرتیں *
اُن ہی نسبتیں حضور میں قرار پاتی تھیں *
اِنتظام کے گھوڑے دوڑاتی تھیں *

۴۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :۔
شان و شکوہ ۔ قلماقنیاں ۔ اردہ بیگنیاں ۔ ابریشم ۔ چملکاری *

کابلی والہ (۲)

ٹیگور کی ایک کہانی کا ترجمہ

زمانہ گردشیں کرتا رہا ۔ موسم بدلے فصلیں ختم ہوئیں ۔ اب کسی کو یاد نہیں کہ کابلی تھا کون ۔ میں بھی اپنے قیام گاہ پر اپنے کام میں مشغول رہا ۔ اور اِس کابلی کا جو قید خانہ کی اندھیری کوٹھڑی میں میعاد کے دن پورے کر رہا تھا ۔ خیال تک نہ آیا ۔ میں تو میں منّی بھی اپنے پُرانے دوست کو بھول گئی ۔ اب اُس کو نئی سہیلیوں سے واسطہ پڑا

اب وہ جوان ہو چلی تھی - اور اپنی ہمجولیوں
میں رہا کرتی تھی +
راتیں آئیں دن آئے مہینے گزرے اور برس
کٹے - پھر وہی جاڑے کا موسم آیا - منّی کے
بیاہ کا سامان ہو چکا تھا - پوجا کی تعطیلوں
میں شادی ہونے والی تھی - اور اب وہ
غمناک وقت قریب تھا - جبکہ میرے گھر کی
نور اور ماں باپ کے دل کی سرور ہمیشہ کے
لئے گھر چھوڑنے والی تھی +
صبح کا وقت تھا - آفتاب عالمتاب پوری
آب و تاب سے چمک رہا تھا - پانی برس
کر کھل چکا تھا - ہوا میں غیر معمولی طور پر
خنکی تھی - آفتاب عالمتاب کی سنہری کرنیں
کلکتہ کے مکانات پر پڑ رہی تھیں - اور ہر
گھر سُنہرا نظر آ رہا تھا - اسی روز منّی بیاہی
جانے والی تھی - اور آج صُبح ہی سے باجے
کی آواز آ رہی تھی - اور آواز کے ساتھ
ساتھ میرا دل بھی بے قرار و مضطر ہو رہا
تھا - اور اندر ہی اندر تڑپ رہا تھا - جُدائی
کے غم کو بھیرویں کا درد انگیز راگ اور
بڑھا رہا تھا - صبح ہی سے گھر میں چہل پہل

کا غیر معمولی نظارہ تھا۔ شامیانہ کھڑا کیا جا رہا تھا۔ ہر کمرے اور صحن میں جھاڑ بتّی لگائے جا رہے تھے۔ ہر طرف سرگرمی اور جوش کا عالم تھا۔ مَیں اس وقت اپنے کمرہ میں اپنے ناول کے پلاٹ پر نظر ثانی کر رہا تھا۔ کہ ایک شخص کمرہ میں آ کر سلام کر کے خاموش کھڑا ہو گیا +

ناظرین! یہ وہی عبدالرحمٰن تھا۔ پہلی نظر میں تو مَیں پہچان نہ سکا۔ کیونکہ اس دفعہ نہ تو اُس کے پاس کھیلا تھا۔ نہ لانبے لانبے بال تھے۔ اور نہ وہ پہلے کی سی شہ زوری۔ وہ مسکرایا اور مَیں فوراً جان گیا۔ مَیں نے پوچھا رحمٰن کب آئے؟

اُس نے جواب دیا گذشتہ شب کو قید سے رہا ہوا۔ یہ سُنتے ہی میرے کان کھڑے ہوگئے۔ مَیں اپنی زندگی میں کبھی ایسے شخص سے نہ بولا تھا۔ جس نے کبھی کسی کو زخمی کیا ہو۔ میرا دل یہ سُن کر بیچین ہو گیا۔ کیونکہ میری دلی خواہش یہ تھی کہ وہ نہ آتا۔ مَیں نے اُس کو کہا۔ مَیں شادی بیاہ کے کام میں مصروف ہُوں۔ دم مارنے کی فرصت نہیں۔

بہتر ہوگا - کسی دوسرے روز آوٗ - یہ سُنتے ہی
وہ فوراً جانے کے لئے مُڑا - مگر دروازہ کے
پاس جا کر ٹھٹھکا - اور پُوچھا - ذرا میں اُس
چھوٹی بچّی کو دیکھ سکتا ہوں - اس کا خیال
تھا - کہ مُنّی اب بھی وہی مُنّی ہے - اور یہ
اُس کو مُنّی اب بھی "کابلی والا" - "کابلی والا"
پُکارتی معلوم ہوتی تھی - وہ سمجھتا تھا - کہ پہلے
کی طرح اب بھی وہ دونو ہنسے کھیلیں گے
چنانچہ اپنی قدیم ہجولی کے لئے آج بھی وہ
انگور اور کشمش کاغذ میں لپیٹ کر لایا تھا -
میں نے اُس کے سوال کا جواب وہی دیا -
اس کا چہرہ اُداس ہو گیا - میری طرف اُس
نے مایوسانہ نگاہ ڈالی سلام کیا اور چلا گیا
مجھے اُس کا ذرا غم ہوا - اور پُکارنے ہی کو
تھا - کہ وہ خود واپس آیا - یہ چند ناچیز تحفے
اپنی چھوٹی بچّی کے لئے لایا تھا - اس کو
دے دیجئے گا +

میں نے اُن چیزوں کو بخوشی لے لیا -
اور کچھ دینے ہی کو تھا - کہ اُس نے ہاتھ
پکڑ کر کہا - جناب آپ بڑے مہربان ہیں -
میری تمنّا صرف اِتنی ہے - کہ آپ مجھے یاد

کیا کہیں - مجھے روپیہ پیسہ کی ضرورت نہیں
آپ کی بیٹی جیسی وطن میں میری بھی بیٹی
ہے - جب مجھے یاد آتی ہے - تو میں مُنی کے
لئے یہ سب کچھ لاتا ہوں - مجھے نفع سے
مُطلق غرض نہیں - اِس کے بعد اُس نے
اپنے جھول میں ہاتھ دے کر کاغذ کا ایک
چھوٹا سا میلا کچیلا ٹکڑا نکالا - اور بڑی احتیاط
سے کھولا - اور کھول کر میری میز پر رکھ
دیا - آہ! یہ تو کسی چھوٹی لڑکی کے ہاتھ
کا نشان تھا - کوئی تصویر نہ تھی - کوئی
نقشہ نہ تھا - اس کاغذ پر دو ہزار کوس
دُور رہنے والی ایک لڑکی کے روشنائی
بھرے ہاتھوں کا ایک دھبّہ تھا - وہ ہمیشہ
اپنی پیاری بیٹی کے نشان کو دل سے چمٹائے
رہتا - میری آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے -
مَیں بھول گیا - کہ وہ بیچارہ ایک غریب میوہ
فروش کابلی ہے - اور میں ...... لیکن کیا میں
اِس سے بڑھ کر تھا - وہ بھی کسی کا باپ
تھا - اور میں بھی - اس کی پاروتی کے نشان
کو دیکھ کر جو افغانستان کے پہاڑوں میں
رہتی تھی - مجھے میری منّی یاد پڑ گئی میں نے

فوراً منی کو بلوا بھیجا۔ اُس کو وہاں سے آنے نہ دیا گیا۔ مگر میں نے کسی طرح بلوا ہی بھیجا وہ سُرخ ریشم کا شہانہ جوڑا زیب تن کئے مانگ پر صندل کا ٹیکا لگائے آئی۔ شرم و حجاب سے وہ پسینہ پسینہ ہو گئی۔ کابلی نے جب یہ صورت دیکھی۔ تو اُس کو کچھ شبہ سا ہؤا۔ وہ مسکرایا۔ بچّی کیا اپنے سُسرال کے گھر جا رہی ہو۔ منّی اب سُسر کے معنی سمجھی۔ مگر شرم اس کا جواب دینے سے مانع ہوئی۔ اس سوال پر وہ پریشان ہوئی اور اپنی حجاب آلودہ نگاہوں کو نیچی کر کے کھڑی رہی۔ آہ مجھے اس دن کی یاد غمگین بنائے دیتی ہے۔ جبکہ منی اور کابلی پہلی بار ملے وہ جب چلی گئی تو رحمٰن ایک آہ سرد کھینچ زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کو یاد پڑا ہو گا۔ کہ میری بیٹی بھی جوان ہو گئی ہو گی۔ پھر شادی کے باجے بجنے شروع ہوئے *

موسم سرما کا آفتاب اپنی کرنیں دُنیا والوں پر ڈال رہا تھا۔ رحمٰن کلکتہ کے کسی محلہ میں پڑا افغانستان کے پہاڑوں اور چٹیل میدانوں کو دیکھ رہا تھا۔ میں نے ایک نوٹ اس کو نکال کر

دیا۔ اور کہا رحمن! اپنے وطن جاؤ اور اپنی بچی سے جا ملو۔کاش تم دونو کی ملاقات میری منی کے لئے نیک فال ثابت ہو۔کابلی کو رقم دینے کے بعد مجھے شادی کے بہت غیر ضروری سامان میں تخفیف کرنی پڑی۔ میں نے بجلی کی روشنی اور فوجی باجا کو موقوف کرا دیا۔اس سے گھر کی عورتوں کو ایک گونہ مایوسی ہوئی۔مگر میرا تصوّر ایک دور دراز ملک میں وہ منظر دیکھ رہا تھا۔جبکہ ایک اکلوتی بچّی اپنے دور افتادہ باپ سے ہم آغوش ہوئی ہوگی +

مسعود عظیم آبادی

سوالات

۱۔ کان کھڑے ہو گئے۔کیا محاورہ ہے۔اور کس موقعہ پر بولتے ہیں؟

۲۔ پٹھان نے کیا چیز دکھائی۔جس سے مصنّف کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔مفصّل بیان کرو؟

۳۔ منّی نے جب آخری بار کابلی والہ کو دیکھا۔تو آخری اور پہلی ملاقاتوں میں کیا فرق تھا؟

۴۔ اس کہانی کو اپنے الفاظ میں لکھو +

ضابطۂ مجالسِ قانونی

ہندوستان کی نئی مجالس واضعان قوانین
کے ضوابط کا مقابلہ انگلستان کی مجلس العوام
(ہاؤس آف کامنس) اور مجلس الاعیان (ہاؤس
آف لارڈس) کے ضوابط سے آج کل خالی
از دلچسپی نہ ہوگا۔ ہندوستان کی جدید مجالس
کے لئے جو قواعد و ضوابط وضع ہوئے ہیں
اُن سے اخبار بین پبلک واقف ہے۔ اس
مضمون میں انگلستان کی مجالس کے ضوابط
کا فرق دِکھلایا جائے گا۔ انگلستان کی
مجلس العوام نہایت قدیم ہے۔ اور اکثر
ممالک کی مجلسیں اسی کے نمونہ پر قائم ہوئی
ہیں۔ ام المجالس (مدر آف پارلیمنٹ) کہلاتی
اور اس خطاب کی مستحق ہے۔ انگلستان میں
مجلس العوام کا پریزیڈنٹ اسپیکر کہلاتا ہے۔
اور اس کا انتخاب ممبران خود کرتے ہیں۔
اپنے زمانۂ ملازمت میں وہ ہر ایک پولٹیکل
پارٹی سے بے تعلق رہتا ہے۔ اور اپنے

عہدہ سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ جب وہ ضعیف اور ناقابل کار ہو جاتا ہے۔ تو خود مستعفی ہو جاتا ہے۔ مباحثہ میں اسپیکر کوئی حصہ نہیں لیتا۔ اور جتنے ممبر مجلس العوام میں تقریر کرتے ہیں۔ وہ ہمیشہ سپیکر کو مخاطب کر کے تقریر کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے جب کوئی ممبر تقریر کر رہا ہو۔ اُس کے اور اسپیکر کے بیچ میں سے کسی اور ممبر کا گزر جانا پرلے درجہ کی بے تمیزی سمجھا جاتا ہے۔ مباحثہ ختم ہونے کے بعد معاملہ زیر بحث کے متعلق اسپیکر کوئی رائے نہیں دیتا۔ البتہ جب تعداد آرائے جانبین برابر ہو تو اس حالت میں اسپیکر اپنی رائے بطور قول فیصل ظاہر کرتا ہے ؛

دوران مباحثہ میں جب ایک سے زیادہ ممبر بولنا چاہیں تو یہ فیصلہ اسپیکر کرتا ہے کہ اُن میں سے پہلے کون تقریر کرے گا۔ اور منتخب شدہ ممبر کی طرف آنکھ کے اشارہ سے اسپیکر اپنا انتخاب ظاہر کرتا ہے۔ اس نگاہ لطف کی امیدواری پر ممبران پارلیمنٹ میں اکثر رقیبانہ اور حاسدانہ چشمک رہتی ہے۔ برخلاف اس کے مجلس الاعیان کے پریزیڈنٹ

لارڈ چانسلر کے انتخاب میں ممبران مجلس کو کوئی دخل نہیں۔ کیونکہ لارڈ چانسلر کیبنٹ کا ایک ممبر ہے۔ جس کو وزیر اعظم انگلستان اس عہدہ کے لیئے نامزد کرتے ہیں۔ اور جب وزارت بدلتی ہے۔ تو اس کے ساتھ لارڈ چانسلر بھی بدل جاتا ہے۔ لارڈ چانسلر مجلس الاعیان کے مباحث میں اکثر حصہ لیتا ہے۔ دیگر ممبران تقریر کرتے وقت لارڈ چانسلر کو مخاطب نہیں کرتے۔ اِن کا روئے سخن جملہ ممبران کی جانب ہوتا ہے لارڈ چانسلر مثل دیگر ممبران کے رائے دیتے ہیں۔ اور بصورت مساوات آرا اُن کو دوسری یا فیصلہ کن رائے دینے کا اختیار حاصل نہیں ہے۔ جب کسی مسئلہ پر تعداد آرائے جانبین مساوی ہوتی ہے۔ تو قاعدہ یہ ہے۔ کہ اِس ہی تجویز کا فیصلہ ہمیشہ نفی میں ہوتا ہے + اسپیکر کی تنخواہ پانچ ہزار پاؤنڈ اور لارڈ چانسلر کی تنخواہ دس ہزار پاؤند سالانہ ہے۔ اِس سے بعض اوقات یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ لارڈ چانسلر کا عہدہ زیادہ منفعت خیز ہے مگر یہ در حقیقت صحیح نہیں۔ کیونکہ لارڈ چانسلر کا عہدہ محض عارضی ہے۔ اور صرف وزارت

کے قیام تک قائم رہتا ہے۔ بخلاف اس کے اسپیکر کا عہدہ اس وقت تک قائم رہتا ہے۔ جب تک کہ وُہ خود مستعفی نہ ہو۔ اور مستعفی ہونے پر اسپیکر کو چار ہزار پاؤنڈ سالانہ پنشن اور پیرتج (یعنی لارڈ کا خطاب) عطا ہونا لازمی ہے۔ ان مجالس کے ممبران کے متعلق بعض اور ضوابط بھی ہیں۔ مثلاً انگلستان اور اسکاٹ لینڈ کے لارڈ صرف مجلس الاعیان میں نشست کر سکتے ہیں۔ مگر آئرلینڈ کے لارڈس کو مجلس الاعیان کے علاوہ مجلس العوام میں بھی بیٹھنے کا اختیار ہے۔ جبکہ وہ آئرلینڈ کے باہر کسی گردہ یا شہر واقع انگلستان یا اسکاٹلینڈ کی جانب سے مجلس العوام کے واسطے منتخب کئے جاویں +

چرچ انگلستان کے پادریوں کو مجلس العوام میں بیٹھنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ لیکن اُن کے علاوہ دیگر فرقوں کے پادری مجلس العوام کے ممبر منتخب کئے جاتے ہیں۔ اور نہ صرف وہاں نشست کرتے ہیں بلکہ وزرات وغیرہ کے سرکاری عہدے بھی ان کو دئے جاتے ہیں۔ تعداد ممبران ہر دو مجالس میں تقریباً

مساوی ہے - یعنی مجلس العوام میں (۶۷۰) اور
مجلس الاعیان میں (۶۸۶) ممبر ہیں - کورم کے
واسطے مجلس العوام میں ۴۰ اور مجلس الاعیان
میں صرف ۳۰ ممبران کی موجودگی کافی ہے - ممبران
مجلس الاعیان کو کافی معاوضہ نہیں دیا جاتا -
مگر مجلس العوام کا ہر ایک ممبر ۴۰۰ پونڈ سالانہ
تنخواہ پاتا ہے ÷ شیبانی

سوالات

۱- مجلس قانونی کی تعریف کرو ÷
۲- مجلس العوام اور مجلس الاعیان میں کیا فرق ہے - اور ہر دو مجالس کے ممبران کی تعداد کی حد کیا ہے ؟
۳- کورم سے کیا مراد ہے ؟
۴- پیریج کی تشریح کرو ÷
۵- اسپیکر کیا اصطلاح ہے - اور لارڈ چانسلر کا کیا عہدہ ہے - اُن کو کیا تنخواہیں ملتی ہیں ؟

چیچک

چیچک کو انگریزی زبان میں "سمال پاکس" کہتے ہیں۔ یہ وبا کی صورت میں اکثر فصل بہار میں نمودار ہوتی ہے۔ اور متعدّی ہے۔ یہ زیادہ تر بچّوں کی بیماری ہے اگر احتیاط نہ کی جائے تو ہزارہا بچّے ضائع ہو جاتے ہیں۔ اور جو اس مرض میں گرفتار ہو کر بچ جاتے ہیں۔ ان میں ننانوے فی صدی بدشکل اور بدرو ہو جاتے ہیں۔ کوئی اندھا ہو جاتا ہے۔ کوئی کانا کسی کا مُنہ قابل رفو ہو جاتا ہے۔ تو کسی کی جلد کھنڈری ہو جاتی ہے۔ جو بچّے گورے ہیں۔ وہ سانولے ہو جاتے ہیں +

۲۔ یہ مرض ایک بدبو دار مادے سے پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک سے دوسرے کو لگ جاتا ہے۔ چیچک دو قسم کی ہے۔ ایک میں بڑا اور دوسرے میں چھوٹا دانہ نکلتا ہے +

جب چیچک جسے سیتلا بھی کہتے ہیں۔ نکلنے

کو ہوتی ہے - تو پہلے سردی لگ کر بخار
ہوتا ہے - پھر درد سر - اعضا شکنی کی شکایت
ہو جاتی ہے - زبان پر سفیدی نمودار ہوتی
ہے - جی مالش کرتا ہے - قے ہوتی ہے -
غنودگی رہتی ہے - بچہ اکثر چونک پڑتا
ہے - آنکھوں سے پانی بہتا ہے - کبھی کبھی تشنج
بھی ہونے لگتا ہے - تیسرے چوتھے دن کبھی
کبھی ساتویں دن دانے نکل آتے ہیں - اس
وقت پسینہ آتا ہے - بخار گھٹتا بڑھتا رہتا
ہے - دانے نکلنے سے پہلے بدن اور چہرہ
سُرخ ہو جاتا ہے - پھر رفتہ رفتہ تمام
بدن دانوں سے بھر جاتا ہے - حلق میں
شکایت ہوتی ہے - آواز بدل جاتی ہے - اور
لیسدار رطوبت نکلتی رہتی ہے - آنکھوں کے
اندر بھی دانے نکلتے ہیں - پپوٹے پھول
جاتے ہیں ÷

۳ - چیچک کا دانہ نکلتے وقت نوک دار
ہوتا ہے - اس کی رطوبت بعد ازاں گاڑھی
ہو جاتی ہے - اور جب دانہ مکمّل ہو جاتا ہے -
تو اُس کے درمیان ایک بھورے رنگ کا
نقطہ دکھائی دیتا ہے - دانہ ٹوٹنے پر رطوبت

نکل جاتی ہے۔ اور پھر خشک ہو کر کھرنڈ
بندھ جاتا ہے۔ تقریبًا سترہ دن میں صحت
ہونے لگتی ہے۔ کبھی اکیس دن بھی لگتے ہیں
ایک قسم کی چیچک میں دانہ نکلتے ہی بخار کم
ہو جاتا ہے۔ مگر آٹھویں دن اس کا شدت
کا دورہ ہوتا ہے۔ اس وقت نیند اُڑ جاتی
ہے۔ بیقراری بڑھ جاتی ہے۔ نبض تیز ہو جاتی
اور زبان پر بھورے رنگ کا میل معلوم ہوتا
ہے۔ ہذیان اور قبض کی بھی شکایت رہتی
ہے۔ پیشاب کم آتا ہے۔ اور اس کا رنگ سرخ
ہوتا ہے۔ دانہ نکلنے سے پہلے اس کی جگہ پر
سوجن معلوم ہوتی ہے۔ کبھی وہ رطوبت جو
دانوں میں ہوتی ہے۔ سیاہ سبزی مائل زہریلی
اور تیز ہوتی ہے۔ جو اکثر قریب کے گوشت
کو کھا جاتی ہے۔ اور آس پاس جہاں دانے
نہ ہوں ورم پیدا کر دیتی ہے۔ اور ایک قسم
کا اندرونی زخم جسے قرحہ کہتے ہیں ڈالتی ہے
ایسی چیچک میں مریض کا چہرہ پھول جاتا ہے
آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ منہ سے لعاب زیادہ
نکلتا ہے۔ گلے سے غذا یا پانی کا اترنا دشوار
ہو جاتا ہے۔ اگر خون کے دست آنے لگیں

اور ہونٹوں۔ اور دانتوں پر سیاہی اور خشکی ظاہر ہو تو سمجھو کہ مریض کا جاں بر ہونا دشوار ہے۔ گیارہ دن ایسے مریض کے لئے نہایت دشوار ہوتے ہیں ⁂

۴۔ ٹیکہ (وکسی نیشن) چیچک کا حکمی علاج ہے لیکن ٹیکا بچپن میں لگوانا چاہیئے۔ اور ایسے موسم میں کہ مرض پیدا نہ ہؤا ہو۔ چھ ہفتہ سے کم عمر کے بچّے کو ٹیکہ نہیں لگوانا چاہیئے۔ اور یہ دیکھنا ضروری ہے۔ کہ ٹیکہ لگاتے وقت بچّہ تندرست ہے۔ اُس کے دانت نہیں نکلتے وہ کسی مرض میں مبتلا نہیں ہے۔ دست نہیں آتے۔ اُس کے بدن پر پھنسیاں اور خارش نہیں ہے ⁂

احتیاط لازم ہے۔ کہ ٹیکے کا مادہ جسے لمف کہتے ہیں۔ تازہ اور اچھّا ہے۔ اور گائے کے تھنوں سے لیا گیا ہے۔ ٹیکے سے پہلے نشتر کو کھولتے پانی میں ڈال کر صاف کر لینا چاہیئے اور نشتر لگی ہوئی جگہ کو ہر میلی جگہ سے بچانا چاہیئے ⁂

معمولی چیچک کو ہنستی کھیلتی چیچک کہتے ہیں ⁂

۵- چیچک میں مندرجہ ذیل احتیاطیں شرط ہیں- مریض کو سرد ہوا سے بچانا چاہئے- بدن کو ہمیشہ گرم کپڑے سے ڈھانکے رکھو- پیاس لگے تو عرق خاکشی اور ٹھنڈا پانی ایک ایک دو دو گھونٹ دو- خاکشی اور انجیر گرم کا بھپارہ بھی مفید ہے- اگر دانے بیٹھے ہوئے معلوم ہوں- تو برگ جھاؤ کی دھونی دو- چھوہارے گھس کر حسب برداشت مزاج شہد میں چٹاؤ- میلے کچیلے آدمی کو پاس نہ آنے دو- اور جو عورتیں بے نمازی کی حالت میں ہوں وہ بھی قریب نہ آئیں- جب مریض رو بصحت ہو تو ناریل چبانا بھی مفید ہے ❊

سیتلا جب نکلی ہوئی ہو تو گوشت یا ایسی غذا جو قبض یا آنتوں میں خراش کرے مطلق نہ دیں- مونگ کی دال- مرمرے- خشکہ- ساگودانہ بہترین غذا ہے ❊

اگر آپ چاہتے ہیں کہ چیچک کے داغوں سے بچہ کا چہرہ بدنما نہ ہو تو بچہ کو اندھیرے میں رکھو- مکان کے دروازوں- روشن دانوں کھڑکیوں وغیرہ پر جہاں سے روشنی آتی ہے نیلے کانچ کا سایہ ہو- لیمپ کا گلوب اور چمنی

بھی نیلی ہو - چراغ پہ نیلا فانوس ہو - سرس کے پتوں کا بستر بھی مفید ہے - شروع میں بچہ کو سونے کا ورق اور منقہ دو - دانوں کا سیاہ پڑ جانا خراب علامت ہے - فوراً ڈاکٹر سے مشورہ کرو - جن بچوں کی مائیں زمانۂ حمل میں ایسی چیزیں کھاتی ہیں جن میں اخلاط ردیہ اور سوداسۂ محترقہ کے پیدا ہونے کا اندیشہ ہے - مثلاً گائے - بھینس - مور - نیل - سانبھر ہرن کا گوشت - اڑد - مسور - ارہر کی دال - تیل - گڑ - میٹھا کدو - مولی - بینگن - میتھی کا ساگ - جھینگا وغیرہ ان کے بچوں کو شدید قسم کی چیچک نکلتی ہے - کیونکہ بچہ کی غذا ماں کی غذا میں شامل ہے ۔

سوالات

۱ - چیچک کی علامات بیان کرو ۔
۲ - چیچک کتنے قسم کی ہوتی ہے ؟
۳ - چیچک کا علاج کیا ہے اور اس میں کیا کیا احتیاط لازم ہے ؟
۴ - مریض چیچک کے لئے کیا غذا موزوں ہے ؟

۵- ماؤں کو جب بچہ پیٹ میں ہو - کن چیزوں سے پرہیز ضروری ہے؟

مصاحب

از پنڈت رتن ناتھ سرشار مرحوم

ہمارے ندیم با فرہنگ - ہم سنگ دانایان فرنگ والا نژاد - فرخ نہاد - میاں آزاد کڑی کمان کے تیر کی طرح چل کھڑے ہوئے اور سیدھے ریل کے اسٹیشن پر پہنچے - لگے پلیٹ فارم پر چہل قدمی کرنے - پل مارنے کی دیر ہوئی تھی - کہ سامنے سے نور کا بقعہ نظر آیا - چکا چوند کا عالم تھا - ان کے کان کھڑے ہوئے - کہ ایں گلِ دیگر شگفت +

اتنے میں دیکھتے کیا ہیں - کہ اغل بغل مشعل دستی روشن ادھر ادھر مصاحبیں رُفقا خوشامد خورے لیمو نچوڑے بیچ میں ایک امیر کبیر رئیس ابنِ رئیس بڑے ٹھسّے سے آ رہے ہیں ہٹو بچو

دوڑ باش و ادب کی آواز بلند ہے۔سب کے
پہلے اُس جھنڈ کی نظر میاں آزاد پر پڑی۔
جو ہے۔ انہیں کو گھور گھور کر دیکھ رہا ہے۔
یہ اس وقت وحشت میں جو آئے تو اور بھی
ڈبل چال چلنے لگے۔رئیس کے مصاحبین سب
حاضر جواب تیز طبیعت زبان دراز فقرہ باز
ٹھٹھول۔ ضلع جگت میں طاق۔ پھبتی کہنے میں
مشاق۔ آوازہ کسنے میں شہرہ آفاق تھے پھبتی
نہ کہیں تو ذہن کند ہو جائے۔ ایک نے
کہا۔ حضور دیکھئے گا۔ یہ فرنگی واللہ عقل کے
پُتلے ہیں۔ آسمان میں انہوں ہی نے تھگلی لگائی
ذری دیکھئے نہ بے پٹری کے چھوٹا موٹا انجن
چبوترے پر چلا دیا۔ دوسرا بولا۔ خدا کی قسم کیا
لاگ ہے۔ تیسرے صاحب نے فرمایا خداوند یہ
چلتا پُرزہ ہے۔ چوتھے ماشاء اللہ! ذری اس
وحشت کو ملاحظہ فرمائیے گا۔ یہ احتباس یہ گرمی
اور آپ سیاہ بانات کا دُگلا ڈانٹے گھوم رہے
ہیں۔ پانچواں۔ بادۂ انانیت کے نشے میں جھوم
رہے ہیں۔ چھٹا۔ یہ سر ہے یا دھیلے والا کدو
یہ توند ہے۔ یا بانگر مؤ کا تربوز۔ ساتواں۔ ماشا اللہ
کیا چہرۂ نورانی ہے +

میاں آزاد نے دیکھا کہ پھبتیوں کا گرداب ہی پڑنے لگا۔ جسے دیکھو نئی سناتا ہے۔ جو ہے وہ بناتا ہے۔ تو یہ پھڑنے جھاڑ کر یہ بھی جواب ترکی بہ ترکی دینے پر آمادہ ہو گئے۔ جیسے ہی ایک مصاحب نے کہا۔ کہ ماشاء اللہ چہرۂ نورانی ہے۔ میاں آزاد تڑ سے بول اُٹھے واللہ اچھا غولِ بیابانی ہے۔ اب تک تو بیمار اور سگ زرد برادر شغال ہی دور دور سے ہو ہو کیا کرتے تھے۔ اب برہم راکس بھی اسٹیشن پر آنے لگے۔ میں تو اس روشنی ہی سے تاڑ گیا تھا۔ کہ غولِ بیابانی ہے +

مصاحب۔ اندھیرے ہیں بہت دُور کی سوجھی +

رفیق۔ اس کالی بانات کے دھگلے سے مجھے دھوکا ہوا۔ کہ کسُم کے کھیت سے بنڈیلا نکل آیا +

بیمو پچھڈا۔ ع "سب صورت لنگور ذرا دُم کی کسر ہے"+

میاں آزاد نے اس کا مصرع اولیٰ پڑھ دیا۔ ع "لاحول ولاقوۃ یہ کون بشر ہے" ایک اور صاحب نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ اسم نا مبارک۔ میاں آزاد نے کہا آپ کا مزاج پلپلہ ؟ دوسرے نے قہقہہ لگا کر کہا کس کھیت کے ہو ؟ یہ بولے بھیڑئے کے بھاڑے سے کب نکلے تھے ؟ نہیں کو

میاں آزاد کی باتیں ایسی بھائیں۔ کہ پاس بُلوا لیا۔ حضرت آپ اس وقت چونکھ لڑ رہے تھے یہ آپ ہی کا کام ہے۔ میاں آزاد جُھک کر ایک فراشی سلام بجا لائے۔ رئیس با توقیر تو امیر کبیر تھے ہی۔ جس سے خوش ہوئے دم کے دم میں نہال کر دیا۔ فرمایا کہ آج سے آپ ہمارے ساتھ رہا کیجیئے۔ خانۂ احسان آباد بہت خوب ہمراہ رکاب ہوں۔ جہاں حضور کا پسینا گرے ہیں خون گراؤں۔ کوئی ٹیڑھی چتون سے دیکھے تو آنکھیں پھوڑ ڈالوں۔ مصاحبوں کو میاں آزاد کا نوکر ہونا کانٹے کی طرح کھٹکتا ⁂

ایک۔ (دبے دانتوں) پیر و مرشد۔ استخارہ تو دیکھ لیں۔ واجب آئے تو کیا مضائقہ ⁂

دوسرا۔ (جل بھُن کر) خداوند۔ بے سمجھے بوجھے کیونکر یہ رکھ لئے گئے۔ خدا جانے چور ہیں۔ اُچکّے ہیں۔ خونی ہیں۔ یہ ہیں کون بلا۔ اور یوں صورت سے تو مرد آدمی سب ہی معلوم ہوتے ہیں۔ مگر کسی کے دل کا حال کیا معلوم ⁂

تیسرے۔ بیشک کیا چوٹٹوں کے سر پر دو سینگ ہوتے ہیں ؟

چوتھے۔ حضور والا! یہ ایک دفعہ جنگلی دستاویز

بنانے کی علت میں ماخوذ ہو چکے ہیں +
پانچویں۔ اجی یہ تو برف بیچا کرتے ہیں۔ مگر
واللہ اچھا نقشہ جمایا +
چھٹے۔ خداوند اُن کی چشم ارزق پر نظر ڈالیں
یہ عین دلیل طوطے چشمی کی ہے +
ساتویں۔ نا صاحب۔ان کا یہاں کہاں ٹھکانا +
میاں آزاد سب کی ہانک سن کر بولے۔
پیر و مرشد۔ یہ سب چوٹے۔ اُٹھائی گیرے ہیں۔
جانبازوں میں بندہ درگاہ ہی ہیں۔ اچھا ایک
کام یہ کیجئے۔اسٹیشن پر کوئی کام بتا دیجئے۔
دیکھئے کون حسن لیاقت سے انجام دیتا ہے۔
مصاحب۔ تو آپ تو ریل کے خلاصیوں میں کام
کر چکے ہیں۔آپ سے اِس میں کون بھڑے +
آزاد۔ اچھا حضور۔عروض میں کچھ سوال و جواب
ہوں۔ دیکھئے ان سب کا قافیہ تنگ کر دیتا ہوں
یا نہیں +
اتنے میں ایک مصاحب نے جھلا کر کہا۔
ابے واہی ہوا ہے۔ٹیں ٹیں لگائی ہے۔کہیں میں
ایک گُدّا نہ دوں۔حضور کو بھولا بھالا سادہ مزاج
دیکھ کر بہت چل نکلا ہے۔چل الگ ہٹ +
میاں آزاد۔ سے

پری رخوں ہی کی میں نے بھی آنکھیں دیکھی ہیں
میں ڈر نہ جاؤں گا آنکھیں دکھائیے نہ مجھے

میاں آزاد - یہ گیدڑ بھپکیاں! ابے کیوں نہ ہو - شانِ خدا - آپ اور ہمیں گُدّا دیں - سن او گاؤدی - ہم گُدّا کھانے والے نہیں - کیا کہوں ایک رئیس کے مصاحبوں میں نہ ہوتا تو اسی دم گردن ناپتا - مگر کل تم کو ٹھیک بناؤں گا - اس میں ایک اور رفیق نے ڈپٹ کر کہا - آپ ہیں کس بھکوے رئیس کے مصاحب! میاں آزاد نے کہا - دیکھئے خداوند نعمت ایسے مصاحب ہیں حضور کے - ایک تو حضور کے سامنے گُدّا دینے پر آمادہ ہیں - دوسرے پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑ گئے - تیسرے نے آپ کے دشمنوں کو بھکوا بنایا چوتھے صاحب نے فرمایا کہ ہمارے آقا بھولے سادے آدمی ہیں - اب کون نہیں جانتا - کہ بھولا اور سادہ اس زمانے میں گاؤدی - احمق - گھامڑ سے مراد ہے - لاحول ولا قوۃ - رئیس کو یہ کلمے ایسے بُرے معلوم ہوئے - کہ فوراً مصاحبوں کو للکارا - جس نے بھکوا کہا تھا وہ تو کھڑے کھڑے موقوف ہؤا - کیوں بے نمک حرام یہ کیا بات چیت تھی - جس کا نمک کھائے اسی کو بھکوا بنائے

ابھی موقوف - ان کو نکال دو - میاں آزاد نے
(بہت خوب پیر و مرشد) کہکر اُن کو تو اسٹیشن
کے باہر نکالا - اب اُن کی شامت آئی جو سادہ
مزاج بناتے تھے - کیوں بے مردک ہم احمق
ہیں - بھولے ہیں - گدھے ہیں - ابھی دور ہو
سامنے سے - اگر ڈیوڑھی پر آیا تو رئیس نے
کہا ہی تھا - کہ میاں آزاد نے فقرا پورا کر دیا
(تو وہ بے بھاؤ کی پڑینگی بچّہ کہ سر پر ایک
بال نہ رہے گا) رئیس نے پوچھا کوئی ہے؟
حاضر پیر و مرشد کہکر آزاد نے اُن کی بھی
گردن ناپی اور اسٹیشن سے بدر کیا - خبردار
جو ڈیوڑھی پر آیا تو تو جانے گا - اب اُن
حضرت کی باری آئی جو گُدّا دیتے تھے -
ہاں جی کیا تم نے کہا تھا - ذرا پھر تو کہنا
گُدّا دو گے - میری طرف دیکھو - گُدّا دو گے
اللہ اللہ اب آپ اتنے ہو گئے - کہ جس کو
ہم نوکر رکھیں اُس کو آپ گُدّا دیں - ہٹ
سامنے سے +

سوالات

۱ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

ندیم - ہم سنگ - لیموں نچوڑ - والا نژاد - اکھول دگلا - بانات - گدّا +

۲ - ذیل کے فقروں کی تشریح کرو :-
بے بھاؤ کی پڑنے لگیں + قافیہ تنگ کئے دیتا ہوں + چل نکلا ہے + تنچے جھاڑ کے پیچھے پڑ گئے + کل تم کو ٹھیک بناؤں گا + طوطے چشمی کی دلیل ہے + ابے واہی ہؤا ہے +

۳ - اُٹھائی گیرا کسے کہتے ہیں - اور نمک حرام کا لفظ کس پر صادق آتا ہے ؟

۴ - گیدڑ بھبکیوں سے کیا مراد ہے ؟

ملیریا

ملیریا ایک قسم کا زہریلا مادہ ہے - جو باعث بخار ہو جاتا ہے - ملیریائی بخار کو موسمی تپ کہتے ہیں - پہلے یہ خیال تھا - کہ ملیریا ان ابخرات سے پیدا ہوتا ہے - جو بوجہ گرمی نباتاتی اجزا کے سڑ جانے سے پیدا ہوتے ہیں - لیکن اب ثابت ہو گیا - کہ اس زہر کا

باعث ایک قسم کا مچھّر ہے۔ جسے ملیریا کا مچھر کہتے ہیں۔ ایک انسان کے بدن سے مچھّروں کے ذریعہ سے یہ زہر دوسرے کے جسم میں پہنچتا ہے۔ ایک ہفتہ تک یہ مادہ مچھّر کے جسم میں پرورش پاتا ہے۔ اور پھر جب مچھّر کسی تندرست آدمی کو کاٹتا ہے۔ تو وہ مادّہ اس میں سرایت کر جاتا ہے۔ ہندوستان میں مئی سے لے کر اکتوبر تک اور نومبر دسمبر میں بھی ملیریا کا زور ہوتا ہے*

۲۔ ملیریا بخار کئی قسم کا ہوتا ہے۔ یہ ہر روز۔ دوسرے دن۔ تیسرے دن یا چوتھے دن لرزہ۔ کپکپی اور درد سر کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ اور حرارت جسم بڑھنے لگتی ہے۔ اور ایک سو تین درجے سے اوپر چلی جاتی ہے۔ پھر بعض عورتوں میں سرسامی اور بچّوں میں اکثر تشنج کی حالت نمودار ہوتی ہے۔ جب بخار اُترنے لگتا ہے۔ تو پسینہ آتا ہے۔ ملیریا کے مچھّر پانی میں انڈے دیتے ہیں۔ اور اسی میں مچھّروں کے بچّے پلتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے کھڑے پانی کے تالاب یا غلیظ پانی کے حوض آپ کے گھروں کے قریب نہ ہوں اور ماہ

ستمبر سے اکتوبر تک حوض یا جھیل میں مٹی کا
تیل ڈلواتے رہو۔ تاکہ مچھروں کے انڈے
ضائع ہو جائیں۔ ہفتہ وار مچھروں کے رہنے
کے مقامات کا اپنے گھروں میں معائنہ کرتے
رہو۔ اگر کہیں پانی رُکا ہوا ہو تو وہاں صفائی
کرا کے فنائل ڈلواؤ۔ ٹوٹی پھوٹی بوتلوں کو
گھروں سے باہر پھنکوا دو۔ اور خراب اور خالی
بکس بھی اپنے مکانات میں نہ رکھو۔ پانی پینے
کے حوضوں کو بہت مناسب ہے کہ آہنی جالیوں
سے ڈھانکا جائے۔ تاکہ اُن میں مچھر نہ جا
سکیں۔ اگر کواڑوں میں آہنی جالیاں لگوا لی
جائیں۔ تو ہوا بھی نہیں رُکتی۔ اور مچھر بھی آنے
نہیں پاتے +

۳۔ برسات میں مچھر کثرت سے پیدا ہوتے
ہیں۔ یہ ہزاروں کی تعداد میں انڈے دیتے
ہیں۔ ان ایام میں حفاظت کی بڑی ضرورت
اس لیئے لازم ہے کہ مسہریوں یعنے مچھر دانیوں
اور بجلی کے پنکھوں کا استعمال ہو۔ تاکہ رات
کو مچھر عذاب نہ دیں +

موسمی بخار میں جب سردی لگنے لگے۔ تو
گرم کپڑا اُڑھاؤ اور چائے یا گرم پانی یا ملٹھی

لیموں پلاؤ۔ اور ہوا سے بچاؤ۔ اور بستر کو گرم پانی کی بوتلوں سے گرم رکھو۔ جب گرمی کا درجہ آ جائے تو مفرح چیزیں استعمال کرو۔ پسینہ اگر نہ آئے۔ تو عرق اور ادویات دو مگر یہ خیال رہے۔ کہ پسینہ کے وقت جسم کو ہوا نہ لگے۔ بخار روکنے کے لئے کونین سے پہلے ہلکا مسہل ضروری ہے۔ چند اجابتوں کے بعد کونین شوق سے استعمال کرو۔ کونین ملیریا کے زہر کے لئے تریاق ہے۔ اور اس کے زہر کو نیست و نابود کر دیتی ہے ٭

بعض ڈاکٹروں کی تو اب یہ رائے ہے۔ کہ موسمی بخار میں بھی کونین دے دو۔ کونین دیتے ہوئے اس بات کا خیال رہے۔ کہ حاملہ عورت کو کونین سے اسقاط کا اندیشہ ہے۔ بعض آدمیوں کو کونین بالکل موافق نہیں۔ کونین کھانے سے بہرے ہو جاتے ہیں۔ اور کھجلی ہونے لگتی ہے۔ ایک پارسی عورت کونین کے استعمال سے ایسی بہری ہوئی۔ کہ لاعلاج ہو گئی ٭

تجربہ سے معلوم ہوا۔ کہ یوکلپٹس کے درخت کے قریب مچھر نہیں آتا۔ اور زیتون کے تیل

کی خوشبو سے بھی بھاگتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ اگر ملیریا سے محفوظ رہنا ہے۔ تو صاف پانی پیو۔عمدہ غذا استعمال کرو۔ خوش مزاج رہو۔ دستانے اور اونی موزے پہنو۔ رات کو مسہریوں میں آرام کرو۔ دن کو کونین کھاؤ۔ اور گندے پانی کے نالیوں میں مٹی کا تیل ڈلواتے رہو ؞

سوالات

۱۔ ملیریا کے متعلق زمانہ گزشتہ کے ڈاکٹروں کا خیال تھا۔ اور اب کیا رائے ہے؟ کون سا خیال درست ہے؟

۲۔ ملیریا کا انسداد کس طرح ہو سکتا ہے؟

۳۔ موسمی بخار کی علامات بیان کرو۔ اور اسکا علاج بتاؤ ؞

۴۔ کونین کے استعمال میں کس قسم کی احتیاط مناسب ہے؟

رنج والم

از مولانا عبدالحلیم صاحب شرر لکھنوی

اے ہمصفیران ملک وجود! کہو تمہاری اتنی زندگی بے رنج و الم کا مزہ اُٹھائے ہی ختم ہو گئی۔ تم تو ابھی چند روزوں اور باغ ہستی کی ہوا کھاؤ گے۔ تم کو اپنی پوری عمر کا کیا حال معلوم۔ تم کیا جانو باقی عمر کیونکہ گذریگی۔ اس لئے تمہارا کیا اعتبار۔ دیکھو ہم ان لوگوں سے سارا حال پوچھ لیتے ہیں۔ جو زندگی کو کھو چکے اور اپنے دل دردمند کو لئے قبروں میں لیٹے ہوئے ہیں۔ اور اصل تو یوں ہے۔ کہ اُن سے بڑھ کر کوئی کیا جانے گا۔ ہائے جان دے کر یہ ہی تو ایک تجربہ ان لوگوں کو حاصل ہؤا ہے۔ مدتوں دُنیا میں ٹھوکریں کھا کر بس اتنی ہی بات اُنہوں نے سیکھی ہے قبر کی بے فکری میں اگر کبھی کبھی دُنیا یاد آتی ہوگی۔ تو روز روز کا سوہان روح اور گھڑی

گھڑی کا غم و اندوہ آنکھوں میں پھر جاتا ہوگا +

اے یاران عدم! اب تمہارے ہوتے یہ معاملہ کس سے دریافت کرنے جائیں۔ پیاری زندگی تم اسی روزانہ مصیبت کی نذر کر چکے ہو۔ بہت بڑی دولت کھو کر تم نے سیکھا ہے۔ بتاؤ کہ جب تک دنیا میں تھے۔ کسی وقت بھی آرام سے بسر کرنے کا اتفاق ہؤا تھا۔ یہ ساری ساٹھ ستّر برس کی عمر جان کاہیوں ہی میں گذری۔ بھلا تمہیں کبھی ایسا دن بھی نصیب ہؤا تھا۔ جس میں تم چین سے سوئے ہو۔ کوئی جشن عشرت پوری طرح مزے میں گذرا تھا۔ کسی بزم طرب میں بھی تم کو آخر تک وہی پہلی سی شادمانی رہی تھی۔ ہماری تو یہ رائے ہے۔ کہ ایک لمحہ بھی تم پر بے رنج و الم نہ گذرا ہوگا۔ آخر کچھ تو بتاؤ کہ ہماری تسکین ہو۔ دیکھو بڑی آرزو لگا کر آئے ہیں۔ یہ مسئلہ یہاں بھی نہ حل ہؤا تو کچھ نہ ہؤا +

خیر تم نہ بولو بھی تو کیا مضائقہ ہے۔ وہ تمہارا غضب کا سکوت اور بلا کی مایوسی کہے دیتی ہے۔ کہ کبھی سچی خوشی نہ نصیب ہوئی۔

تمہاری حسرت ناکی گواہ ہے۔ گور غریباں کی سنسان آبادی پکار رہی ہے۔ کہ صورت ہیں جالم میں دوسرے سارا زمانہ جانتا ہے۔ کہ خموشی ہم رضا تم سمجھ گئے کہ اس چپ چاپ سا رہنے پھر یہ بلا ٹل جائے گی۔ بھلا کہیں ایسا ہو سکتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ تمہارے ہاں آکر بھی یہ ہی معلوم ہؤا۔ کہ دُنیا بس رنج و الم کا گھر ہے +

اب تو اس مسئلہ پر ہمیں یقین آ گیا۔ لاؤ زمانہ بھر کو سمجھا دیں۔ کہ دنیا کی ان دیکھ خوشیوں میں پھنس کر اُس گھڑی کو نہ بھولیں۔ گو بد مستئ شبینہ میں خمار کا خیال کسے گذرا ہے۔ جو ہماری سر مغزی سے گذریگا۔ مگر ہمیں اپنا فرض ادا کر دینا چاہیئے۔ اے صاحبان! رخصت کی گھڑی سر پر کھڑی ہے مرنے میں آکر ایسے نہ اِترا جاؤ۔ اے رندانِ خرابات! دیکھو پھر خمار بے چین کر دے گا۔ یوں بیاد مستیوں کی نہ لو۔ اے راحت طلباں بزم عشرت زیادہ خوشیوں میں نہ آؤ۔ تھوڑی ہی دیر میں محفل گرم ہؤا چاہتی ہے۔ اے دل دادگان وطن! یہ نہ سمجھو کہ کبھی وطن کے

Digitized by Arya Samaj Foundation Chennai and eGangotri

آوارگان غریب کا ساتھ نہ دینا پڑے گا۔ کیوں اس قدر مانوس عشرت ہوئے جاتے ہو۔ اے جلوہ افروزان تخت سلطنت! اتنی راحت طلبی اچھی نہیں۔ تمہارے تھوڑے دشمن نہیں ہیں۔ اے بدمستان دولت! ہوش میں آؤ۔ کون جانتا ہے۔ کہ زمانہ تم سے ہمیشہ ہی بنا رہیگا ؛

مگر افسوس جس طرح گور غریباں والوں نے دریافت کرتے وقت سانس تک نہ لیا تھا۔ اسی طرح ان لوگوں نے بھی آنکھ اُٹھا کے نہ دیکھا۔ دنیا کی دل بستگیاں خدا جانے کیا لبھاتی ہیں۔ کہ گو روز کسی نہ کسی صدمہ سے سابقہ پڑتا ہے۔ مگر پھر بھی متنبہ نہیں ہوتا۔ وہ اگلا جملہ سونے سے لکھنے کے قابل ہے۔ کہ بدمستئ شبینہ میں کبھی خمار یاد نہیں آتا ؛

دُنیا میں دو چیزیں ہیں۔ ایک راحت اور ایک رنج۔ ان دونو میں ہمیشہ مقابلہ ہوتا آیا ہے۔ عقل و نفس کے دلچسپ مباحثے تو سبھی کو یاد ہونگے۔ مگر رنج و راحت کی روزانہ لڑائیاں بھی دیکھنے کے قابل ہیں۔ انسان میں دیکھو راحت اپنے زبردست مددگار جوانی کو بلاتی ہے۔ اور رنج بُڑھاپے کو لاکر اُس کا مقابلہ

کرتا ہے۔ مگر یہ کس غضب کا بجیف الجثّہ بڈھا ہے۔ کہ ہمیشہ جوانی پر غالب آجاتا ہے۔ باغ ہستی عام طور پر ایک عشرت کی بہار کا مزہ اُٹھواتے اُٹھواتے کبھی خزاں کے ذریعہ سے انتہائی افسردگی کا سامان دکھا دیتا ہے۔ مگر راحت کچھ ایسی جلد بازی اور سرعت کو کام میں لاتی ہے۔ کہ جب اُسے دیکھا ہے۔ پہلے ہی آتے دیکھا ہے۔ اور غم آخر میں آکر ساری بزم عشرت کو برہم کر دیتا ہے۔ اسی لئے دیکھئے ہر کسی کا پیدا ہونا نمونۂ راحت ہے۔ اور مرنا نمونۂ رنج۔ پوری خوشی سے انسان کی ابتدا ہوتی ہے۔ اور دنیا کی چند روزہ عمر راحت و غم کے اختلافات اور جنگ و جدال کا زمانہ ہے۔ خوشی چاہتی ہے۔ کہ مَیں اپنا وہی اگلا سا رنگ جمائے رہوں۔ اور رنج کہتا ہے کہ باغ کی سیر اور یہ آرزو کبھی پوری ہو سکتی ہے؟

لاکھ سنبھلنے کے ارادے ہوں۔ مگر جب میں سنبھلنے دوں۔ یہاں تک آخر کو اس لڑائی میں رنج ہی کے ہاتھ میدان رہتا ہے۔ اور موت نصیب ہوتی ہے۔ جو تمام خوشیوں کا خاتمہ ہے

اور رنج ہی رنج رہجاتا ہے۔ پوری خوشی اُسی روز تھی جب پیدا ہوئے تھے۔ اور پورا رنج اُسی روز ہوگا جب مریں گے +

مگر کیا غم بالکل بُری ہی چیز ہے۔ اصل تو یُوں ہے۔ کہ ساری خوشی رنج ہی کی بدولت ہے۔ جس روز رنج دنیا سے اُٹھ جائے۔ اُسی روز خوشی کا خاتمہ ہے۔ قاعدہ یہ ہی ہے کہ کسی چیز کے ہونے کی جبھی آرزو ہوگی۔ جب نہ ہونے کا کھٹکا ہو۔ آفتاب کا چمکدار چہرہ اسی لئے بھلا معلوم ہوتا ہے کہ چار پہر اُس کے دیکھنے کو آنکھیں ترس جاتی ہیں۔ اسی لئے کہتے ہیں۔ کہ خوشی اُنہیں لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ جو مدّتوں سرد مہریٔ زمانہ کا مزہ اُٹھایا کئے ہیں +

لوگ جو بچپن سے ناز و نعمت میں پلا کئے ہیں۔ کیا جانیں کہ سچّی راحت میں کیا مزہ ہے۔ یہ تو اُنہیں سے پُوچھئے جن کی بلا کشی میں گزری ہو۔ رنج رنج ہے تو خوشی سے۔ خوشی خوشی ہے تو رنج سے +

ہمارا مذہب ہے۔ کہ آدمی کبھی خوشی میں رنج کو نہ بھولے۔ اور رنج میں خوشی سے

مایوس نہ ہو - دونو جوڑا برابر ہے - مبتلایانِ غم
سمجھ لیں کہ راحت کا جیسا مزہ اُن کو ملے گا
کسی کو نہیں مل سکتا - سب کچھ سہی مگر کوئی یہ
بلا کشی کہاں سے لائے گا - اور راحت کا لُطف
ہے تو اسی کے بعد - غم فراموشاں بزم عشرت
ڈرتے ہیں - کہ آگے چل کر جیسا غم اُنہیں جھیلنا
پڑے گا - کسی نے کہا ہے کہ جھیلا ہو گا - ہزار
آفتیں ہوں - مگر کسی نے ایسی راحت کاہے کو
اُٹھائی ہو گی - سب سے بڑا غم وہی ہے - جو
عیش و عشرت کے بعد ہو - اس کی پیروی کریں
تو دیکھو کس مزے میں رہتے ہیں - نہ غم کیشوں
کو ایسی مایوسی ہو گی اور نہ عشرت گزینوں
میں ایسی فرعونیت آنے پائے گی +

سوالات

۱ - فرعونیت سے کیا مراد ہے - فرعونیت کی مثال
دو +

۲ - غم فراموشاں بزم عشرت کی تشریح کرو +

۳ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

بلا کش - سرد مہری - ہمصفیر - ملک وجود - جان
کاہیاں +

۴- مضمون نگار نے کون سی دو دنیاوی چیزوں کا ذکر کیا ہے- اور اُن کا کس طرح مقابلہ کیا ہے- اپنے الفاظ میں بیان کرو ؟

۵- خموشی نیم رضا کی توضیح کرو +

پیچش

پیچش ایک نہایت موذی اور متعدّی مرض ہے- انگریزی زبان میں اسے ڈسنٹری کہتے ہیں- اس مرض میں مریض کی آنتوں میں خراش ہوکر سوزش ہو جاتی ہے- اوّل اوّل عموماً آؤں آتی ہے- اور پھر خون آنے لگتا ہے- لیکن بعض اوقات آؤں کے ساتھ ہی خون بھی شروع ہو جاتا ہے- شروع شروع میں پیٹ میں مروڑ اور سوزش معلوم ہوتی ہے- پاخانہ جلد جلد ہوتا ہے- جی مالش کرتا رہتا ہے- اور کبھی کبھی بخار بھی ہو جاتا ہے +

۲- پیچش خراب دودھ سے جس میں پانی ملا ہو خراب غذا اور میلے پانی سے ہو جاتی ہے- موسم

گرما میں عموماً اور خاص کر کے برسات میں جبکہ موسم یکایک گرم سے سرد ہو جائے۔ پیچش ہو جاتی ہے۔ سخت سوء ہضمی اور یکلخت ٹھنڈ کا ہو جانا بھی پیچش کر دیتا ہے۔ قبض بہت خراب چیز ہے۔ شراب کا استعمال بھی خطرناک ہے۔ ان دونو سے پیچش اکثر ہو جاتی ہے۔ اگر سبز ترکاری اور میوہ جات بہت دن تک استعمال نہ کئے جائیں۔ تو اس مرض کے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔ چھوٹے بچے جو صرف دودھ پیتے ہیں اُن کی آنتوں میں ایک جھلی سی پڑ جاتی ہے۔ جو رفتہ رفتہ پیچش کا باعث ہوتی ہے۔ اور پرانے ہونے پر خطرناک ہو جاتی ہے۔ بچوں کو جب پیچش ہونے لگتی ہے۔ تو پہلے سبز رنگ کے غلیظ دست آتے ہیں۔ پھر چند دن کے بعد خون اور آؤں آنے لگتی ہے +

۳۔ ہم کہہ چکے ہیں۔ کہ پیچش نہایت موذی مرض ہے۔ اور جب پرانی ہو جائے۔ تو آدمی کو گھلا گھلا کر مار ڈالتی ہے۔ پیچش میں روٹی۔ سرخ مرچ کھٹاس۔ گوشت۔ مٹھاس۔ نشاستہ دار اشیاء مثلاً آلو وغیرہ اور روغنی اشیاء سے بہت پرہیز ہونا چاہیئے۔ مریض بچوں کے لئے تیز اور ترش چیزیں

باعث ہلاکت ہیں ÷
پیچش میں زیادہ حرکت کرنا بھی مضر ہے۔ زین سواری اور سائیکل پر بیٹھنا بھی منع ہے پیچش کے لئے کسٹرائل یعنی ارنڈی کا تیل ڈاکٹری علاج ہے۔ سخت تکلیف کی حالت میں لاڈینم یعنے افیون کے ست کی پچکاری استعمال کرتے ہیں۔ یونانی علاج میں بالخصوص اسپغول مصری کے شربت کے ساتھ پھانکتے ہیں۔ جو عموماً بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ یونانی علاج میں غذا خشکہ اور دہی دیتے ہیں۔ اور کھچڑی بھی منع نہیں۔ پیچش میں لعاب بہی دانہ اور بید مشک کا شربت اور اگر خون آتا ہو تو شربت انجبار بہت کارآمد ثابت ہوا ہے ÷

۴۔ اگر بچہ کو یہ مرض ہو اور وہ بہت کمزور ہو گیا ہو۔ تو پانی گرم کر کے اس میں چھوٹے دو چمچے رائی ملا کر اُسے نہلاؤ فائدہ ہوگا۔ اگر دودھ پیتا بچہ بیمار ہو تو گائے یا بھینس کا دودھ قطعی طور پر بند کر دو۔ صرف ماں کا دودھ دو۔ ماں کو صرف وہ غذا دو جو پیچش کے لئے مفید ہے۔ اگر ماں بد پرہیزی کرے گی۔ تو بچہ کبھی اچھا نہ ہوگا۔ ارا روٹ

بھی لعابدار غذا ہے اور یہ بھی پیچش میں فائدہ بخش ہے۔ غذا میں ہر چوتھے گھنٹے آش جو میں ایسے دودھ کا جس کی بالائی اتار لی گئی ہو ایک چمچہ یا چاول کی پیچ ملا کر دو۔ انگریزی علاج میں ڈاکٹر بڑے بچوں کو یخنی۔ انڈے کا مکسچر اور دود میں ہاضم اجزا ملا کر دیتے ہیں۔ یونانی طبیب انڈے اور یخنی کو منع کرتے ہیں +

ڈاکٹری علاج میں دو سال سے کم بچے کے لئے چائے پینے کا نصف چمچہ۔ اور دو سال سے چار سال تک کے لئے ایک چمچہ "اولیم رسینی" یعنی کیسٹرائل ایملشن نہایت سریع الاثر دوا ہے + (ڈاکٹر سبحان علی)

سوالات

۱۔ پیچش کسے کہتے ہیں۔ یہ کس قسم کا مرض ہے؟
۲۔ پیچش کی علامات بیان کرو +
۳۔ پیچش کا علاج کیا ہے؟
۴۔ چھوٹے بچوں کو اگر پیچش ہو جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟
۵۔ اس مرض میں کس قسم کی غذا مناسب ہے۔

اور کن چیزوں سے پرہیز لازم ؟

۶ - ذیل کے الفاظ کا مطلب بیان کرو :-
یخنی - سریع الاثر - کیسٹرائل ایملشن - نشاستہ - لاڈینم - اویم رسینی ٭

فنا

سامنے آنکھوں کے دریا سبز لہراتا ہؤا
ناز سے جھونکا نسیم صبح کا آتا ہؤا
برف کی وردی میں لشکر ابر کا جاتا ہؤا
موسم گلہائے رنگیں دل کو تڑپاتا ہؤا

اپنے اپنے وقت پر ہر اک فنا ہو جائیگا
دیکھ لینا چار دن میں کیا سے کیا ہو جائیگا

پھر نہ بحرِ نیلگوں اس لطف سے لہرائیگا
نے کوئی جھونکا ہوا کا باغ میں پھر آئیگا
ابر کا ٹکڑا تلک صورت نہ پھر دکھلائیگا
شیشۂ دل سنگِ ناکامی سے ٹکر کھائیگا

نام رہ جائیگا باقی بس خدائے پاک کا
نقش وہ مٹ کر رہے گا جو بنا ہے خاک کا

جا چکی ہم سے ہمیشہ کے لئے فصلِ بہار
موت دروازہ پہ کرتی ہے ہمارا انتظار
چھوڑتے جاتے ہیں بزمِ عیش یار و غمگسار
ہم کو بھی جانا پڑے گا ہو گی جب اپنی پکار

گردشِ چرخِ بریں نیچا ہمیں دکھلائے گی
مادرِ گیتی ہمیں آغوش میں بٹھلائے گی

جس جگہ احباب کی اپنے رسائی تک نہیں
بزمِ عشرت کی صدا جس گھر میں آئی تک نہیں
نغمۂ بلبل جہاں دیتا سنائی تک نہیں
پھول کر جس جا نسیمِ صبح آئی تک نہیں

ایسے ویراں گھر میں ہم کو چھوڑ جائینگے عزیز
بعدِ مردن ہم نہیں گویا رہے اُن کے عزیز

عالمِ پیری ہے چہرہ ہو گیا ہے زرد فام
دانت رخصت ہو گئے بازو نہیں دیتے ہیں کام
جسم ٹھنڈا ہو گیا ہے موت کا پہنچا پیام
کوسِ رحلت بج گیا اپنا بھی یارو والسلام

مادرِ گیتی یوں ہی اک دم فنا ہو جائے گی
چار دن میں آب و تاب اس کی ہوا ہو جائے گی

ہم نہیں دنیا میں جب بادِ نسیم آیا کرے
موجِ بحرِ نیلگوں سر اپنا ٹکرایا کرے
شامِ وصلت عاشقوں کو لطف دکھلایا کرے

صبح عشرت آسماں سے نور برسایا کرے
ہم کو کافی ہے زمیں دو ہاتھ سونے کے لئے
فرش خاکی خوب ہے اپنے بچھونے کے لئے

مولوی عزیز الرحمٰن صاحب
رنگرامی

سوالات

۱۔ نقش خاک سے کیا مراد ہے۔ اور فرش خاکی کا مفہوم کیا ہے؟

۲۔ رحلت کے ساتھ کوچ کو کیا مناسبت ہے؟

۳۔ نسیم صبح کے اور کیا کیا الفاظ اردو زبان میں استعمال کئے جاتے ہیں؟

۴۔ ذیل کے شعر کا مطلب بتاؤ:- ؎

مادر گیتی یوں ہی اک دم فنا ہو جائے گی
چار دن میں آب و تاب اس کی ہوا ہو جائیگی

۵۔ ذیل کے محاورات کا محل استعمال بتاؤ اور ان کو اپنے فقروں میں استعمال کرو:-

(الف)۔ نیچا دکھائے گی۔

(ب)۔ ہوا ہو جائے گی۔

(ج)۔ چار دن میں کیا سے کیا ہو جائے گا۔

(د)۔ جسم ٹھنڈا ہو گیا۔

وارن ہیسٹنگز کے اخلاق

(از خان بہادر شمس العلماء مولوی محمدؐ ذکاء اللہ مرحوم)

شاید کوئی اور دُوسرا مدبّر و منتظم ملکی ایسا گذرا ہو۔ کہ جس کی تفضیح اور ہجو اس مبالغہ سے اور تعریف اس شدّومد سے ہوئی ہو اور اُس کی ساری زندگی کے افعال اور اعمال کی تحقیقات ایسی شہادت تحریری سے ہوئی ہو مگر اُس کی نسبت لکھنے والے طرفدار اور متعصّب تھے۔ اگر نظرِ انصاف سے دیکھیے تو اُس میں یہ بھلائیاں اور بُرائیاں معلوم ہونگی۔ جو ہم نیچے لکھتے ہیں۔ اس کی فطانت اور فراست و ذہانت کے سب دوست دشمن قائل ہیں۔ کوئی اس میں شُبہ نہیں کرتا کہ وہ بیدار مغز اور ہوشیار دل ایسا تھا۔ کہ امور خطیر اور معاملاتِ عظیم کے انصرام اور سرانجام کرنے کی اُس میں قابلیّت اور لیاقت تھی۔ برسوں تک اُس نے ایک سلطنتِ

بزرگ اور مملکت عظیم کا نظم و نسق کیا۔ سوائے ذہین اور قابل ہونے کے وہ محنت شعار اور جفاکش پرلے درجے کا تھا۔ کاہلی اُس سے کروڑوں کوس دُور رہتی تھی۔ اُس کے جانشین جو ہوئے۔ اُن میں دو چار قابلیت اور لیاقت میں تو ہم پلّہ ہوئے۔ مگر محنت و مشقّت و کارگزاری میں کہیں اُس سے ہلکے تھے۔ یہی پہلا عالی دماغ تھا۔ جس نے یہ سوچا۔ کہ انگریزی گورنمنٹ سب سے علیحدہ رہ کر قائم نہیں رہ سکتی۔ اُس کے لئے ضرور ہے۔ کہ وہ اور ہندوستانی رئیسوں سے آمیزش اور سازش کرے یہی باب فتح و نصرت کی کنجی ہے۔ یہی وہ روشن عقل تھا۔ کہ اُس شاہ راہ پر انگریزی گورنمنٹ کو رستہ دکھایا۔ جس پر چلنے سے وہ اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئی۔ گو یہ خیالات اُس وقت انگلستان میں عام پسند نہ تھے۔ مگر بڑی بھلی طرح سے تجربہ ہو کر آخر کار وہی صحیح ثابت ہو گئے ۔

اُس نے انگریزی صوبوں کے حسن انتظام میں اپنی عقل و ذہن کو بہت خرچ کیا۔ انقلابوں کے طوفان نے سارے ملک میں

اندھیر مچا رکھا تھا۔ شمع افسردہ کی طرح سب
میں دھواں نکل رہا تھا۔ مالی اور دیوانی
عدالتوں کا بہت بُرا حال تھا۔ وہ نام کی
عدالتیں تھیں۔ حقیقت میں اُن کی طفیل وہ
ظلم و ستم ہوتے تھے۔ کہ قلم لکھ نہیں سکتا
اگر زمیندار تھا۔ تو ادائے مالگزاری کے لئے
سر اُس کا گنجا بنایا جاتا تھا۔ اگر ساہو کار
تھا۔ تو وہ شکنجے میں پھنسا ہوا تھا۔ غرض
سارے زمانے کی عافیت تنگ تھی۔ اُس نے
ان سب عدالتوں کی اصلاح کی۔ گو ان کو اس نے
درجۂ کمال پر نہیں پہنچایا۔ اور نہ اُن کو اچھا بنایا۔
مگر وہ ایک بنیاد اُن کی ایسی ڈال گیا۔ کہ پھر اس
پر اوروں کو ردّے لگا کر عمارت بنانی آسان ہو
گئی۔ کوئی حکومت کا کارخانہ ایسا نہ تھا۔ کہ جس
کی طرف اُس نے توجہ نہ کی ہو۔ اور ان میں بہت
سی باتوں کا موجد نہ ہو۔

اُس نے اپنی سرکار کی ہوا خواہی اور
خیر اندیشی میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہیں کیا۔ مگر اس میں اُس نے اخلاق کی نیکی
پر خیال نہیں کیا۔ جس وقت سرکار نے روپیہ
مانگا۔ تو اُس کے سرانجام کرنے میں کسی بات

کا آگا پیچھا نہیں سوچا - از راہِ ظلم و تعدی
جو دولت کا سامان کیا - اہل انگلستان نے اُس
کو سر بے سامانی سمجھا - اُس کی طبیعت کا خمیر
ایسا تھا - کہ وہ عدالت اور صداقت کو ضرورت کے وقت
کچھ چیز نہیں سمجھتا تھا - اور مروّت و فتوّت
کو انسانیت میں داخل نہیں جانتا تھا - کہ
ضرورت اور روا باشد پر عمل تھا - وہ خود رائی
کے سبب بہ خود غلط اتنا تھا - کہ اپنے
سامنے افلاطون کی بھی حقیقت نہیں جانتا تھا
ہر کام اُس کا ایک راز سربستہ اور سرّ پوشیدہ
تھا - کسی کام کی اصل حقیقت کھلنے ہی نہیں
دیتا تھا - گو اُس کے ظاہر ہو جانے سے
نقصان نہ ہو - وجہ اس کی یہ تھی - کہ وہ ہر
کام کو بڑے پیچ پاچ سے کرتا تھا - غرض
اس میں جو خوبیاں تھیں - وہ تحسین کے
قابل تھیں - اور جو برائیاں تھیں وہ نفرین
کے لائق - یوں سمجھنا چاہئے - کہ رعایا پروری
سپاہ کی دلداری - لوگوں کو اپنا کر لینا -
رفاہیت عباد اور معموریٔ بلاد کا خیال یہ
سب خوبیاں اُس میں ایسی تھیں - کہ وہ ایک
طوطئ خوش رنگ کی طرح خوش نما معلوم

ہوتی تھیں - مگر اپنی سرکار کی نمک شناسی
کے سبب سے اُس کی گنجینہ آمائی - دولت
افزائی ایسی ایک بلی اُس میں تھی - کہ وہ اس
طوطئ خوش رنگ کو نوچے کھاتی تھی - مگر اس
بلی کے بھنبوڑنے کے لئے اُس کے پاس ایک
کتا بھی موجود تھا - جو اُس کی خود پرستی اور
خود رائی تھی - غرض یہ فضائل اور رذائل اُس
میں کام کر رہے تھے - جو ایک بڑے بند
مکان میں طوطی اور بلی اور کتا کام کریں -
ہیسٹنگز صاحب کی سب سے زیادہ تعریف اس
بات میں تھی - کہ اُس نے سارے کارخانوں
اور کاموں کے لئے خود ہی مقدمات کو ترتیب
دیا اور اُس بات کو سرانجام کیا - جب وہ
ولایت سے ہندوستان آیا - تو طفلِ مکتب تھا -
نوکری ملی تو تجارت کے کارخانے میں - کبھی
اُس کو اہلِ علم اور منتظمانِ ملکی کی صحبت میسر
نہ ہوئی - جتنے اُس کے یہاں جلیس و انیس
تھے - اُن میں کوئی اُس سے زیادہ صاحب لیاقت
نہ تھا - کہ اُس کی لیاقت کو بڑھاتا - بلکہ اُس
کو خود اُستاد بن کر اور سب کو لیاقت کا
سبق پڑھانا پڑا - وہ سب کا رہنما تھا - اور

اُس کا رہنما فقط اُس کی عقل و دانش کا نور تھا ؎

سوالات

۱ - وارن ہیسٹنگز کون تھا - اُس کے مختصر حالات بیان کرو ؟

۲ - گورنر جنرل سے کیا مراد ہے - اُسے اب وائسرائے کیوں کہتے ہیں ؟

۳ - ذیل کے فقرہ کی تشریح کرو :-
شمع افسردہ کی طرح سب میں دھوآں نکل رہا تھا ؎

۴ - بقول مضمون نگار وارن ہیسٹنگز میں کیا فضائل اور کیا رذائل ہنگام ملازمت کام کر رہے تھے - اپنی عبارت میں بیان کرو ؟

۵ - وارن ہیسٹنگز کی اصلاح سے پہلے عدالتوں کا کیا حال تھا ؟

۶ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
طفل مکتب - جھنجوڑنا - فتوت - تعدّی - انصرام - بیدار مغز ؎

وادی لدر

از جناب خان بہادر سر ڈاکٹر میاں محمد شفیع
کے سی ایس آئی بیرسٹر ایٹ لا

یہ کشمیر کے دل کشا مرغزار
یہ پانی یہ شمشاد و سرو چنار
یہ سرسبز دشت اور یہ کوہسار
سدا جن میں رہتی ہے گل کی بہار

ہیں سب شبہ جہاں بخش و راحت فزا
یہ سب ہیچ مجھ بن ہیں اسکے لقا

یہ دل کش لدر کی ہے وادی جہاں
سہانا ہے قدرت نے باندھا سماں
نہیں ایسی پائے مسافر کہاں
کہے صنعت حق کی جو داستاں

گھری ہے پہاڑوں سے چاروں طرف
ہیں اشجار سرسبز یا گل بکف

صدا راگ گاتے ہیں یا آبشار

ہیں عاشق کے دل کی طرح بے قرار
ہمیشہ اگرچہ ہیں خود دل فگار
یہ ہے رونق گل کا ان پہ مدار

چمن گر کھلے ہیں تو ان کے طفیل
جو میدان ہرے ہیں تو ان کے طفیل

کناروں پہ ان کے درخت چنار
ہے جنگل کا شاہنشہ باوقار
مسافر کا ہے دوست لیل و نہار
اسے دیکھ کر میری جان نثار

سرشتا کے ہے جوش سے شادماں
کہ سایہ ہے اس کا فرح بخش جاں

یہ گھیرے ہیں وادی کو کوہِ بلند
نہ رستم کی بھی جن پہ پہنچے کمند
ہیں نیچر کے عشاق کے دل پسند
عجب راز قدرت کے ہیں ان میں بند

لئے تاج سر پہ ہیں اشجار کے
ہیں تختِ رواں رکھتے انہار کے

یہ وادی کی جاں بخش تازہ ہوا
ہے جس سے دلِ ناشگفتہ کھلا
مرے پاس لاتی ہے تجھ سے سدا
پیامِ محبت سلام و وفا

محبّت کی بُو اس میں پاتا ہوں مَیں
تو پھُولا نہیں پھر سماتا ہوں مَیں

شکر سے چلے جب سوئے پہل گام
ہؤا دل مرا اور بھی شاد کام
دلاویز و دلکش تھا ہر اک مقام
صداقت کو پہنچا کسی کا کلام

کہ فردوس دُنیا میں ہے گر کہیں
یہیں ہے یہیں ہے یہیں ہے یہیں

سوالات

۱۔ وادی کا کیا مطلب ہے۔ چند وادیوں کے نام لو ؟

۲۔ شاعر نے چنار کی شان میں کیا الفاظ اِستعمال کئے ہیں۔ وہ کہاں تک درست ہیں ؟

۳۔ پھولا نہ سمانا کیا محاورہ ہے اور کب استعمال ہوتا ہے ؟

۴ سلام وفا کی تشریح کرو ؟



نوروز

اکبر بادشاہ فقط ملک کا بادشاہ نہ تھا۔ ہرفن مولا اور ہر کام کا بادشاہ تھا۔ ہمیشہ علوم و فنون کی پرورش اور ترقی کی فکر میں رہتا تھا۔ اس کی قدر دانی نے دانایان فرنگ کو بندر سورت ۔ ہگلی سے بلا کر اس طرح رخصت کیا ۔ کہ یورپ کے ممالک مختلفہ سے لوگ اُٹھ اُٹھ کر دوڑے ۔ اپنے اور ملک کے صنائع و بدائع لا کر پیشکش کئے ۔ اس موقع پر اُن سب کے نمونے سجائے گئے ۔ اور ہندوستان کے صنعتگروں نے بھی اپنی دستکاریاں دکھا کر خوش کیا ۔ اور شاباش و آفرین کے پھول سمیٹے ۔

نوروز سے لے کر ۱۸ دن تک ہر ایک امیر نے اپنے اپنے ایوان میں ضیافت کی ۔ حضور رونق افروز ہوئے ۔ اور بے تکلف اور دوستانہ ملاقات سے محبت و اتحاد کی بنیاد دلوں میں استوار کی ۔ امرا نے اپنے رتبے

کے بموجب پیشکش گذرانی - ارباب طرب اور
اہل نشاط کے طوائف - کشمیری - ایرانی - تورانی
ہندوستانی گوییئے - ڈوم - ڈھاڑی میراثی - کلاونت
گائک - ناٹک - بھروائی - ڈومنیاں - پاتر کنچنیاں
ہزار در ہزار جمع ہوئیں - دیوان خاص اور
دیوان عام سے لے کر بازوں کے نقارخانوں
تک جا بجا مقامات تقسیم ہو گئے تھے - جدھر
دیکھو راجہ اندر کا اکھاڑہ تھا ⁂

جشن کی رہت رسوم کی بھی سیر دیکھ لو
روز جشن سے ایک دن پہلے مبارک ساعت
پر کنگن میں ایک سہاگن بی بی اپنے ہاتھ
سے دال دلتی اسے گنگا جل میں بھگوتی و
بیٹھی پیس کر رکھتی - جشن کی ساعت قریب آئی
بادشاہ اشنان کو گئے - رنگین جوڑا ساعت اور
ستاروں کے موافق حاضر - جامہ پہنا - کھڑکی
دار پگڑی راجپوتی انداز سے باندھی - کلغی سر
پر رکھا - کچھ اپنا خاندانی کچھ ہندوستانی گہنا
پہنا - جوتشی اور نجومی اسطرلاب لگائے بیٹھے
ہیں - جشن کی ساعت آئی - برہمن نے ماتھے
پر ٹیکا لگایا - جواہر نگار کنگن ہاتھ میں باندھ
دیا - گوییئے دھرپد رہے ہیں - خوشبوئیاں تیار

ہیں۔ اُدھر ہون ہونے لگا۔ چوکے میں کڑھائی چڑھی تھی۔ یہاں اس میں بڑا پڑا وہاں بادشاہ نے تخت پر قدم رکھا۔ نقارۂ دولت پر چوٹ پڑی۔ نوبت خانہ میں نوبت بجنے لگی۔ کہ گنبد گردوں گونج اٹھا +

خوانوں اور کشتیوں پر زرنگار طورہ پوش پڑے۔ موتیوں کے جھالر لٹکتے۔ امرا لئے کھڑے ہیں سونے روپے کے بادام پستے وغیرہ میوہ جات روپے۔ اشرفیاں۔ جواہر اس طرح نچھاور ہوئے جیسے اولے برستے ہیں۔ دربار ایک مرقع قدرت الہی کا تھا۔ راجوں کے راجہ مہاراجہ۔ اور بڑے بڑے ٹھاکر کہ فلک سے سر نہ جھکائیں ایرانی۔ تورانی سردار کہ رستم و اسفندیار کو خاطر میں نہ لائیں۔ خود۔ زرہ بکتر۔ چار آئینہ سر سے پاؤں تک لوہے میں غرق تصویر کا عالم کھڑے ہیں۔ خاص شہزادوں کے سوا کسی کو بیٹھنے کی اجازت نہیں۔ اول شہزادوں نے۔ پھر امرا نے درجہ بدرجہ نذریں دیں۔ سلام گاہ پر گئے۔ وہاں سے تخت گاہ تک تین جگہ آداب و کورنش بجا لائے۔ جب چوتھا سجدہ کہ آداب زمین بوس کہلاتا تھا ادا کیا تو

نقیب نے آواز دی - کہ آداب بجا لاؤ - جہاں پناہ
بادشاہ سلامت - پناہ جہانِ بادشاہ سلامت -
ملک الشعرا نے سامنے آکر قصیدہ مبارکباد
کا پڑھا - خلعت و انعام سے سر بلند ہوا +
برس میں دو دفعہ تلا دان ہوتا تھا - (۱) نوروز
سونے کی ترازو کھڑی ہوتی - بادشاہ ۱۲ چیزوں
میں تُلتا تھا - سونا - چاندی - ابریشم - خوشبوئیاں
لوہا - تانبا - جست - توتیا - گھی - دودھ - چاول - ست نجا
(۲) جشن ولادت - قمری حساب سے ۵ - رجب کو
ہوتا تھا - اس میں چاندی - قلعی - کپڑا - ۱۲ میوے
شیرینی - تلوں کا تیل - سبزی سب برہمنوں
اور عام فقیروں غریبوں کو بٹ جاتا تھا -
اسی حساب سے شمسی تاریخ کو + (آزاد)

سوالات

۱ - ہر فن مولا سے کیا مراد ہے ؟
۲ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
شمسی تاریخ - قمری حساب - کورنش - سلام گاہ -
اشنان - ریت - زرہ بکتر - زمیں بوس +
۳ نوروز کے موقعہ پر بادشاہ کن بارہ

چہروں پر تُلتا تھا *

۴۔ صنائع و بدائع کی تشریح کرو *

رُباعیات

(از شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی)

۱
کانٹا ہے ہر اک جگر میں اٹکا تیرا
حلقہ ہے ہر اک گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور
بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

۲
ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
آتش پہ مغاں نے راگ گایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے
انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

۳
مٹّی سے ہوا سے آتش و آب سے یاں
کیا کیا نہ ہوئے بشر پہ اسرار عیاں

پر تیرے خزانے ہیں ازل سے اب تک
گنجینۂ غیب میں اسی طرح نہاں

---

۴ عشرت کا ثمر تلخ سدا ہوتا ہے
ہر قہقہہ پیغام بکا ہوتا ہے
جس قوم کو عیش دوست پاتا ہوں میں
کہتا ہوں کہ اب دیکھئے کیا ہوتا ہے

---

۵ اے وقت! بگاڑ کا ہے سب کے چارہ
پر تجھ سے بگڑنے کا نہیں ہے یارا
ہو جائے گر ایک تو ہمارا ساتھی
پھر غم نہیں پھر جائے زمانہ سارا

---

۶ کی طاعت نفس میں بہت عمر بسر
انجام کی رکھی نہ جوانی میں خبر
کیفیّتِ شب اٹھا چکے اب حالیؔ
مجلس کرو برخاست ہوا وقت سحر

سوالات

۱۔ طاعت نفس سے کیا مراد ہے؟

۲۔ عشرت کا ثمر تلخ کیوں ہوتا ہے۔ مثال دو ؟

۳۔ ہنسی کو مقام بُکا کیوں کہا ہے ؟

۴۔ اس رُباعی کا مطلب بیان کرو ؎

کانٹا ہے ہر اک جگر میں اٹکا تیرا
حلقہ ہے ہر اک گوش میں لٹکا تیرا
مانا نہیں جس نے تجکو جانا ہے ضرور
بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا تیرا

۵۔ مغاں کا واحد بتاؤ۔ آگ سے مغاں کا کیا تعلق ہے۔ صنم کے لئے کوئی اور ہم معنی لفظ بتاؤ ؟

فرہنگ بہارِ ادب حصّہ سوم

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۱	قاصد۔ ایلچی +		اہلِ بینش۔ عقلمند +
	آغاز۔ شروع +		عجب۔ حیرانی +
	فکر رسا۔ پہنچنے والی فکر +		وصال و ہجر۔ ملنا اور جدائی +
۲	حمد۔ وہ شعر جو خدا کی تعریف میں کہے جائیں +		نیرنگ جہاں۔ زمانے کا طرح طرح کا رنگ بدلنا +
	کُن۔ خدا تعالے نے جب جہان کو پیدا کیا تو کُن یعنی ہو جا کہا تو تمام جہان پیدا ہو گئے +		اندوہناکی۔ غمی +
	عدم۔ عالمِ ارواح +		حسن خوباں۔ خوبصورتوں کا حسن +
	عالمِ ہستی۔ موجودہ دنیا جہان فانی +		فرزانہ۔ عقلمند۔ ہوشمند دانا +
	طلسمی کارخانہ۔ جادو کا کارخانہ +		انبیا۔ جمع نبی کی +
			اولیا۔ جمع ولی کی +
			اخوانِ یوسفؑ۔ اخوان بمعنی بھائی یعنی حضرت یوسفؑ کے بھائی +

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	عصمت۔ پاک دامنی نیک چلنی +		مات۔ ہرانا +
	محرم۔ راز دان۔ واقف +	۵	مقدس۔ پاک۔ پوتر +
	محرم اسرار۔ بھیدوں کا جاننے والا +		سواحل۔ جمع ساحل بمعنی کنارہ +
۳	طالب۔ طلب کرنے والا ڈھونڈھنے والا۔ مراد عاشق +		نرمل۔ پاک +
	مطلوب۔ طلب کیا گیا مراد معشوق +		اشنان۔ نہانا +
	سرخوش۔ شراب کے نشے میں خوشحال۔		مستفید۔ فائدہ اٹھانے والے +
	دم کھینچنا۔ چپ رہنا +		بہرہ ور۔ حصہ لینے والے۔ فائدہ اٹھانے والا +
	بادہ۔ شراب +		بلاتعین۔ بے مقررہ بغیر کسی خاص وقت کی پابندی کے +
	خمخانہ۔ شراب خانہ +	۶	یگ۔ ایک جلسے کا نام ہے۔ جو بڑے بڑے راجہ مہاراجہ منعقد کیا کرتے ہیں +
	آہنگ۔ ڈھنگ۔ طرز۔ انداز۔ آواز۔ راگ۔		اُرداس۔ عرضی
۴	خنک۔ ٹھنڈا +		دیا۔ مہربانی +
			چھلیا۔ دھوکے باز +

صفحہ	الفاظ و معانی
۷	شکتی - طاقت -
	خدا رسیدہ - بزرگ +
۸	جپ تپ - تپسیا - خدا کی یاد +
۹	گپت - گم - غائب +
	تپسیا - عبادت +
	پرارتھنا - دُعا
	آسمان سے گرنا اور کھجور میں اٹکنا - ایک بڑی مصیبت سے چھوٹ کر ویسی ہی اور مصیبت میں گرفتار ہو جانا +
۱۱	شمس العلماء - عالموں کا سورج - بڑے عالموں کا سرکاری خطاب +
	سخنور - شاعر +
	مفرد شے - جس میں کوئی شے ملی ہوئی نہ ہو -
	عنصر - پرانے زمانہ میں آگ ہوا مٹی پانی کو عنصر کہتے تھے +
	غلغلہ - شور - شہرہ +
	ملک الشعراء - شاعروں کا بادشاہ +
۱۲	خاقانی ہند - شیخ محمد ابراہیم صاحب ذوق سے مراد ہے +
	کایا پلٹنا - شکل بدل دینا - اصلاح کرنا +
	محبوب - دل پسند +
	خوش الحان - اچھی آواز والا +
	چہکار - چہچہے +
	مہکار - خوشبو - مہک +
	ہو کا میدان - سنسان +
۱۳	نفسا نفسی - اپنی اپنی پڑی ہوئی +
	مستحق - حقدار +
	گلزار ارم - جنت کا باغ +

صفحہ	الفاظ و معانی
	عدم آباد - قبرستان +
	مرد میدان - بہادر
	محسن - احسان کرنے والا +
	دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا - کسر نہ اُٹھا رکھنا +
۱۴	مُدّۃ العمر - بہت دیر تک +
	برماتی ہوئی - سوراخ کرتی ہوئی - چھیدتی ہوئی +
	اعانت - مدد +
۱۵	پیہم - لگاتار +
	گوہر گراں بہا - قیمتی موتی +
	دیرینہ - پُرانا +
	اعتراف - ماننا +
۱۶	صحیح دماغ - ہوشیار +
۱۷	دلگیر - دل کو پکڑنے والی - سخت +
	دلپذیر - دل کو

صفحہ	الفاظ و معانی
	بھانے والی +
	مضمون آفرینی - مضمونوں کا پیدا کرنا +
۱۸	ماہی - مچھلی +
	زیرِ آب - پانی کے نیچے +
	طائر - پرندہ +
	دامانِ دشت - صحرا کے دامن پر +
	چُوکا - بھٹک گیا +
	راہزن - لٹیرا +
	نابکار - بدمعاش +
	نیند کی لپیٹ میں آ جانا - سو جانا +
	اوجھل - غائب +
	جھلملانا - ٹمٹمانا +
	متبرک - پاک +
	عقلِ سلیم - وہ عقل جو کبھی غلطی نہ کرتی ہو +
	شاہد - گواہ +
	نقادانِ سخن - سخن

صفحہ	الفاظ و معانی
	کے پرکھنے والے ۔
	ادیب +
۱۹	فراق ۔ جدائی +
	قطعی ۔ بالکل +
	سدا بہار ۔ وہ پھول جو سارا سال کھلتے رہیں +
۲۰	قصر شاہی ۔ شاہی محل +
	جلوہ فگن ۔ جلوہ دکھانے والی ۔ نمودار +
	شامت زدہ ۔ کمبخت +
	راہ گیر ۔ رستہ چلنے والا مسافر +
	قدغن ۔ تقید ۔ تاکید پہرہ +
	غیظ ۔ غصّہ +
	شکن ۔ بل +
۲۱	کنیزانِ شبستان شہی ۔ کنیزان جمع کنیز بمعنی لونڈی غلام

صفحہ	الفاظ و معانی
	یعنی بادشاہی خلوت خانہ کی لونڈیاں +
	نخوت ۔ غرور +
	آئینِ حسن ۔ عمدہ طریقہ ۔ موزوں طریقہ +
	ناموس ۔ عزّت +
	کشورِ حسن ۔ حسن کی بادشاہت +
	شرعِ کہن ۔ پرانا طریقہ +
	مفتی ۔ شریعت کے مطابق حکم دینے والا +
	ترکنوں ۔ نوکرانیوں +
	رسن ۔ رسّی +
	جلّاد ۔ قتل کرنے والا +
	شہنشاہِ زمن ۔ جہان کا بادشاہ +
۲۲	غمزے ۔ انداز ۔ دل لبھانے والے انداز +
	عربدۂ صبر شکن ۔ صبر کو توڑنے والے انداز +

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	گام - قدم +		خلد بریں - ایک جنّت کا نام ہے - بہشت +
	پامال کرنا - روندنا +		نویلی - نئی +
	حامی و شفیع - مددگار اور شفاعت کرنے والا - سفارش کرنے والا +		رنگ ملاحت - نمکینی سانولا رنگ +
	خوں بہا - وہ روپیہ جو مقتول کے وارثوں کو دیا جائے - کہ معافی نامہ لکھا یا جائے +		خشم - غصّہ +
	قصاص - خون کا بدلہ خون +		پدید - ظاہر نمودار +
	مستحسن - بہتر +	۲۵	چندن - ایک لکڑی ہے - جسے صندل کہتے ہیں - اور جسے گھس کر لگانے سے سر درد کو آرام آ جاتا ہے +
	شائبہ - ملاوٹ آمیزش آلودگی +		جھوٹ کے کان کترنا - بہت جھوٹ بولنا +
	معتکف بیت حزن - غم کے گھر میں اعتکاف کرنے والی یعنی بیٹھنے والی +		مہمیز - لوہے کی ایڑی جو گھوڑے کو تیز کرنے کے واسطے جوتی کے پچھلی طرف لگا دیتے ہیں +
۲۴	غرفہ - دریچہ - کھڑکی +		

صفحہ	الفاظ و معانی
	توسن - گھوڑا +
	برف کے کوہ کو آگ لگانا - نہ ہونے والی بات کہنا +
	بہتان تراشی - الزام گھڑنا - الزام پیدا کرنا +
	عفّت - پاک دامنی +
	چلمن - چک +
	مقتل - قتل کرنے کی جگہ +
	سر سے کفن باندھ کر آنا - مرنے کے لئے تیار ہو کر جانا +
	منہ اُٹھائے ہوئے آنا - بے روک ٹوک چلے آنا +
	گھورنا - بہت غور سے دیکھنا - غصّہ سے دیکھنا - بُری نیّت سے دیکھنا +
٢٦	مدفن - قبر - دفن ہونے کی جگہ - مزار +
	جھینپا - شرمندہ ہُوا +
	آبِ ندامت - شرم کا پانی +
	بے ساختہ - بے اختیار +
	تن زان - چپ رہنا +
٢٨	انداز - طریقہ +
	فارغ البالی - فراغت کی زندگی +
	محروم - خالی +
	چیں بجبیں - غصّہ +
	دست بوسی - ہاتھ چومنا +
٢٩	بشرے - چہرے +
	خجل - شرمندہ +
	محجوب - شرمندہ +
٣٠	صوابدید - مصلحت
	دریا بُرد - دریا میں

صفحہ	الفاظ و معانی
	ڈالنا +
	مسلم الثبوت - مانا ہؤا +
۳۲	ظریف الطبع - مسخرہ ٹھٹھول +
۳۳	معترف - ماننے والے +
	گناہِ عظیم - بھاری گناہ +
	علم - جھنڈا +
	شقہ - رقعہ +
۳۴	عسرت - تنگی - ناداری غریبی - مفلسی +
	ہدیہ - تحفہ - نذر +
	معزولی - معطل ہونا بے نوکر ہونا +
	توہین - بے عزتی +
	تحقیر - حقارت +
	اعزاز - عزت +
	وساطت - وسیلہ +
	ننگِ آبرو - بے عزتی +
۳۵	کاسۂ سر - سر کا پیالہ یعنی سر کی کھوپری +
	یکسر - ایک دم +
	استخوانِ شکستہ - ٹوٹی ہوئی ہڈیاں +
	سرِ پُر غرور - تکبر سے بھرا ہؤا سر +
۳۶	مشاہرہ - تنخواہ +
	سرسبز - پھلنا +
	ناسخ - شیخ امام بخش صاحب کا تخلص ہے +
۳۷	اوچھی عقل - ٹیڑھی عقل - بے وقوفی +
	فہم - سمجھ +
	زینہار - کبھی +
	بادِ بستاں - باغ کی ہوا +
	تیرگی جہل - بے علمی کا اندھیرا +

صفحہ	الفاظ و معانی
۳۸	تمسخر - مذاق - ہنسی +
	سینچنا - سیراب کرنا +
	لارل (Laurel) انگریزی لفظ ہے - بمعنی ہار +
	دل شکنی - دل توڑنے والی - +
	ٹونا - جادو +
	تنفس - سانس +
	حریم - مقام +
	ضیاء - روشنی
۳۹	اوج عرش - آسمان کی اونچائی +
	بھرپور - پوری پوری +
۴۰	مشّاق - مہارت رکھنے والا +
	کارہائے نمایاں - مشہور کام +
۴۱	کسمسائے - گھبرائے
	منہال نے (پنجابی) نڑی حقّہ کی +
۴۲	سٹپٹائے - چکر آئے +
۴۳	کثیر الوقوع - کثرت سے واقع ہونے والا - بہت واقع ہونے والا +
	بکار آمد - کام آنے والا +
	ہکّا بکّا - حیران -
	لحیم شحیم - موٹا تازہ +
	دم بخود - چُپ چاپ +
۴۴	چہرے پر ہوائیاں اُڑنا - محاورہ ہے -
	حواس باختہ ہونا - ہوش وحواس گم ہونا +
	اختر بختر - بمعنی اسباب +
۴۵	پینچال - بیٹ +
	حیرت زدہ - حیران +
	قصر القامت - چھوٹے قد کا +
	قبول صورت - خوبصورت +
	دادودہش بخشش خیرات -
۴۶	خراب خرگوش - یعنی

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	خرگوش کی سی نیند یعنی گہری نیند +		ضیاء - روشنی +
	مرغ نغمہ پیرا - گانے والا پرندہ +		صدائے دِلربا - دِل کو اچھا لگنے والی آواز +
۴۷	عندلیب - بلبل +	۴۸	ہم آہنگی - ایک ساتھ مل کر گانا +
	جگنو - ٹٹہنا +		منقار - چونچ +
	نوا ریز - گانے والا +		مشعل - روشنی پیدا کرنے والی شے - لمپ - +
	بیکس - غریب +		ساز - گانے بجانے کا سامان +
	منقار ہوس - لالچ کی چونچ +		سوز - جلن +
	طور - ایک پہاڑ کا نام ہے - جس پر حضرت موسےٰ ؑ نے خدا کا نور دیکھا تھا +		ظہورِ اوج و پستی - بلندی اور پستی کا ظاہر ہونا +
	فردوس نظر - جو نظر کو اچھا معلوم ہو +	۴۹	بطن - پیٹ +
	بہشت گوش ہے - کانوں کے واسطے بہشت ہے - یعنی کانوں کو اچھی معلوم ہوتی ہے - +		انتقال - جگہ تبدیل کرنا - مراد دُنیا سے کوچ کر جانا +
			متوسلین - نوکر چاکر تعلق رکھنے والے +

صفحہ	الفاظ و معانی
	مناصب - جمع منصب کی بمعنی عہدے ÷
	منعقد کرنا - قائم کرنا ÷
	عدل گستری - انصاف کرنا ÷
	تقصیرات - غلطیاں - کوتاہیاں ÷
	درگذر کرنا - معاف کرنا ÷
	صادر کیا - جاری کیا ÷
	شجاع - بہادر ÷
۵۰	شبخون کرنا - رات کو حملہ کرنا ÷
	تسخیر - فتح کرنا ÷
	تالیف قلوب - دلوں میں گھر کرنا ÷
	تفویض کرنا - سپرد کرنا سونپنا ÷
	جد و جہد - کوشش
۵۱	ہزیمت - شکست
	منتشر - تتر بتر ÷

صفحہ	الفاظ و معانی
	احترام - عزت ÷
	رفقا - جمع رفیق بمعنی مددگار ÷
	ماہئی بے آب - جیسے مچھلی پانی کے باہر ہو یعنی بے قرار ÷
	تشنگی - پیاس ÷
	بے تابی - بے قراری ÷
	ایام صعوبت - سختی کے دن ÷
	تولد ہوا - پیدا ہوا ÷
	ہمائے اوج سعادت نیک بختی کی بلندی کا ہما ÷
۵۲	مصائب - مصیبتیں ÷
	چیرہ دستیاں - ظلم ÷
	تحکم - حکومت - حکم چلانا ÷
۵۳	بیت اللہ - خدا کا گھر - خانہ کعبہ - جہاں مسلمان لوگ جا کر حج

صفحہ	الفاظ و معانی
	کرتے ہیں ÷
	برادرانِ یوسف - جیسے یوسف سے بھائیوں نے دغا کی تھی اسی طرح بادشاہ نصیرالدین ہمایوں سے اُس کے بھائیوں ہندال - عسکری - کامران نے دغا کی - ہمیشہ اُس کو تکلیف پہنچاتے رہے ÷
	سخت گیری - سختی ÷
	تلوّن مزاجی - مزاج کا بدلتے رہنا ÷
	مؤرخین - تاریخ لکھنے والے ÷
	صاحبِ قلم - مدبر - قلم چلانے والے ÷
	صاحبِ سیف - تلوار کا دھنی ÷
۵۴	آنکھیں دکھانا - محاورہ ہے - مخالفت کرنا ÷
	مراجعت - لوٹنا ÷
	ہم عصر - جو بڑے بڑے آدمی ایک زمانے میں ہوں - وہ ایک دوسرے کے ہمعصر کہلاتے ہیں ÷
	اختراع - نئی بات نکالنا ÷
	علم ہیئت - ستاروں کا علم ÷
	شغف - عشق ÷
	کُرّۂ ارض - زمین کا کُرّہ ÷
	کُرّاتِ عناصر - آبی - آتشی - خاکی - بادی کُرّے ÷
	افلاک - جمع فلک کی بمعنی آسمان ÷
	کواکب - جمع کوکب بمعنی ستارہ ÷
۵۵	اصطرلاب - نجومیوں

صفحہ	الفاظ و معانی
	کے پاس سے ÷
	مریخ - ایک سُرخ رنگ کے ستارے کا نام ہے ÷
	دار البقا - ہمیشہ رہنے والی دُنیا ÷
٥٦	اسراف - فضول خرچی ÷
	عفو - معافی ÷
	ترحم - رحم کرنا ÷
٥٨	خواب نوشیں - شیریں نیند - میٹھی نیند ÷
	دار مشفق - مہربانیوں کا جہان ÷
	دامن کشاں - دامن کھینچنے والی ÷
	آنکھوں میں گھر کرنا - محبت سے گرویدہ کر لینا ÷
	کنج ظلماتی - اندھیرا کونہ ÷
	شورِ تپشہ - تپش کا شور ÷
	نغمۂ داؤد - داؤد علیہ السلام ایک پیغمبر گذرے ہیں جن کی آواز نہایت سُریلی تھی اس لئے نغمۂ داؤد سے مراد داؤد کی آواز سُریلی آواز ÷
	گھنونے - بد شکل - جس کو دیکھ کر کراہت آئے ÷
	زندان - قید خانہ ÷
٥٩	موکشاں - بال پکڑے ہوئے ÷
	کان پھٹ ہونا - کانوں سے کچھ سُنائی نہ دینا ÷
	ہنگامۂ محشر - قیامت کا شور ÷
	شور فتنہ زا - فساد کو بڑھانے والا شور ÷
	جانبداریاں - طرفداریاں طرف داری کرنا ÷

صفحہ	الفاظ و معانی
	مزید - زیادہ ÷
	بخت نا سعید - نامبارک نصیب ÷
۶۰	غمگساری غم ہٹانا ÷ ہمدردی ÷
	احباب - جمع حبیب بمعنی دوست ÷
	ہردلعزیز - ہر ایک کو پیارے لگنے والے ÷
	عاشق زار - سچے عاشق بہت چاہنے والے ÷
	مرجع خاص و عام جس کی طرف اچھے بُرے سب رجوع کریں یعنی خاص و عام کے رجوع کی جگہ ÷
۶۱	سمویا - ملا ہوا ÷
	محظوظ - لطف اٹھانے والے - خوش ÷
	رُجحان - میل ÷
	معدودے - گنتی کے ÷

صفحہ	الفاظ و معانی
	ثقات - معقول عقلمند لوگ ÷
	مذہبی مجتہد - مذہب میں اجتہاد کرنے والے یعنی تازگی پیدا کرنے والے ÷
۶۲	پیوند خاک ہوئے - دفن ہوئے ÷
	شرفا - جمع شریف کی ÷
	صداقت - سچائی ÷
	پیشین گوئی - کسی معاملہ کے متعلق پہلے ہی خبر دے دینا ÷
	علوم مغربیہ - یورپ کے علم ÷
	تکمیل - پورا کرنا ÷
	مشاہیر اہل قلم - مشہور اور لائق لکھنے والے ÷
	نکات - جمع نکتہ بمعنی باریکی ÷
۶۳	اخذ - حاصل کرنا ÷

صفحہ	الفاظ و معانی
	مائیہ نازفرزندانِ ہند۔ ہندوستان کے وہ لوگ جن پر اسے فخر ہو ✤
۶۴	فرطِ اُلفت۔ محبّت کی زیادتی ✤
	ارکانِ شریعت۔ اسلام کے رکن یعنی روزہ۔ نماز۔ حج۔ زکوٰۃ جن سے مسلمانی ظاہر ہو ✤
	گرویدہ۔ فریفتہ۔ عاشق ✤
۶۵	دلدادہ۔ عاشق
	اثنا عشری۔ شیعہ ✤
	انہماک۔ مشغول ہونا ✤
	ضریح۔ تابوت ✤
	عزاداری۔ ماتم کرنا ✤
۶۶	جان گداز۔ جان کو گھلانے والی ✤
	ذیابیطس۔ ایک بیماری جس میں پیشاب کے اندر شکر آتی ہے ✤

صفحہ	الفاظ و معانی
۶۷	منشیات۔ نشہ کرنے والی چیزیں ✤
	سلب۔ کھینچ لینا ✤
	جاں بر۔ زندہ ✤
	نزع۔ جان کنی کی حالت ✤
	ضخیم کتاب۔ موٹی کتاب ✤
۶۹	سیر چشمی۔ طبیعت کا بھر جانا ✤
	کم استطاعت۔ غریب ✤
	استغنا۔ بے پروائی ✤
	معزز۔ عزّت دیا گیا ✤
۷۰	مصر ہونا۔ اصرار کرنا۔ تاکید کرنا ✤
	تارک الدنیا۔ دُنیا کو چھوڑنے والا ✤
	جاوید۔ ہمیشہ ✤
	حیاتِ دوام۔ ہمیشہ کی زندگی ✤
	جریدۂ عالم۔ دُنیا

صفحہ	الفاظ و معانی
	کی کتاب ٭
	لاولد - جس کی کوئی اولاد نہ ہو ٭
۷۲	گیاہ خشک - سوکھی گھاس ٭
۷۳	دواں - دوڑتا ہوا ٭
	للہ - خدا کے واسطے ٭
	شباب - جوانی ٭
۷۵	وقار و وقعت - عزت ٭
	فطری جذبہ - پیدائشی خواہش ٭
۷۶	مسلط ہونا - قبضہ کرنا ٭
	لبریز - بھرا ہوا ٭
	بے تامل - بے سوچے سمجھے ٭
	قرابت - رشتہ داری ٭
	سفاکیوں - بے رحمیوں ظالمانہ کاموں ٭
۷۷	حشمت - شان و
	شوکت ٭
	قناعت - تھوڑے پر ہی خوش ہو جانا ٭
	تحت ہیں - زیر اثر ٭
۷۸	افکار - جمع فکر کی ٭
	راقم - لکھنے والا یعنی میں ٭
۷۹	دگرگوں - تبدیل ہونا ٭
۸۰	نافہموں - ناسمجھوں ناسمجھنے والے ٭
	دستیاب - حاصل ہونا ٭
	معیار - طریقہ - اصول ٭
۸۱	مرجع - رجوع کرنے کی جگہ ٭
۸۲	تارک اعزاز فقرا - وہ فقیر جو عزت کی پرواہ نہیں کرتے ٭
۸۵	جبیں - ماتھا ٭
	رشک جناں - بہشت سے بھی اچھا ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
	رشک ریحان - ریحان سے بھی زیادہ خوشبودار ✤
	ذی روح - جاندار ✤
	عنفوان - شروع جوانی ✤
۸۶	دریائے مہیب - خوفناک دریا - وہ دریا جس کو دیکھ کر ڈر معلوم ہو ✤
	وحشت زا - پریشانی بڑھانے والا ✤
	دیار غیر - دوسرا شہر ✤
	چشم کی بینائی رخصت اندھا ہونا ✤
	نووارد - مسافر ✤
	طائر - اُڑنے والا پرندہ ✤
	کُنجِ قفس - پنجرے کا کونہ ✤
۸۷	حواس خمسہ - سونگھنے کی طاقت - چکھنے کی طاقت - سننے کی طاقت

صفحہ	الفاظ و معانی
	دیکھنے کی طاقت - چھونے کی طاقت ✤
	معطل - بیکار ✤
۸۸	تعاقب - پیچھا کرنا ✤
۸۹	پناہ گزین - پناہ لینے والا ✤
۹۱	مڈبھیڑ ہونا - آمنے سامنے ہونا ✤
	اژدحام - ہجوم ✤
	اثنائے سماعت مقدمہ - مقدمہ کے سُننے کی حالت میں ✤
۹۲	متحیّر - حیران ✤
	جاسوس - پوشیدہ خبریں لے جانے والا ✤
۹۴	اسیرِ دوام - ہمیشہ کا پابند ✤
	سینۂ عریاں - ننگا سینہ ✤
	سپر - ڈھال ✤
	مرغول - پیچدار ✤
	دُھول - مٹی ✤

صفحہ	الفاظ و معانی
	دلربا - دل لبھانے والی ٭
۹۵	غم ربا - غم کو دُور کرنے والی ٭
	تیغ دو دم - دو دھاری تلوار ٭
۹۶	ہیہات - افسوس ٭
	مہیب - خوفناک ٭
	ہراس - خوفناک ٭
۹۸	متعدی مرض - ایک سے دُوسرے کو لگ جانے والا مرض ٭
	سُرعت - تیزی ٭
	افزائش - زیادتی ٭
۹۹	ہذیان - بے ہوشی میں باتیں کرنا ٭
۱۰۰	بتدریج - درجہ بدرجہ ٭
۱۰۲	دافعِ تعفن - بدبُو کو دُور کرنے والا ٭
	نجاست - گندگی ٭
۱۰۳	برگ افشاں - پتّے

صفحہ	الفاظ و معانی
	بکھیرنا - پتّے گرانا ٭
	پنہاں - پوشیدہ - چھپنا ٭
	غم دہر - زمانے کا غم ٭
۱۰۴	پامال کرنا - روندنا ٭
	سینہ فگار - غمگین ٭
	رزم - لڑائی ٭
	ہلال - پہلی رات کا چاند ٭
	بدر - پورا چاند ٭
۱۰۵	منتشر - بکھرے ہوئے تتّر بتّر ٭
۱۰۶	بادِلِ ناخواستہ - دل نہ چاہتا تھا ٭
۱۰۸	ظروف - جمع ظرف کی ظرف بمعنی برتن ٭
	سربفلک - بہت اُونچی ٭
۱۰۹	دُنیا و مافیہا - دُنیا اور اُس کی چیزیں ٭
۱۱۰	لغت - ڈکشنری ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
.	معمّہ - پہیلی
۱۱۳	سرغنہ - سردار
	مستول - کشتی کا بادبان
۱۱۵	ادھیڑ - جوانی سے ڈھلا ہوا
۱۱۶	معاً - فوراً
	لبریز - لبالب بھرا ہوا
۱۱۹	ناعاقبت اندیش - بے وقوف
۱۲۲	چکاں - ٹپکنا
	سرفراز - عزت دیا گیا - بلند
	مظہر - ظاہر ہونے کی جگہ - نکلنے کی جگہ
	اقتدار مجازی - بناوٹی رتبہ
	عصا - لاٹھی
	سطوت - رعب داب دبدبہ

صفحہ	الفاظ و معانی
	جبروت - عظمت - بزرگی
۱۲۴	عدل - انصاف
	عیاں - ظاہر
	قدسیاں - جمع قدسی کی - قدسی بمعنی فرشتہ فرشتے
۱۲۵	مضطرب - بے چین
۱۳۰	سرگوشی - کانا پھوسی کانوں میں باتیں کرنا
	سبزۂ تربت - قبر پر اُگا ہوا سبزہ
	خندہ زن - ہنستا ہوا
	دولت خانہ - گھر امیر لوگوں کا
	داد و ستد - لین دین
	سبو - صراحی
	رہین منت پیمانہ - پیالے کے احسان کا گروی - یعنی پیالہ کا احسان مند ہے

صفحہ	الفاظ و معانی
	بیخود - بے ہوش ۔
١٣١	یاس - نا امیدی ۔
	فرہاد - ایک آدمی کا نام ہے جو شیریں پر عاشق تھا ۔
	قیس - ایک شخص کا نام ہے - جو لیلیٰ پر عاشق تھا ۔
١٣٢	تقاضائے بشریت - انسان ہونے کا تقاضا ۔
	ملول - رنجیدہ ۔
	کارندے - کام کرنے والے ۔
١٣٣	قلزم حیات - زندگی کا بے پایاں سمندر ۔
	عافیت - آرام ۔
	جو فروش گندم نما - جن کا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ ہو - مکار ۔
	ریاکار - مکار ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	کشتگان اجل - موت کے مارے ہوئے ۔
	اطبّا - جمع طبیب کی ۔
١٣٤	کنج لحد - قبر کا گوشہ ۔
	نور بصر - آنکھوں کا نور مجازی لڑکا ۔
	سینہ سپر ہو کر - بڑے حوصلہ سے ۔
١٣٥	فریب - مکر ۔
	ٹسوے - آنسو ۔
	گدھا زیر جل اطلس - وہ گدھا جس پر اطلس کی جھول پڑی ہو - یعنی جو بیوقوف ہو اور لباس ہو پُر تکلف ۔
١٣٦	ارغوانی - سُرخ رنگ ۔
١٣٧	کھسیانا - شرمندہ ۔
	انتڑیاں قل ہو اللہ پڑھنے لگیں - یعنی بہت بھوک لگی ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	خدّام - جمع خادم - نوکر ✤
۱۳۸	چہ میگوئیاں - اعتراض نکتہ چینی ✤
۱۳۹	سوختہ - جلا ہوُا ✤
	فغاں - آہ و زاری ✤
	اندوہ نہاں - پوشیدہ غم
	شمشان - مرگھٹ ✤
۱۴۰	طلعت - منہ دیکھنا - چہرہ ✤
	لخت دل - دل کا ٹکڑا ✤
	گلخن - بھٹی ✤
	تفسیدہ - گرم ہونا ✤
	مہ جبیں - خوبصورت
	بادِ وزاں - چلتی ہوئی ہوا ✤
	مجمر - انگیٹھی ✤
	سپند - کالا دانہ ✤
۱۴۲	دریدہ - پھٹا ہوُا ✤
	معتوب - عتاب کیا

صفحہ	الفاظ و معانی
	گیا - غصہ کیا گیا ✤
	عالم الغیب - غیب کے حالات جاننے والا ✤
۱۴۳	سکرات - نزع کی سختی ✤
	رقیق القلب - نرم دل والا ✤
	رعونت - غرور - تکبر ✤
۱۴۴	کسوف - گہن لگنا ✤
۱۴۶	کفش کاری - جوتے مارنا ✤
	فرق وان - سر ✤
	کائیاں - مکار ✤
۱۴۷	لفنگوں - بدمعاشوں ✤
۱۴۹	دھوبی پاٹ - پہلوانی کے ایک داؤ کا نام ہے ✤
	دوز مالکچ - پہلوانی کے ایک داؤ کا نام ہے ✤
۱۵۰	بنی اسرائیل - حضرت

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	موسےٰ کی قوم کا نام ٭		سی دیر میں - آنکھ جھپکنے جتنے عرصے میں ٭
۱۵۱	تنفّس - سانس لینا ٭		متجلّی فشاں - روشنی بکھیرنے والا ٭
	حفظ ما تقدم - بیماری سے پہلے اس سے محفوظ رہنے کا سامان کرنا ٭		بود - ہونا ٭
	ذکی الحس - تیز سمجھ والے ٭	۱۵۷	محظوظ - خوش ٭
		۱۵۸	یابو - ٹٹو ٭
۱۵۲	ڈس انفیکٹ - کسی بیماری کے جراثیم کو مار کر مکان یا سامان کی صفائی کرنا ٭	۱۶۲	مُدّعی - دعوے کرنے والا ٭
			توافق - موافقت ہونا ٭
۱۵۳	مقفّل - تالا لگا دینا ٭	۱۶۳	مستتر - پوشیدہ - چھپے ہوئے ٭
۱۵۴	امراض شُش - پھیپھڑے کی بیماریاں ٭		ارتباط - میل جول ٭
۱۵۵	منقطع - کاٹ دینا ٭		پیکر - مجسمہ - تصویر ٭
۱۵۶	سُرعت پرواز - اُڑان کی تیزی ٭	۱۶۶	دیوزاد - دیو سے پیدا ہوئے ہوئے ٭
	قطرہ ریز - قطرے بکھیرنے والی ٭		سہم گئی - ڈر گئی ٭
		۱۶۷	بعدہٗ - اس کے بعد ٭
	چشم زدن میں - تھوڑی		سرزنش - سزا دینا ٭

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۶۸	ذو معنی - جس لفظ کے دو معنی ہوں ۔
۱۶۹	صبح صادق - سچی صبح ۔
	از خود رفتہ ہو جانا - ہوش میں نہ رہنا ۔
	تعرض - اعتراض کرنا ۔
۱۷۳	پیک نظر - نظر کا قاصد ۔
۱۷۴	کتم عدم - نیستی کا پردہ ۔
	معبود - عبادت کیا گیا ۔
	صفوف - جمع صف قطاریں ۔
	صانع یکتا - بے نظیر کاریگر ۔
	فصول - جمع فصل ۔
	نظام - بندوبست ۔
	تجاوز - بڑھ جانا ۔
	حدت - تیزی ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	لوث - آلودگی - آمیزش ۔
۱۷۵	نافذ - جاری ۔
	سمک - مچھلی - زمین کے نیچے کی مچھلی جس کی پیٹھ پر گاؤ زمین ہے ۔
	سماک - جمع سمک بمعنی مچھلی ۔
	غدار - پتھر ۔
	دوب - گھاس ۔
	تشنج - جسم کے پٹھوں کا کھنچ جانا
۱۷۷	عود - دوبارہ ہو جانا ۔
۱۷۸	استفراغ - قے ہونا ۔
	بصارت - نظر ۔
۱۷۹	بھیانک - ڈراونی
۱۸۰	دافع عفونت - بدبو کو دور کرنے والی ۔
۱۸۲	نقاب - پردہ ۔
	مس گری - تانبے

صفحہ	الفاظ و معانی
	ـکے برتن وغیرہ بنانا ✦
	نجاری - بڑھئی کا کام کرنا ✦
۱۸۴	اتحاد - اتفاق ✦
۱۸۵	دست بردار - ہاتھ اُٹھا لینا ✦
۱۸۶	واسطہ - تعلق ✦
۱۸۸	ناظرین - دیکھنے والے
۱۹۰	روشنائی - سیاہی ✦
۱۹۲	دُور افتادہ - دُور پڑا ہوا ✦
	ہم آغوش - بغلگیر ہونا ✦
۱۹۳	واضعانِ قوانین - قانون بنانے والے
	مجلس العوام - عام لوگوں کی مجلس ✦
	مجلس الاعیان - امیروں وزیروں کی مجلس ✦
	ام المجالس - مجلسوں

صفحہ	الفاظ و معانی
	کی ماں ✦
۱۹۴	مستعفی - استعفا دینے والا ✦
	آرائے جانبین - دونو طرف کی رائیں ✦
۱۹۶	ضوابط - جمع ضابطہ بمعنی قانون ✦
۱۹۹	اعضا شکنی - ہاتھ پیر ٹوٹنا ✦
۲۰۰	قرحہ - زخم ✦
۲۰۲	ندیم - مصاحب ✦
	ہم سنگ - ساتھی -
	ہم وزن - تول میں برابر ✦
	دانایانِ فرنگ - یورپ کے عقلمند ✦
	والانژاد - خاندانی ✦
	فرخ نہاد - اچھی خصلت والے ✦

صفحہ	الفاظ و معانی
	چکا چوند - آنکھیں چندھیا جانا ۔
	گل دیگر شگفت - دوسرا پھول کھلا ۔
	پمونچوڑے - مفت خورے
	رُفقا - جمع رفیق - دوست
	ٹھسّے - دھوم دھام ۔
۲۰۵	دور باش - دور رہو ۔
	طاق - لاثانی ۔
	شہرہ آفاق - دُنیا میں مشہور ۔
	ٹھٹھول - مسخرہ ۔
	فرنگی - یورپ کا رہنے والا ۔
	احتباس - روکنا ۔
	بادۂ انانیت - بادۂ شراب - انانیت خودی - خودی کی شراب - اپنے سوا سب کو ہیچ سمجھنا ۔
۲۰۶	گرداب - بھنور ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	سنگ زرد برادر شغال - محاورہ ہے ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں ۔
	شغال - گیدڑ ۔
۲۰۷	چوکھ - چاروں طرف ۔
	با توقیر - عزت والا ۔
	استخارہ - کسی کام کے اچھا بُرا ہونے کے متعلق خدا تعالے سے اشارہ حاصل کرنا ۔
	چٹھی دستاویز - چھوٹے کاغذات ۔
۲۰۸	ماخوذ - گرفتار ۔
	چشم ازرق - نیلی آنکھ
	طوطا چشمی - بے حیائی ۔
	عروض - شعروں کے وزن وغیرہ کا علم ۔
۲۱۲	سرایت - اثر ۔
	کپکپی - کانپنا ۔
۲۱۳	آہنی - لوہے کی ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۱۴	مفرّح - دل کو خوش کرنے والا +
	اجابت - پاخانہ آنا +
	تریاق - زہر کی دوا +
	اسقاط - حمل گر جانا +
۲۱۶	ہم صفیر - اکٹھا چہچہانے والے پرندے +
	سوہانِ روح - سوہان بمعنی ریتی - مجازی روح کی تکلیف +
۲۱۷	بزم طرب - خوشی کی مجلس +
۲۱۸	صورت ببیں حالم مپرس - یعنی صورت دیکھ حال مت پوچھ یعنی میری صورت سے ہی میرا حال معلوم ہو جائیگا +
	دل دادگان - عاشق +
	شبینہ - رات کی
	خموشی نیم رضا - چپ ہو رہنا آدھی رضامندی کی علامت ہے +
۲۱۹	دل بستگیاں - دل لگنے والی چیزیں +
	متنبّہ - خبردار +
۲۲۰	ضعیف الجثہ - کمزور بدن والا +
	برہم کرنا - توڑنا پھوڑنا +
۲۲۱	سرد مہری - کم محبتی - بے رخی - بے توجہی +
	بلاکشی - محنت +
۲۲۲	مبتلایانِ غم - غم میں گرفتار +
	غم کیشوں - غم اٹھانے والوں +
	عشرت گزینوں - مزے اڑانے والوں +
	فرعونیت - غرور - فرعون ایک بادشاہ کا نام تھا جو بہت مغرور تھا +

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۲۲۴	سوءِ ہضمی - بدہضمی ✢		انصرام - بندوبست ✢
۲۲۷	سنگِ ناکامی - ناکامی کا پتھر ✢		امورِ خطیر - بڑے بڑے کام ✢
۲۲۸	مادرِ گیتی - زمانے کی ماں ✢	۲۳۱	نظم و نسق - انتظام ✢
	بادِ نسیم - خوشبودار ہوا ✢		جفاکش - محنتی ✢
	موجِ بحرِ نیلگوں - نیلے سمندر کی لہریں ✢		آمیزش - ملانا ✢
	شامِ وصلت - ملنے کی شام ✢		نصرت - فتح ✢
	چرخِ بریں - بلند آسمان ✢	۲۳۲	موجد - نئی چیز پیدا کرنے والا ✢
	کوسِ رحلت - کوچ کا نقارہ ✢		کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرنا - کوئی کسر نہ چھوڑنا ✢
۲۳۰	مُدبّر - ملک کے بندوبست میں رائے دینے والا ✢	۲۳۳	تعدّی - ظلم ✢
	تفضیح - رسوائی ✢		نفرین - ملامت ✢
	شد و مد - زور و شور		فتوّت - جوانمردی - مروّت ✢
	فطانت - دانائی - عقلمندی ✢		سرِّ پوشیدہ - پوشیدہ بھید - چھپا ہوا بھید ✢
	فراست - عقلمندی ✢		رفاہیتِ عباد - آدمیوں کے فائدے کے لئے ✢
			معموریِ بلاد - شہروں

صفحہ	الفاظ و معانی
	کی آبادی کے لئے +
۲۳۴	گنجینہ آمائی - خزانہ کو پُر کرنا +
	بھنبوڑنے - نوچنے +
	جلیس و انیس - یار دوست - ایک ساتھ بیٹھنے والے - مصاحب +
	رذائل - جمع رذیل بمعنی کمینہ +
۲۳۹	بدائع - طرح طرح کی نادر چیزیں +
	استوار - پکی +
۲۴۰	پیشکش - تحفہ +
	ارباب طرب - خوشی والے لوگ +
	نچھاور - قربان - صدقے
	مرقع قدرت - قدرت کی تصویر +
۲۴۳	حلقہ ہے ہر ایک گوش

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہیں لڑکا تیرا - پہلے زمانے میں یہ رسم تھی - کہ جب کسی کو غلام بناتے تھے - تو اُس کے کان میں بالی ڈال دیتے تھے - یعنی ہر شخص تیرا مطیع ہے +
	صنم - بُت +
	مغاں - آتش پرست +
	دہری - وہ جو خدا کو نہ مانے +
۲۴۴	ثمر - پھل +
	یارا - طاقت +
	طاعتِ نفس - دل کا کہا ماننا +
	برخاست - موقوف +
	کیفیت - مزا +

باہتمام لالہ موتی رام مفید عام پریس واقع چیٹرجی روڈ لاہور میں چھپا اور رائے صاحب
لالہ سوہن لعل مینجنگ پروپرائیٹر رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز لاہور نے شائع کیا

